حضرت شیخ رحمہ اللہ کے
حیرت انگیز واقعات
از
سید محمد شاہد سہارنپوری
راہ سلوک کے مسافروں، درس و تدریس میں منہمک علما کرام
نیز علوم نبویہ کی تحصیل میں مصروف عزیز طلبا، وعظ و نصیحت کے ذریعہ
امت کی رہنمائی کرنیوالے خطیب اور واعظین حضرات اور عوام و
خواص سب ہی کو اسلامی کردار کی تشکیل کیساتھ ذہن و فکر
کی تربیت و قلوب کی تطہیر و مومنانہ بصیرت عطا کرنیوالی کتاب
www.besturdubooks.net
مکتبہ حبیبیہ رشیدیہ
اردو بازار لاہور
۰۳۳۴_۴۳۷۷۶۲۱
۰۳۲۱_۴۱۰۲۱۱۷

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ کی زندگی کے بیش قیمت حالات و واقعات، جن کا مطالعہ اسلامی کردار کی تشکیل کے ساتھ ذہن و فکر کو مومنانہ بصیرت بھی عطا کرے گا۔

از سید محمد شاہد سہارنپوری

مکتبہ حبیبیہ رشیدیہ
اردو بازار لاہور
۰۳۲۱-۴۱۰۲۱۱۷ ۰۳۳۳-۴۳۷۷۶۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم



نام کتاب ........ حضرت شیخ کے حیرت انگیز واقعات

مرتب ........ سید محمد شاہد سہارنپوری زید فضلہ

باہتمام ........ مولانا انیس احمد صاحب مظاہری زید فضلہ

موضوع ........ حکایات

سن طباعت ........ ۱۴۳۴ھ

تعداد ........ ۱۱۰۰

ناشر

مکتبہ حبیبیہ رشیدیہ

اردو بازار لاہور

۰۳۲۱_۴۱۰۲۱۱۷ ۰۳۲۲_۴۲۷۷۶۲۱

اسٹاکسٹ

مکتبۃ الحرمین

دکان نمبر ۲۳۔ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

۰۳۲۱_۴۳۹۹۳۱۳ = ۰۳۳۱_۴۳۹۹۳۱۳

m.a.a.mazahiri@gmail.com

## کتاب کی دستیابی کے مراکز

- مکتبہ رحمانیہ — اردو بازار لاہور
- مکتبہ سید احمد شہید — اردو بازار لاہور
- مکتبہ قاسمیہ — اردو بازار لاہور
- مکتبہ مجددیہ — اردو بازار لاہور
- بیت العلوم — اردو بازار لاہور
- مکتبہ الحسن — اردو بازار لاہور
- مکتبہ الخیر — اردو بازار لاہور
- مکتبہ بلال — اردو بازار لاہور
- ادارہ اسلامیات — انارکلی لاہور
- زم زم پبلشرز — کراچی
- قدیمی کتب خانہ — کراچی
- دارالاشاعت — کراچی
- مکتبہ عمر فاروق — کراچی
- مکتبہ شیخ — بہادرآباد کراچی
- مکتبہ خلیلیہ — بنوری ٹاؤن کراچی
- مکتبہ امدادیہ — ملتان
- مکتبہ حقانیہ — ملتان
- مکتبۃ العارفی — فیصل آباد
- مکتبہ رشیدیہ — کوئٹہ/لاہور
- مکتبہ علمیہ — اکوڑہ خٹک
- مکتبہ النور — رائیونڈ
- مکتبہ مدینہ — رائیونڈ

**استدعا**

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی پر ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔ (ادارہ)

ہر اچھے کتب خانہ سے ہماری کتب باصرار طلب فرمائیں

# فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

# کلمات ابتدائیہ

مولانا انیس احمد مظاہری زید فضلہ
مدرس مدرسہ احسان القرآن والعلوم النبویہ، لاہور

اللہ والوں کا ذکر انکی حکایات کے تذکرے اور واقعات کے سننے سنانے نیز پڑھنے سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے ''تنزل الرحمۃ بذکر الصالحین'' حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ صالحین ومقربین کی حکایات، واقعات اللہ تعالیٰ کا لشکر ہیں جن کے ذریعہ قلوب میں اللہ والوں کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ جو درحقیقت محبت الٰھیہ کا ذریعہ ہے۔ سلف صالحین کی حکایات اور کمالات واوصاف قلوب کی تقویت اور مضبوطی کا باعث بھی ہیں۔

پیش خدمت کتاب میں برکۃ العصر قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صدیقی مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات اور اللہ جل شانہ کے ساتھ تعلق، تواضع، فنائیت اور عشق نبوی اور اکابر ومشائخ سے حضرت کا تعلق اور ان اللہ والوں کا حضرت پر اعتماد، شفقتوں پر مشتمل حیات طیبہ کے بیش قیمت حالات واقعات اور کمالات ہمارے مخدومنا المکرّم ومحسن حضرت شیخ کے لاڈلے نواسے اور علوم کے امین وخلیفہ مجاز حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ امین عام جامعہ مظاہر علوم سہارنپور نے جمع فرمائے ہیں۔

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی فراست ایمانیہ اور بصیرت قلبیہ کو ان ابتدائی سطور میں تو تفصیل سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ ''مشتے از خروارے نمونہ دار'' کے موافق ناظرین اندرونی صفحات میں کچھ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے ''ذکر زکریا'' ''حضرت شیخ کی مرحومہ صاحبزادیاں'' اور حضرت شیخ کی خودنوشت سوانح ''آپ بیتی'' کا مطالعہ بہت ہی مفید اور دارین کی ترقیات ومنافع کا ذریعہ ہے۔ پیش خدمت کتاب کا مطالعہ ''راہ سلوک کے مسافروں، درس وتدریس میں منہمک علماء کرام، نیز علوم نبویہ کی تحصیل میں

مصروف عزیز طلباء وعظ ونصیحت کے ذریعہ امت کی رہنمائی کرنیوالے خطیب اور واعظین حضرات اور عوام وخواص سب ہی کو اسلامی کردار کی تشکیل کے ساتھ ذھن وفکر کی تربیت وقلوب کی تطہیر ومومنانہ بصیرت عطاء کرے گا۔ ان شآء اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ ان سطور کو بندہ راقم السطور اور اس کے احباب وناظرین کے قلوب میں حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ ودیگر اکابر ومشائخ کی عظمتوں اور ان پر کامل اعتماد اور ان پاکیزہ نفوس کے ساتھ سچے اعتقاد ومحبت کا ذریعہ بنائے۔

فقط والسلام

انیس احمد مظاہری عفی عنہ

یوم العاشوراء ۱۴۳۳ھ (یکشنبہ)

# پیش لفظ (طبع اول)

مولانا سید محمد شاہد الحسنی (سہارنپوری)

مخدومنا حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ کی حیات طیبہ پر اس دس[1] سالہ عرصہ میں الحمد للہ عظیم الشان تحقیقی و تاریخی کام ہوا ہے۔ ہمارے محدود علم کے مطابق اب تک ہندوستان و پاکستان انگلینڈ اور مصر سے آپ کی حیات پر سترہ کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ جن میں پندرہ شائع ہو چکیں اور دو زیر اشاعت ہیں پیش نظر کتاب ''حضرت شیخ کے حیرت انگیز واقعات'' یہ اپنے موضوع پر اٹھارویں کتاب ہے۔ ان تمام کتابوں کے مجموعی صفحات پر پھیلی ہوئی تاریخ اس پر شاہد عدل ہے۔ یہاں قارئین کی معلومات میں اضافہ کے لئے ان تمام کتابوں کا تعارف لکھا جاتا ہے۔

## (۱) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب

مصنف حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی زاد مجدہ' (ناشر مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ صفحات ۳۱۸ سائز ۲۲-۱۸) یہ کتاب گیارہ ابواب پر مشتمل ہے کتاب میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات علمی و عملی کمالات اور ان کی دینی اصلاحی تربیتی خدمات کا مفصل تعارف اور جامع تذکرہ ہے۔ دسمبر ۱۹۸۲ء صفر ۱۴۰۳ھ میں شائع ہوئی۔

## (۲) سفر نامہ افریقہ وانگلینڈ

مصنف مولانا مفتی محمد شاہد کراچی و مولانا نجیب اللہ صاحبان زاد مجدہما (ناشر المکتبہ الاسلامیہ پہلی منزل نوشین سینٹر نیو اُردو بازار رابسن روڈ کراچی پاکستان صفحات ۱۷۳ سائز ۱۸-۲۲) شعبان ۱۴۱۰ھ میں حضرت شیخ نے افریقہ وانگلینڈ، زامبیا کا

[1] ۱۴۱۱ھ ہندوستان

طویل دورہ فرمایا جس سے ان ملکوں کی اسلامی تاریخ اور دینی محنت وجدوجہد پر گہرے اور مستحکم اثرات وثمرات مرتب ہوئے اور دینی خدام کو زبردست تقویت حاصل ہوئی۔ یہ کتاب اسی عہد ساز دورہ کی تفصیل ہے۔ اکتوبر ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئی۔

## (۳) وصال کے بعد

تصنیف عالی جناب صوفی محمد اقبال صاحب مدینہ منورہ۔ (ناشر کتب خانہ اشاعت العلوم محلّہ مفتی سہارن پور صفحات ۳۲، سائز ۲۰-۳۰) حضرت کی وصایا ونصائح متوسلین ومنتسبین کے لیے حصولِ ترقیات کی شکلیں اور جملہ خلفاء کے اسماء اور پتے اس کتاب میں لکھ دیئے گئے ہیں شعبان ۱۴۰۲ھ مین شائع ہوئی۔

## (۴) غم نامۂ فراق

مصنف مولانا شبیر احمد جذبی کاندھلوی۔ (ناشر کتب خانہ عزیزیہ اُردو بازار جامع مسجد دہلی صفحات ۸۰، سائز ۱۸-۲۲) حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کے سانحۂ ارتحال پر درد وسوز اور غم وفراق کا یہ مرقع اپریل ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا، جناب ڈاکٹر عنوان چشتی صاحب ریڈر شعبۂ اُردو جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی جناب ڈاکٹر تنویر احمد صاحب علوی کیرانوی ایم اے پی ایچ ڈی، ڈی لٹ، صدر شعبہ اُردو دانشگاہ دہلی۔ مولانا محمد شمیم صاحب عثمانی ناظم اعلیٰ مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ نے اس کتاب پر اپنے تاثرات تحریر فرمائے ہیں۔

## (۵) حضرت شیخ کا اتباع سنت اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف عالی جناب الحاج صوفی محمد اقبال صاحب مدینہ منورہ (سعودی عرب) (ناشر مدرسہ اسلامیہ اصغریہ دار المسافرین دیوبند یو، پی۔ صفحات ۸۱، سائز ۲۲-۱۸) اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ حضرتؒ نے زندگی کے ہر شعبہ میں عبادات اخلاق و عادات معاشرت معیشت میں سنت کے ہر ہر جزو پر عمل کر کے دکھلایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

سچے وارث ہونیکا حق ادا کردیا۔ ۱۴۰۲ھ میں شائع ہوئی۔

## (٦) ماہنامہ الفرقان لکھنؤ

مرتب مولانا خلیل الرحمان سجاد ندوی۔ (ناشر: مکتبہ الفرقان ۳۱ نیا گاؤں مغربی نظیر آباد لکھنؤ صفحات ۳۳۶، سائز ۲۲-۱۸) حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی زاد مجدہ' کی زیر نگرانی یہ خصوصی اشاعت اپنی خصوصی شان کے ساتھ شائع ہوئی۔ تاریخ اشاعت صفر ۱۴۰۳ھ۔

## (٧) القصیدۃ المدحیہ

رشحات قلم مولانا سید محمد ثانی حسنی لکھنؤ اور مولانا عبدالمنان بن العلامہ عبدالسبحان دہلویؒ۔ (ناشر: مکتبہ مدینہ ١٧۔ اُردو بازار لاہور پاکستان (صفحات ۱۴۳، سائز ۱۸-۲۲) یہ کتاب حضرتؒ اور دیگر اکابر حضرات کے حالات پر مشتمل ہے حضرت مولانا اظہار الحسن صاحب کاندھلوی زاد مجدہٗ کی خواہش وایماء پر عالی جناب الحاج صغیر احمد صاحب مدینہ اسٹیشنری مارٹ انارکلی لاہور نے ۱۴۰۲ھ میں شائع کرائی۔

## (٨) دردنامہ حسرت

تالیف مولانا شبیر احمد صاحب جذبی کاندھلوی مرحوم۔ (ناشر: کتب خانہ عزیزیہ اُردو بازار جامع مسجد دہلی صفحات ١٩٨، سائز ١٨-٢٢) یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و عملی کمالات اور ان کے جد و پدر اور عم و برادر کے روحانی ثمرات و برکات کا ذکر جمیل ہے۔ شعبان ۱۴۰۵ھ میں شائع ہوا۔

## (٩) حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ اوران کے خلفاء کرام

تالیف حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ' (ناشر: حضرت

مولانا یوسف صاحب متالا مہتمم دارالعلوم العربیہ الاسلامیہ ہولکمب بری انگلینڈ۔ سائز ۲۳-۳۶/۱۶) تین جلدوں کے مجموعی صفحات ۱۴۹۴ ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اب تک شائع ہونے والی تمام کتب میں یہ عظیم الشان کتاب اپنے موضوع پر انتہائی جامع وسیع وعریض معلومات کا بیش قیمت مجموعہ اور حیات شیخ و خدمات شیخ پر ایک مکمل انسائیکلو پیڈیا ہے، پیش نظر کتاب میں ہزاروں افراد سے رابطہ قائم کرنے کے بعد ان کی معلومات اور ان کے مشاہدات وتاثرات وقلبی وجھانات کو انتہائی خوب صورت پیرایہ میں عنوانات قائم کر کے بڑی عرق ریزی اور دیدہ ریزی سے ترتیب دیا گیا ہے۔ کتاب کی جلد اول دس ابواب پر مشتمل ہے بابِ اول سلسلۂ نسب باب دوم ولادت باب سوم درس وتدریس بابِ چہارم تالیفی کام کی ابتداء بابِ پنجم نظام الاوقات بابِ ششم دنیا کے بے رغبتی بابِ ہفتم مدارس کی سرپرستی بابِ ہشتم سالکین کی اصلاح وتربیت بابِ نہم فتنہ مودودیت بابِ دہم حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اکابر کی نظر میں یہ جلد اول ۶۴۰ صفحات پر محیط ہے:۔

کتاب کی جلد دوم سولہ خلفاء کرام کے احوال پر مشتمل ہے یہ جلد دوم ۴۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ جلد سوم چھتیس ۳۶ خلفاء حضرات کی تاریخ حیات ہے جو ۴۲۳ صفحات پر مشتمل ہے اُمید ہے کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور حضرت مولانا محمد یوسف متالا کی زیر نگرانی اس کتاب کی مزید جلدیں منصۂ مشہود پر آئیں گی پیشِ نظر کتاب کی جلد اول ۱۹۸۵ء میں جلد دوم اور جلد سوم ۱۴۰۶ھ میں شائع ہوئی۔

## (۱۰) ماہنامہ اقراء ڈائجسٹ کراچی پاکستان قطب الاقطاب نمبر

زیر نگرانی مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی و دیگر علمائے کرام۔ (ملنے کا پتہ اقراء ڈائجسٹ پوسٹ بکس نمبر ۲۴۰۷ ناظم آباد کراچی نمبر ۱۸ پاکستان سائز ۲۰-۳۰/۱۶ صفحات تقریباً ایک ہزار) حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر معلومات کا بیش

قیمت خزانہ اپنے اچھوتے اور منفرد انداز میں جدید نقش ونگار کے ساتھ یہ عظیم نمبر نومبر ۱۹۸۶ء دسمبر ۱۹۸۶ء اور جنوری ۱۹۸۷ء میں تین جلدوں میں شائع ہوا۔

## (۱۱) ہفت روزہ خدام الدین لاہور

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری کی نسبت سے انجمن خدام الدین لاہور کے نام اور اور کام سے علماء مشائخ اور دیندار طبقہ خوب واقف ہے حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب آپ ہی کے صاحبزادہ مکرم ہیں جن کے زیر اہتمام حضرت شیخ پر یہ خاص نمبر شائع ہوا یہ مجموعہ بھی بڑا وقیع ہے اور محنت سے ترتیب دیا گیا ہے مضامین میں بھی ندرت وانفرادیت ہے۔ (۳۰-۲۰ سائز کے ۸۶ صفحات پر مشتمل ہے) محرم ۱۴۰۳ھ میں شائع ہوا۔

## (۱۲) ماہنامہ البیان، پشاور کا حضرت شیخ نمبر

حضرت مولانا محمد اشرف سلیمانی صاحب۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ سے نسبت اختصاص رکھتے ہیں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی انتہائی محبت وعقیدت ہے۔ کتب فضائل کا فارسی زبانی میں ترجمہ بھی آپ نے کیا ہے آپ کی زیر ادارت ماہنامہ، البیان شائع ہورہا ہے جو سلیمان اکیڈمی پشاور کا ترجمان ہے اس خاص نمبر میں پروفیسر مولانا اشرف صاحب کے محققانہ اور فاضلانہ مضامین کے بعد عمل بالقرآن حدیث، فقہ، اجتہاد، تقلید امام ابوحنیفہؒ اور طریقت کے عنوانات قائم کر کے حضرت شیخ رحمہ اللہ کے رشحاتِ قلم ترتیب دیئے گئے ہیں رسالہ کا سائز ۲۲-۱۸ ہے صفحات ۲۰۰ ہیں، محرم الحرام ۱۴۰۶ھ میں شائع ہوا۔

## (۱۳) ماہنامہ رضوان لکھنؤ کا شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نمبر

ماہنامہ رضوان لکھنؤ ایک عرصہ سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ

کی زیر سرپرستی لکھنؤ سے نکل رہا ہے شوال ۱۴۰۲ھ اس ماہنامہ نے حضرت شیخ پر ایک خاص نمبر نکالا جو حضرت مولانا علی میاں ندوی مولانا محمد رابع صاحب کے تحریر کردہ مضامین و مقالات پر مشتمل ہے مولانا محمد ثانی حسنی مرحوم نے حضرت شیخ کی شان میں جو منقبت لکھی ہے وہ بھی کتاب کے آخر میں شامل ہے۔ یہ خاص نمبر ۲۲-۱۸ سائز کے ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

## (۱۴) محترم پروفیسر محمد نواز صاحب چودھری

صدر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج فیصل آباد پاکستان حضرت شیخ ؒ پر پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات کے لیے پی، ایچ ڈی کی سطح پر اپنا تاریخی و تحقیقی مقالہ تیار کر رہے ہیں مقالہ تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ حضرت ؒ کی حیاتِ مبارکہ کے اہم گوشوں پر یہ مقالہ اہمیت کا حامل ہے اور توقع ہے کہ یہ مکمل ہونے کے بعد ایک اہم دستاویز ثابت ہوگا۔

## (۱۵) جامعہ ازہر قاہرہ (مصر)

کے نوجوان فاضل شیخ نوشاد عبدالعزیز (لیسٹر انگلینڈ) جامعہ ازہر میں اپنی چھ سالہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد حضرت شیخ ؒ پر پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ آپ کے مقالہ کا عنوان ''شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا الکاندھلوی وجھودہٗ فی السنۃ النبویۃ'' ہے۔

جامع ازہر کی جانب سے اس موضوع پر کام کرنے کیلئے آپ کو اجازت بھی مل گئی ہے۔

مقالہ نگار موصوف ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ میں مظاہر علوم سہارن پور تشریف لائے اور راقم الحروف سے تفصیلی ملاقات کے بعد اپنے منتخب موضوع پر معلومات جمع کیں اس سلسلہ میں انکو متعدد کتابیں بھی پیش کی گئیں۔

## (۱۶) تصنیفات حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا اور آپ کے تقویٰ کے روح پرور واقعات

یہ کتاب جناب محمد اشفاق لالی صاحب نے ترتیب دی ہے اور شعبہ تصنیف و

تالیف دار العلوم بصرہ کانویں والا جھنگ پاکستان نے شائع کی ہے یہ کتاب تین باب پر مشتمل ہے اس کے صفحات ۱۰۴ ہیں۔ اور سائز ۲۲-۱۸ ہے۔

## (۱۷) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا اور اُن کی علمی خدمات

یہ وقیع اور معلوماتی مقالہ جناب محمد ابراہیم بودلہ ایم اے اسلامیات نے امتحان ایم اے سالانہ ۱۹۸۷ کے لیے ترتیب دیا ہے جناب قاضی لطافت الرحمٰن صاحب لکچرار شعبہ علوم اسلامیہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور زیرِ نگرانی یہ مقالہ تیار ہوا ہے اس کا سائز ۳۰-۱۶/ ۸ ہے اور صفحات ۱۱۲ ہیں۔

پیش نگاہ کتاب حضرتؒ پر شائع ہونے والی تمام کتابوں کا عطر مجموعہ ہے۔ اس میں مناسب عنوانات قائم کر کے واقعات کو جمع کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ہر طبقہ کے باذوق اصحاب کے لیے عبر و موعظت، اصلاح و تربیت، خود اعتماد و عالی حوصلگی، تسلیم و رضا اور توکل وانقطاع کا بیش بہا سبق اپنے دامن میں رکھتی ہے۔

ادارہ معارفِ شیخ سہارن پور جس کے قیام کا مقصد ہی حضرت رحمہ اللہ کے علوم معارف کو عام کرنا ہے کی جانب سے یہ اولین کتاب نذر قارئین ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے لطف و کرم سے اس کو قبولیت عطا فرما کر حضرت رحمہ اللہ کے حقوق کی ادائیگی کا ذریعہ فرمائے۔

محتاج دعا

سید محمد شاہد غفرلہٗ

امین عام جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ا۔ اُن ہی کا دور دورہ ہوگا

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوری کے درسِ قرآن میں بحمد اللہ اکثر حاضری ہوتی رہتی تھی اجلاس کے علاوہ بھی شیخ التفسیر اپنے خطبہ جمعہ مجالسِ ذکر اور تقاریر میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ' اور حضرت اقدس رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ بڑے والہانہ انداز میں عشق و محبت عقیدت میں ڈوبے ہوئے انداز میں فرماتے تھے۔ لیکن حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ بہت کم ہوتا، بلکہ حضرت کی زبان مبارک سے سننے میں نہیں آیا۔ میں سمجھتا تھا کہ شاید حضرت والا شیخ سے واقف ہی نہیں۔ یا کماحقہٗ تعارف ہی نہیں، کیونکہ حضرت شیخ بھی تو انہیں اکابر حضرات ہی میں سے ہیں۔ آخر میں نے مجبور ہو کر ایک دن درسِ قرآن کے بعد جب لوگ رخصت ہو رہے تھے تو مصافحہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ آپ حضرت شیخ الحدیث صاحب کو جانتے ہیں؟ عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ حضرت اگر جانتے ہیں تو تذکرہ دوسرے بزرگوں کی طرح کریں گے۔ یا پھر جو تعریف ہو سکی ادب سے کریں گے۔ حضرت میری طرف دیکھ کر تھوڑا سا مسکرائے کہ یہ نادان ہے۔ تب ہی تو ایسی بات کہہ رہا ہے۔ پھر جواب سنیئے اور سنکر سر دھنیئے۔ ''فرمایا حضرت مدنی اور حضرت رائپوری کے بعد بس شیخ الحدیث صاحب ہی ہونگے۔ انہی کا دور دورہ ہوگا''۔ (روایت مولانا جمیل احمد دہلوی)

# ۲۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں

پاکستان والے حضرات یا ہندوستان والے جب رائے پور شریف حضرت اقدس کے یہاں حاضری دیتے تو پہلا سوال یہ ہوتا تھا کہ حضرت اقدس شیخ سے مل کر آئے ہیں۔

اگر کوئی نہ ملا ہوتا تو تاکید فرماتے کہ وہاں ہو کر جانا ہے۔ یہی حال حضرت شیخ الحدیث کا تھا۔ بندہ رائے پور شریف ذکر کا چلّہ گزارنے گیا تو اس اصول کے تحت پہلے حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دی، جب حاضر ہوا دوپہر کا وقت تھا۔ حضرت شیخ مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرمارہے تھے۔ جگہ کم تھی، مہمانوں کو باری باری اندر بلاتے اور کھانا کھلاتے تھے۔ بس دیکھا کہ حضرت شیخ کے سامنے ایک پیالہ ہے آپ اسی میں سے بہت تھوڑا تھوڑا کھارہے ہیں، یہاں تک کہ سارے مہمان کھانے سے فارغ ہو گئے، عرض یہ کرنا تھا کہ جہاں حضرت شیخ الحدیث صاحب تشریف فرما تھے آپ کے سر کے اوپر پانچ چھ فٹ اونچائی پر جو نقشہ حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک کا زادالسعید اور سیرت مُصطفیٰ میں چھپا ہوا ہے، وہ بڑے سائز کے شیشہ میں فریم کروا کر لگا ہوا تھا۔ سبحان اللہ کیا ادب ہے۔

یہی حال مدینہ عالیہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً میں قیام کے وقت تھا۔ جہاں حضرت شیخ بیٹھتے تھے وہ جگہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں تھی، شیخ گویا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں پر سر رکھے ہوئے ہیں۔ آپ بہت سارا وقت قدموں میں سر جھکائے بیٹھے رہتے تھے۔ (مولانا جمیل احمد صاحب دہلوی)

## ۳۔ ہم عصروں پر فوقیت

حضرت شیخ کے ایک مجاز نے خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، سرکارِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا زکریا اپنے ہم عصروں میں سب سے بڑھ گیا ہے۔ وہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ پڑھائی ہے۔ تو ارشاد عالی ہوا کہ انھوں نے جو کتاب ''فضائل درود شریف[1]'' لکھی ہے اسی کی وجہ سے نیز یہ فرمایا کہ وہ جو درود شریف جمعہ کے دن بعد نماز عصر پڑھتے ہیں۔ اس بارے میں جب حضرت شیخ

---

[1] مکتبہ ھذا سے یہ کتاب نہایت شاندار بیرونی انداز میں دستیاب ہے۔

الحدیث رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی طرف رجوع کیا تو فرمایا جی ہاں تیس چالیس سال سے بندہ یہ درودشریف بعد نماز عصر جمعہ کے دن پڑھتا ہے۔ **اللّٰھم صلی علٰی سیّدنا محمدن النبی الامّی واٰلہ وسلم تسلیمًا۔** (مولانا جمیل احمد صاحب)

## ۴۔ عرشی لوگ

ہمارے حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں حاجی متین صاحب کی کوٹھی پر قیام فرماتے تھے ایک دن کتاب ہو رہی تھی ۔حضرت کے خادم خاص حضرت مولانا سید آزاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''تبریز'' پڑھ رہے تھے۔مجلس قائم تھی کہ حضرت اقدس نے کچھ فرمایا۔ جو دور والے حضرات نہیں سن سکے۔ایک صاحب نے زور سے کہا آزاد صاحب حضرت نے کیا فرمایا؟ تو آزاد صاحب نے کہا کہ حضرت اقدس فرمار ہے ہیں کہ مولوی یوسف (رئیس تبلیغ) اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ بھی عرشی لوگ ہیں۔ (مولانا جمیل احمد صاحب)

## ۵۔ درسِ بخاری شریف کا اہتمام

ایک مرتبہ موسلا دھار بارش ہورہی تھی۔ساری سڑک پر گھٹنوں گھٹنوں پانی بھر رہا تھا۔ یہ ناکارہ مدرسہ قدیم میں کتاب لئے ہوئے منتظر تھا کہ بارش کم ہوتو سبق میں حاضر ہوں ،مگر بارش ایسی زور وشور سے ہورہی تھی ،حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ناظم مدرسہ مظاہر علوم اس وقت مدرسہ قدیم میں تشریف رکھتے تھے۔میں نے ان سے دریافت کیا کہ حضرت اقدس آج بھی درس میں تشریف لے گئے ہوں گے ۔انھوں نے فرمایا کہ بظاہر تو مشکل ہی معلوم ہوتا ہے باہر معلوم کرلو میں مدرسہ کے دروازے پر آیا، وہاں فروٹ بیچنے والے سائبان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ان سے جب میں نے دریافت کیا تو ان لوگوں نے بتایا کہ حضرت تو دیر ہوئی تشریف لے گئے یہ بے بضاعت جلدی جلدی دارالحدیث میں حاضر ہوا وہاں بجلی بھی غائب تھی دارالحدیث میں اندھیرا چھایا ہوا تھا،مگر درس شروع ہو چکا تھا، یہ ناکارہ چپکے سے جاکر بیٹھ گیا کہ مبادا نظر نہ پڑے۔مگر حضرت نے دیکھ لیا اور فرمایا جانتے ہو کیسے آیا ہوں۔اپنے مکان سے چلا تو ایک ہاتھ میں بخاری شریف

کا پارہ اور دوسرے ہاتھ میں چھتری تھی۔ جوتے ہاتھ میں نہیں لے سکتا تھا نصف راستہ تک آیا۔ تو ایک رکشہ والا مل گیا۔ اس نے اصرار سے اس پر مجھے بٹھایا اور یہاں لا کر میرے پیروں کو اور پائجامہ کے نیچے کے حصہ کو دھویا اور دار الحدیث پہونچا گیا۔ یہ ناکارہ یہ سنکر پانی پانی ہو گیا۔ (روایت مولانا تقی الدین صاحب ندوی مظاہری)

## ۶۔ اصل یہ ہے

میں تبلیغی جماعت میں ایک لمبا وقت لگا کر حضرت کی خدمت میں سہارنپور غالباً ۱۹۶۴ء میں حاضر ہوا اور بیعت کی درخواست کی، تو حضرت نے اس سیاہ کار کے ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیکر بہت شفقت سے فرمایا کہ پیارے، ایک بات بہت غور سے سنو، اصل مقصد نہ تو یہ بیعت ہے نہ اس راہ کے ذکر واذکار نہ مدارس اور نہ خانقاہیں اور کہیں تم ناراض نہ ہو جانا، نہ یہ تبلیغی جماعت میں وقت لگانا بلکہ کوئی مفتی مجھ پر فتویٰ نہ لگا دے نہ یہ نماز اصل ہے، نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج یہ سب اصل مقصد نہیں ہیں پتہ ہے اصل کیا ہے؟ اور پھر میرے سکوت پر مجھے گلے لگا کر فرمایا کہ بس اصل یہ ہے کہ بندہ خدا سے لپٹ جائے اسے راضی کر لے۔ (مولانا عبد الحفیظ صاحب مکہ معظمہ)

## ۷۔ علم وذکر اور تبلیغ کی مثال

ایک دفعہ مدینہ منورہ میں حضرت سے ایک صاحب نے اشکال کیا کہ حضرت مسجد نبوی کی نماز چھوڑ کر مسجد النور (مرکز تبلیغ) کیوں تشریف لے جاتے ہیں؟ تو حضرت نے فرمایا'' پیارے سنو! میرے نزدیک یہ علم وذکر کی مثال ایسی ہے جیسے ہیرے جواہرات اور اس تبلیغ کی مثال ایسی ہے جیسے روٹی وکھانا، ہیرے اور جواہر کتنے قیمتی ہوں ان سے پیٹ نہیں بھرتا بھوکے کا پیٹ تو پیارے روٹی کھانے سے ہی بھرے گا۔ ہاں البتہ اس کی وجہ سے ہیرے جواہرات کی قیمت نہیں گھٹتی۔ اس وقت چونکہ دینی قحط ہے، ہر جگہ بھوک عام ہے اس لیے اپنا حرج کر کے چلا جاتا ہوں کہ اس کام میں میرا بھی کچھ حصہ ہو جائے۔ (مولانا عبد الحفیظ صاحب)

# ۸۔ کمالِ حافظہ اور کمال علم

(حضرت مولانا مفتی محمود صاحب (پاکستانی) بغرض ملاقات تشریف لائے تو حضرت شیخ نے ان کو دیکھتے ہی) فرمایا: میرے جواب سے تسلی ہوگئی تھی آپ نے پھر خط ہی نہ لکھا ہم حیران تھے نہ سیاق وسباق نہ ابھی کوئی بات ہوئی ہے۔ حضرت کیا فرمار ہے ہیں؟ دراصل مفتی صاحب نے اس ملاقات سے تقریباً ۹ ماہ پہلے ایک عریضہ لکھا تھا کہ فلاں حدیث پر اشکال سمجھ میں نہیں آرہا حضرت رہنمائی فرمادیں۔ مفتی صاحب کا خط ملتے ہی آپ نے جواب تحریر فرمایا اور رفع اشکال کے سلسلے میں چار حوالے کتب احادیث سے لکھے۔ لیکن بدقسمتی سے مفتی صاحب کو وہ خط نہ ملا اور نہ دوبارہ انھوں نے یاددہانی کرائی۔ جب مفتی صاحب نے فرمایا کہ مجھے حضرت کا گرامی نامہ ملا ہی نہیں تو فوراً اپنے خادم ابوالحسن صاحب کو بلایا کہ آج سے ۹ ماہ قبل میں نے فلاں آدمی سے مفتی صاحب کو خط کا جواب لکھوایا اور تم کو تاکید کی تھی کہ یہ خط نہایت ضروری ہے رہ نہ جائے۔ شاید تم بھول گئے، انھوں نے فوراً عرض کیا حضرت فلاں صاحب پاکستان جارہے تھے ان کو دستی دیدیا تھا اور کہا کہ کراچی سے ملتان قاسم العلوم کے پتہ پر پوسٹ کردینا۔ لیکن مفتی صاحب کا جواب تھا کہ مجھے نہیں ملا۔ اس پر حضرت نے فرمایا ''آپ بڑے لوگ ہیں اگر خط نہیں ملا تھا تو اس ناکارہ کو دوبارہ لکھدیا ہوتا۔''

مفتی صاحب نے شرمساری کے سے انداز میں عرض کیا کہ میں نے دوبارہ تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھا۔ اب حضرت نے مفتی صاحب کا سوال دہرایا اور جو احادیث رفع اشکال کے لئے تحریر فرمائی تھیں سب کی قرات فرمائی۔ یوں معلوم ہوتا کہ کتاب سامنے موجود ہے اور حضرت پڑھتے جارہے ہیں، حالانکہ یہ سب باتیں زبانی ہورہی تھیں۔ مفتی صاحب سارے راستہ واپسی میں فرماتے تھے: کمال حافظہ اور کمال علم ہے ہمیں کل کی باتیں یاد نہیں رہتیں حضرت نے بغیر ہمارے عرض کئے نو ماہ پہلے کی باتیں اس طرح بیان فرمائیں جیسے ابھی ایک گھنٹہ پہلے گفتگو ہوئی ہو۔ (روایت مولانا محمد رمضان علوی پاکستان)

## ۹۔ میرے اکابر کے طریقہ کے خلاف ہے

ایک دفعہ پنڈی تشریف لائے ایم، کیو ہوزری میں ہی قیام تھا۔ ایک دن مولانا سعید الرحمٰن بن حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری کی درخواست پر ان کے جامعہ اسلامیہ صدر تھوڑی دیر کیلئے تشریف لائے، لیکن سوائے اساتذہ اور طلباء کے کسی کو پتہ تک نہ چلا۔ مولانا عبدالحکیم صاحب مہتمم مدرسہ فرقانیہ نے اسی شام مولانا محمد عثمان مرحوم خادم خاص حضرت شیخ العرب والعجم مدنی نوراللہ مرقدہ کے ذریعہ مدرسہ فرقانیہ میں قدم رنجہ کی درخواست کی۔

حضرت مان گئے۔ مولانا عبدالحکیم نے اس لئے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفیض ہوسکیں اخبار میں خبر دیدی، حضرت شیخ کو معلوم ہوا تو سخت ناراض ہوئے۔ مولانا محمد عثمان مرحوم لینے کیلئے حاضر ہوئے تو صاف انکار کردیا کہ آپ نے اخبار میں کیوں دیا۔ مولانا نے بڑی منت سماجت سے عرض کیا۔ حضرت غلطی ہوگئی معاف فرمادیں اور جو لوگ وہاں منتظر ہیں انھیں مایوس نہ فرمائیں۔ یوں معلوم ہوا کہ بادل نخواستہ تشریف لائے اور آتے ہی پہلا جملہ یہ تھا کہ ''آپ کا شاید اس میں مفاد ہو لیکن میرے اکابر کے طریقہ کے یہ خلاف ہے، آپ نے اخبار میں خبر دے کر مجھے تکلیف پہنچائی ہے''۔ (مولانا محمد رمضان علوی)

## ۱۰۔ اس ناکارہ کے لیے اتنی تکلیف

شیخ طریقت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ مدظلہٗ نے فرمایا کہ میرا یہ سفر صرف حضرت شیخ کی ملاقات کے لئے ہے، عصر وہاں جاکر پڑھنی ہے۔ ہم کافی ساتھی حضرت کے ہمراہ مسجد زکریا پہونچے۔ عصر کی نماز کے بعد عوام نے مصافحہ اور بیعت کی، مغرب کی اذان ہوگئی۔ فرضوں سے فراغت کے بعد حضرت شیخ اپنے کمرہ میں تشریف لے گئے۔ اس کے بعد عشاء تک نوافل اور اپنے اوراد واذکار میں شیخ مشغول رہے ہم نے قاضی عبدالقادر صاحب وغیرہ کے ذریعہ درخواست کی کہ ہمارے شیخ طریقت صرف ملاقات کیلئے تشریف لائے ہیں۔ چند منٹ کے لئے اجازت دیدی جائے۔

قاضی صاحب نے درخواست کی حضرت نے اندر بلایا۔ ان دنوں حضرت شیخ کی آنکھوں میں موتیا بند اُتر چکا تھا۔ قدرے دھوپ چھاؤں کا پتہ چلتا تھا۔ جب تک کوئی آدمی زبان سے نہ بولے پہچاننا مشکل تھا۔ تاہم مصافحہ کے ساتھ ہی فرمایا حضرت آپ سے صبح مدرسہ میں بھی شاید ملاقات ہوئی ہے۔ جواب اثبات میں تھا۔ فرمایا اس ناکارہ کے لئے اتنی تکلیف کیوں فرمائی میں تو معذور ہوں ورنہ خود حاضر خدمت ہو جاتا۔ میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کا دریوزہ گر ہوں اور اکابر دیوبند کا خوشہ چین اور آپ سب حضرات کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔

پون گھنٹہ یہ بابرکت مجلس رہی اور پھر سب کو ڈھیروں دعاؤں سے رخصت فرمایا۔ (مولانا رمضان علوی)

# ۱۱۔ ایک عجیب خواب اور رہنمائی

غالباً ۷۵ءیا ۷۶ءکی بات ہے میں دیارِ حبیب میں حاضر تھا، مدینہ منورہ کا پاکستان ہاؤس مسجد نبوی کے بالکل متصل ہے، میں بھی یہیں مقیم تھا۔ ایک رات سحری کے وقت میں نے ایک عجیب خواب دیکھا، کچھ نورانی شکل کے لوگ پالکی اُٹھائے مسجد نبوی کی طرف جا رہے ہیں، ان کے آگے آگے ایک سیاہ ریش نوجوان سفید کپڑوں میں ملبوس سر پر ململ کی دو پلی ٹوپی پہنے جا رہا ہے۔ اردگرد جو لوگ ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں یہ کس کی سواری جا رہی ہے؟ بتایا جاتا ہے شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کی سواری ہے۔ میں پھر سوال کرتا ہوں وہ ٹھہرے کہاں ہیں، جواب ملتا ہے پاکستان ہاؤس کے بالکل قریب اور میں اپنے اندر نور و سرور کی ایک عجیب کیفیت پاتا ہوں۔ نماز فجر کے بعد میں نے پاکستان ہاؤس کے خادم اعلیٰ کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ کیا شیخ الحدیث آئے ہوئے ہیں؟ اس نے بتایا جی ہاں وہ یہیں ہیں اور قریب ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میں نے اسے بھیجا اور حضرت سے ملاقات کا وقت لیکر ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ میں پہونچا تو تبلیغی جماعت کے بہت سے شناسا چہرے نظر آئے ان میں وہ نوجوان بھی تھا جسے میں

نے سواری کے آگے آگے دیکھا تھا، معلوم ہوا یہ حضرت کے صاحبزادے ہیں۔ شیخ الحدیث اندر اپنے کمرے میں پلنگ پر تکیوں کے سہارے تشریف فرما تھے۔ خواب میں آپکا پالکی پر سوار دکھائے جانے کا راز اب آکر کھلا۔ آپ ٹانگوں سے معذور تھے۔ خاصے معمر اور ضعیف مگر چہرے پر نور اور جلال و جمال کی وہ کیفیت کہ مجھے فوراً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد یاد آ گیا جس میں آپ نے نیک آدمی کی ایک پہچان یہ بھی بتائی ہے کہ اسے دیکھ کر خدا یاد آ جاتا ہے۔ میرے قلب پر ان سے مصافحہ کرتے ہی اثر ہوا کہ بے اختیار دل بھر آیا اور آنکھیں اشکوں سے وضو کرنے لگیں۔ ابھی آپ نے کچھ ارشاد بھی نہ فرمایا کہ میں وہیں فرش پر بیٹھ کر زار و قطار رونے لگا کافی دیر یہی صورت حال رہی۔ آپ نے چائے پلائی، اپنی کتابیں اپنے دستخطوں اور خوب صورت جملوں سے مزین کر کے عنایت فرمائیں میرے حق میں دعائے خیر فرمائی اور میں کچھ دیر بیٹھ کر اس بابرکت محفل سے رخصت ہوا۔

(مولانا کوثر نیازی)

## ۱۲۔ تم بھی بیمار، میں بھی بیمار

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی قدس سرہ کے ساتھ حضرت کو بڑا خصوصی تعلق تھا۔ جب کبھی کراچی تشریف آوری ہوتی تو حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہم بھائیوں کو لیکر ان کی خدمت میں تشریف لیجاتے۔ اور حضرت کیلئے بھی معذوری کے باوجود یہ ممکن نہ تھا کہ دارالعلوم کورنگی میں کم از کم ایک مرتبہ تشریف لائے بغیر کراچی سے چلے جائیں۔ پھر دوری کی حالت میں بھی حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان کی خط و کتابت جاری رہتی اور اس میں ملت کے بہت سے مسائل زیر بحث آتے تھے۔ اور یہ حضرت کی شفقت بے پایاں تھی کہ ہر خط میں برادر محترم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب مدظلہم اور اس ناکارہ کا بڑی محبت سے ذکر فرماتے۔ گرانقدر نصائح سے نوازتے اور ہماری اصلاح و تربیت کیلئے حضرت والد صاحب قدس سرہ کو مشورہ دیتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کی کراچی تشریف آوری ایسی حالت میں ہوئی کہ حضرت والد صاحب قدس سرہٗ صاحب

فراش تھے۔ دل کی تکلیف کی وجہ سے اٹھنا بیٹھنا بھی ممکن نہ تھا۔ ادھر حضرت شیخ قدس سرہٗ کو بھی بخار چل رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود دارالعلوم تشریف لانے کے معمول میں ناغہ نہیں فرمایا۔ جب حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے میں داخل ہوئے تو حضرت والد صاحب نے استقبال کیلئے بستر سے اٹھنے کی کوشش کی حضرت نے وہیں سے فرمایا: ''دیکھو مفتی صاحب! اُٹھنے کی کوشش کی تو اچھا نہ ہوگا''۔

سیدھی بات یہ ہے کہ تم بھی بیمار ہو میں بھی بیمار، بیٹھے رہنے کی طاقت نہ تم میں ہے نہ مجھ میں، میں بھی لیٹ جاؤں گا اور دونوں لیٹے لیٹے باتیں کریں گے۔

چنانچہ حضرت برابر کی چارپائی پر لیٹ گئے اور دونوں بزرگوں میں دیر تک اسی شان سے گفتگو جاری رہی۔ اللہ اکبر! سادگی، بے تکلفی، بے ساختگی اور اخلاق و محبت کے یہ دلآویز پیکر اب کہاں نظر آتے ہیں۔ (مولانا محمد تقی عثمانی)

## ۱۳۔ پورا زور لگا دیجئے

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ نے برادر محترم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی اور اس ناکارہ کے ساتھ جس خصوصی شفقت کا معاملہ فرمایا وہ انہی کا حصہ تھا۔ حضرت والد صاحب قدس سرہٗ کی حیات میں ان کو ہماری تربیت کے بارے میں تقریباً ہر خط میں مشورے تحریر فرماتے رہے۔ پھر حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ہمارے شیخ و مربی حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہم کو بھی تقریباً ہر مکتوب میں ہمارے بارے میں تحریر فرماتے رہتے تھے، اور ایک مرتبہ تو یہاں تک لکھ دیا کہ ''ان دونوں کی اصلاح و تربیت میں اپنا پورا زور لگا دیجئے''۔ (مولانا محمد تقی عثمانی)

## ۱۴۔ پاس بُلایا، گلے لگایا

حضرت والد صاحب کی وفات کے بعد پہلی بار احقر کی مدینہ طیبہ حاضری ہوئی تو مغرب کا وقت تھا۔ مغرب سے عشاء تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا معمول یہ تھا کہ حرم شریف میں مُراقب رہتے تھے۔ احقر کو معلوم ہوا کہ حضرت حرم شریف میں کسی سے بات چیت نہیں

کرتے۔اس لیے اس وقت حاضری کی ہمت نہ ہو رہی تھی، لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خدام میں سے کسی نے بتادیا تو اسی وقت اپنے پاس بلایا گلے لگایا اور فرمایا۔ ''جتنے دن یہاں ہو، کھانا میرے ساتھ کھانا، دوپہر کا کھانا ظہر کے فوراً بعد اور رات کا عشاء کے فوراً بعد ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی دعوت کرے تو قبول کر لینا، پابندی کی ضرورت نہیں، اب عشاء کے بعد ملاقات ہوگی''۔ السلام علیکم (مولانا محمد تقی عثمانی)

## ۱۵۔ وفاقی شرعی عدالت کی خدمت پر مبارکباد

احقر کبھی کبھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھتا رہتا تھا۔ اور زیادہ لکھنے سے اس لیے حجاب ہوتا تھا کہ حضرت پر جواب دینے کا بار نہ ہو، ایک مرتبہ اپنی کشمکش کو خط میں لکھدیا تو جواب میں تحریر فرمایا۔ ''تم اس بات سے نہ گھبرایا کرو، مجھے تو خود تمہیں خط لکھنے کو کھاج اُٹھے۔ پچھلے سال جب وفاقی شرعی عدالت کی خدمت ناگہانی طور پر احقر کے سپرد ہوگئی تو احقر دو[۲] وجہ سے پریشان تھا، ایک اس لئے کہ دارالعلوم کی خدمات سے علیحدگی طبعاً احقر کو ناقابلِ برداشت معلوم ہوتی تھی، دوسرے یہ بھی تردد تھا کہ نہ جانے احقر کیلئے دینی اعتبار سے یہ مناسب بھی ہے یا نہیں؟ اگرچہ اپنے شیخ و مربی حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم العالی سے استصواب کے بعد دوسری جہت سے اطمینان ہوگیا تھا اور اس کے بعد اس خدمت کو عبوری طور پر قبول کیا۔ لیکن طبعاً دارالعلوم کی ذمہ داری کی بنا پر ایک ہمہ وقتی تردد لاحق تھا۔ اس حالت میں حضرت شیخ الحدیث کا ازخود گرامی نامہ آیا۔ جس میں اس خدمت پر مبارکباد اور دعائیں تحریر تھیں۔ اس موقعہ پر ان کے مکتوب نے احقر کی بہت ڈھارس بندھائی اور کام کا حوصلہ بڑھایا۔ (مولانا محمد تقی عثمانی)

## ۱۶۔ دوتین سطریں لکھیں کہ میرا قلم رُک گیا

ذکر کے سلسلہ میں ایک صاحب کے خط کا جواب لکھ رہا تھا۔ ذکر کی ایک حالت کے متعلق سوال تھا، جس کا جواب میرے خیال میں سہل تھا، اور گویا مجھے معلوم تھا، میں نے دوتین سطریں لکھیں کہ میرا قلم رُک گیا۔ دفعۃً حضرت اقدس قدس سرہٗ کی خدمت میں

حاضری دی بات کرنے کا موقع تھا۔ان صاحب کا سلام عرض کیا اوران کا سوال بھی پوچھ لیا۔حضرت نے پہلے تو وہی فرمایا جتنا دوسطروں میں لکھ کر آیا تھا اور آگے باقی جواب جو میرے ذہن میں تھا،اس کے بالکل خلاف فرمایا۔حضرت کے ارشاد فرمانے کے بعد مجھے اپنی غلطی سمجھ میں آ گئی۔ (روایت صوفی محمد اقبال صاحب مدینہ منورہ)

## ۱۷۔ شیخ الحدیث سے مُراد اور کوئی کیوں نہیں ہوتا

سہارن پور جاتے ہوئے ذہن میں شیخ الحدیث کے لفظ سے ایک خیالی تصویر مرتسم ہو رہی تھی کہ ایک دھان پان قسم کے بزرگ ہوں گے۔عصائے پیری بدست قبہ برسرو جبہ در بر، دائیں بائیں ہٹو بچو کا شور ہوگا۔

اس سوچ میں ڈوبے مدرسہ مظاہر علوم میں جانا ہوا۔عصر کی اذان ہو رہی تھی، نماز باجماعت کے بعد ادھر اُدھر نظر دوڑائی لیکن اپنے تصور کے مطابق ساری مسجد میں کوئی شخصیت نظر نہ آئی۔ایک طالب علم سے استفسار کیا تو اس نے بتلایا کہ پہلی صف میں ہی ہمارے قریب تو وہ شامل نماز تھے، حیرانی ہوئی کہ ہمارے قریب تو ازقسم طالب علم لوگ تھے۔آخر پوچھا کہ حضرت سے ملاقات کا کوئی امکان بھی ہے؟ اس نے بتلایا کہ بعد نماز عصر ان کے ڈیرہ میں ہر شخص جا کر مل سکتا ہے،اس نے رہنمائی کی پیش کش بھی کر دی۔ مسجد سے باہر نکلے تو اس نے بتلایا وہ رہے شیخ الحدیث ان کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ، وہ اس وقت وہیں جا رہے ہیں، تیز تیز قدم اُٹھائے قریب پہنچے تو شیخ ایک دم مڑے، سلام عرض کیا تو فرمایا بھائی! مجھ سے کوئی کام ہے؟ عرض کیا جی ہاں، زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔فرمایا آؤ ڈیرہ میں چلتے ہیں۔اس علم وعمل کے سراپا پر جب بغور نظر ڈالی، تو میرے تصورات کی عمارت دھڑام سے زمین بوس ہوگئی۔دوہرا بدن، کُھلا گندمی رنگ سیاہ ریش جس میں چند سفید بال کہولت کا مظہر بن رہے تھے، سفید گاڑھے کا لمبا کرتہ اور گاڑھے ہی کا پائجامہ اور پاؤں میں لکڑی کی کھڑاؤں اور ہندوستانی لوگوں جیسی نزاکت اور تکلفات سے کوسوں دور، ڈیرہ انتہائی سادہ چند کھری چارپائیاں اور بان سے بنی ہوئی

پیڑھیاں اور کرسیاں'' گویا ''کن فی الدنیا کا نك غریب او عابر سبیل '' کی عملی تفسیر، دیکھتے دیکھتے کئی اساتذہ وعلماء اور دور دراز سے آئے ہوئے زیارت کنندگان جمع ہو گئے۔ ساون بھادوں کے دن تھے حضرت بنفس نفیس اُٹھکر کمرے سے دو ٹوکرے آموں کے اٹھالائے، چند پلیٹیں اور چاقو بھی مہیا کر دیئے، اگر چہ مجلس میں کام ودہن کا شغل جاری تھا۔ ساتھ ساتھ علمی گتھیاں بھی سلجھائی جارہی تھیں، سب اپنے اپنے اشکالات پیش کررہے تھے اور شیخ جواب میں حدیث مع حوالہ کتاب پیش فرمارہے تھے، اب معلوم ہوا کہ شیخ الحدیث سے مراد مولانا زکریا کے علاوہ اور کوئی کیوں نہیں ہوتا۔

(روایت جناب سید محمد طیب شاہ ہمدانی)

## ۱۸۔ یہ تھے اُس وقت شیخ الحدیث

حضرت شیخ مرحوم سے میری پہلی ملاقات دارالعلوم دیوبند میں طالب علمی کے زمانہ میں ہوئی، ایک مرتبہ میں اور مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی سہارن پور گئے تو حضرت ملاقات کی غرض سے ان کے مکان پر بھی حاضر ہوئے مفتی صاحب اور شیخ الحدیث میں دوستی اور بے تکلفی تھی، صبح کا وقت تھا، شیخ الحدیث بڑے تپاک سے ملے۔ تھوڑی دیر کے بعد چائے آگئی، مگر یہ صرف چائے تھی، وہ حضرت نے ہمارے سامنے رکھ دی۔ ہم نے چائے بنا کر ابھی دو گھونٹ لئے ہوں گے کہ ایک شخص ایک خوان لئے ہوئے آیا۔ حضرت بہت خوش ہوئے اور وہ خوان جس میں انڈے، توس اور مکھن وغیرہ تھا، ہمارے سامنے رکھ کر بولے، یہ لیجئے، آپ کی قسمت سے پورا ناشتہ آگیا۔ پھر فرمایا جو چیز جس کی قسمت میں لکھی ہے وہ اس کو ضرور ملے گی، خواہ عنوان کچھ ہی ہو۔ مثلاً اگر کسی کی قسمت میں موٹر کی سواری لکھی ہے تو وہ موٹر میں ضرور بیٹھے گا، چاہے ڈرائیور کی حیثیت سے ہی ہو۔ یہ زمانہ حضرت کے عہد شباب کا تھا، دوہرا بدن، دراز قامت نہایت سرخ وسفید، عینک سر بینی پر۔ ایک لانبا کرتہ اور تہ بند بدن پر، دوپلیا ٹوپی سر پر، آنکھوں اور چہرہ بشری سے ذہانت برستی ہوئی، گفتگو میں بڑی روانی اور مزاح اور خندہ بھی ساتھ ساتھ۔ بس یہ تھے

اس وقت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ درس دیتے تھے، مگر تنخواہ کبھی نہ لی۔ ایک ان کے والد کا کتب خانہ تھا، اسی پر گزر بسر تھا۔ (مولانا سعید احمد اکبر آبادی)

## ۱۹۔ میرا بھتیجا محمد زکریا

حضرت شیخ قدس سرہٗ کے دل میں حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کی جو عظمت و محبت تھی اس سلسلے میں ایک واقعہ یاد آ گیا، اس ہیچ مدان نے تبلیغی حضرات اور حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کے ایماء پر ''نصاب تبلیغ'' (جو حضرت کی فضائل کی کتابوں اور حکایاتِ صحابہ پر مشتمل ہے۔) کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ ترجمہ کے بعد ایک خواب میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو دیکھا، آپ نے (یعنی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) نے راقم سے ارشاد فرمایا۔

''آپ کو فارسی آ گئی اور آپ نے میری کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کر دیا۔'' پھر پوچھا کیا آپ کو عربی آتی ہے؟ بندہ کے اثبات کے جواب پر استفسار فرمایا۔ ''جرس'' کے کیا معنی ہیں؟ اور بندہ نے معانی عرض کیے تو انتہائی مسرت و ابتہاج میں حافظ کی وہ پوری غزل سنائی۔ جس کا ایک مصرعہ یہ ہے۔

جرس فریاد می دارد کہ بر بندید محملہا

بندہ نے ایک سفر حج پر حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ و اعلی اللہ مقامہٗ کو یہ خواب سنایا، نہایت مسرور ہوئے، اور خوشی کی خاص کیفیت کے ساتھ فرمایا ''حضرت نے میری کتابوں کو اپنی کتابیں فرمایا''۔

اس کے تھوڑی دیر بعد حضرات تبلیغ مخدومی المکرّم حضرت مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ تشریف لائے، تو حضرت نے بندہ سے مسرت کے ساتھ فرمایا کہ ان حضرات کو بھی اپنا خواب سناؤ اور پھر مولانا انعام الحسن صاحب سے فرمایا ''حضرت نے میری کتابوں کو اپنی کتابیں کہا ہے۔'' اور پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات کے بارے میں ایک پٹھان بزرگ کا ایک واقعہ نقل فرمایا، جنھیں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں کہا تھا کہ میرے بھتیجے محمد زکریا کو میرا سلام پہنچا دیں۔ (روایت مولانا محمد اشرف صاحب سلیمانی پشاور)

## ۲۰۔ اوجز کی کتاب الحدود

پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت نے ''رجم'' کو شرعی حد ماننے سے انکار کر دیا تھا جس سے ملک میں ہیجان پیدا ہو گیا اور علماء کے زور پر حکومت نے انہیں اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرنے کیلئے کہا۔ انہوں نے مختلف لوگوں سے دلائل مانگے فقیر سے بھی کہا گیا۔ بندہ اس وقت شدید بیماری میں ہسپتال میں تھا۔ لیکن قدرتاً شدید داعیہ پیدا ہوا۔ ڈاکٹروں کے علی الرغم ہسپتال میں کتابیں منگوائیں۔ دیکھتا تھا اور املا کراتا تھا، آخر ایک بڑا بیان تیار ہو گیا اور بندہ ڈاکٹروں کے ممانعت کے باوجود بمشکل عدالت میں پہنچا، بیان دیا، عدالت بحمد اللہ متاثر ہوئی، صرف دو اشکال رہ گئے، ایک یہ کہ ''سنین رجم'' سے کون مراد ہیں اور دوسرا کیا ''حد'' تعزیر میں بدل سکتی ہے۔ بندہ نے جواب لکھ کر بھیجے اور بحمد اللہ عدالت نے اپنے غلط فیصلہ سے رجوع کر کے پھر سے ''رجم'' کو شرعی حد قرار دیدیا۔ اس بارے میں ''سنین رجم'' کے سلسلے میں مواد نہیں مل رہا تھا۔ خواب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی کہ میرے دائیں طرف تشریف فرما ہیں اور حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ بندہ کی طرف سامنے پیٹھ کئے بیٹھے ہیں اور ایک دوسرے مولوی صاحب کا مُنہ میری طرف ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان سے پوچھ لو! دوسرے مولوی صاحب کہتے ہیں مجھ سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تجھ سے کون کہتا ہے؟ ان سے اور شیخ الحدیث کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ بندہ نے بیداری کے بعد سمجھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد حضرت شیخ کی کتابوں سے استفادہ کا ہے اوجز کی کتاب ''الحدود'' نکالی اور فوراً ہی سنین کا مسئلہ حل ہو گیا۔

## حل ایں نکتہ از روئے نگار آخر شد

حضرت شیخ قدس سرہٗ کو یہ خواب لکھ کر بھیجا گیا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مسرت کا اظہار فرمایا اور اپنی یادداشت میں نقل کر لیا۔ بندہ سمجھتا ہے کہ ''اوجز'' کی مقبولیت کا نشان ہے۔ (روایت مولانا محمد اشرف صاحب پشاوری)

## ۲۱۔ پانچ روپے کے دو۲ نوٹ

ایک مرتبہ تقسیم ہند سے پہلے، مولانا علی میاں صاحب رائے پور حاضری کے قصد سے سہارن پور آئے، صبح چائے پی کر فوراً ہی روانگی تھی، حضرت شیخ دامت برکاتہم کے ہاتھ میں پانچ روپے کے دو نوٹ تھے اور ہر ایک سے دریافت فرمارہے تھے کہ کس کے پاس دس روپے کا نوٹ ہے؟ جب نہ ملا تو باہر سے کسی دوکان سے ان نوٹوں کے بدلے ایک نوٹ منگایا گیا۔ پھر جیب سے ایک لفافہ نکالا جس میں اور نوٹ بھی تھے، ان میں یہ نوٹ رکھ کر علی میاں کو دے دیئے کہ حضرت رائے پوری کی خدمت میں پیش کر دیں۔ بندہ سوچتا رہا کہ یہ کیا بات ہوئی، نوٹ بدلنے کا اتنا اہتمام کیوں کیا گیا؟

لوگوں کے جانے کے بعد فرمایا اس لفافہ میں باقی دس دس کے نوٹ تھے اگر حضرت گنیں گے تو دس دس کا حساب سیدھا ہوتا ہے، بیچ میں پانچ پانچ کے نوٹ آجانے سے اُلجھن ہوتی ہے اس لیے ایک سے کر دئے۔ (روایت صوفی محمد اقبال صاحب)



## ۲۲۔ زمزم شریف کا خالی ڈرم (گیلن)

۱۳۸۹ھ میں مدینہ منورہ کے زمانہ قیام میں الحاج مولانا عبدالحفیظ کے چچا جان زمزم شریف کا ایک ڈرم لائے۔ حضرت اقدس نے خدام کو فرمادیا کہ ڈرم خالی کر کے انکو واپس کر دینا۔ چار، پانچ روز بعد جب وہ واپسی کیلئے مصافحہ کرنے مدرسہ علوم شرعیہ میں آئے تو حضرت نے دریافت فرمایا کہ ڈرم واپس مل گیا؟ انھوں نے کہا نہیں حضرت کا زمزم چار جگہ ہوتا تھا۔ مسجد نور، مدرسہ علوم شرعیہ، بھائی حبیب اللہ کے مکان پر، اور بندہ کے غریب خانہ میں اور ہم خدام بھی کئی تھے لیکن نگراں اور ذمہ دار صرف بھائی ابوالحسن، اس وقت کسی کو معلوم نہ تھا کہ ڈرم کہاں ہے؟ مولانا سید اسعد صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت کو اس پر سخت گرانی ہوئی، غصہ کا عالم دیکھنے والا تھا۔ مولانا اسعد صاحب نے دبی زبان سے کہا بھی: یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ اس وقت واپسی کی ضرورت نہیں ہے مگر انھوں نے (یعنی چچا جان نے) سنایا سمجھا کچھ نہیں، ہم سب پر خوب ڈانٹ پڑتی رہی۔

ایک صاحب غالباً بھائی ابوالحسن یا سلیم سلمہٗ سائیکل پر مسجد نور گئے، وہاں سے ڈرم لا کر بھائی حبیب اللہ کے ہاں خالی کیا، اس میں دیر لگنی ہی تھی۔ حضرت مغرب کی نماز کیلئے وضو فرما کر بجائے حرم شریف جانے کے دوبارہ کمرہ میں آبیٹھے کہ جب تک ڈرم نہیں آجاتا میں حرم شریف نہیں جاؤں گا۔

ہم سب پر سکتہ کا عالم طاری تھا، چہرے فق تھے کہ ڈرم کا کچھ پتہ نہ تھا، آخر خدا خدا کر کے اذان سے پہلے ڈرم آگیا اور ان کے سپرد ہوا۔ (روایت صوفی صاحب)

## ۲۳۔ دکھاؤ کیا لکھا ہے

۴۷۔ ۱۹۴۶ء بستی نظام الدین اولیاء دہلی میں قیام کے زمانہ میں ایک مرتبہ کسی تبلیغی کام کی ضرورت سے کار کی ضرورت تھی۔ حاجی محمد نسیم بٹن والوں کو احباب جانتے ہی ہیں کہ ان کی کار گویا حضرت کی اپنی ہی ہوتی تھی اور اگر حضرت اس کو استعمال فرماتے تو حاجی صاحب اسکو اپنی بڑی سعادت اور انتہائی خوش قسمتی سمجھتے تھے، حضرت والا نے بندے کو حکم فرمایا کہ ایک پرچہ حاجی صاحب کے نام لکھ دو کہ کار فارغ ہو تو ڈرائیور کے ساتھ بھیج دیں بندہ نے مختصر سا پرچہ لکھدیا۔ فرمایا دکھاؤ کیا لکھا ہے؟ پرچہ دیکھ کر فرمایا: تم نے حکم نامہ کے طور پر لکھدیا جب دوسرے سے چیز مانگنا ہی پڑے تو مانگنے کے طریقہ سے مانگنی چاہیے (حضرت کے الفاظ تو یاد نہیں مطلب یہی تھا) پھر خود لکھوایا: پورے القاب و آداب کے بعد لمبا سا مضمون کہ اگر کار بالکل فارغ ہو اور کوئی اشکال بھی نہ ہو تو تھوڑی دیر کے لئے بھیج دیں ورنہ ہرگز تکلیف نہ فرماویں وغیرہ وغیرہ۔ (روایت صوفی صاحب)

## ۲۴۔ مولانا متالا کے لیے کھجور کا پیکٹ اور شانِ انتظام

۱۳۹۱ھ کے قیام مدینہ منورہ کے زمانہ میں مولانا محمد یوسف متالا صاحب کچھ عرصہ حضرت کی خدمت میں رہ کر تعلیم و تبلیغ اور اصلاحی مشاغل کی وجہ سے لندن چلے گئے جب بھی کوئی لندن جانے والا مل جاتا حضرت ان کے لیے مدنی کھجور کا پیکٹ بھیجا کرتے۔ حاجی عبدالعزیز ''پاک محل'' والوں کے سمدھی جو اونچے درجہ کے تاجر بھی ہیں، جب وہ

لندن جانے لگے، تو حضرت نے پوچھ لیا کہ اگر آپ سہولت سے ایک پیکٹ کھجوروں کا لیجا سکیں تو میں بھیجدوں، انھوں نے اس سعادت کو غنیمت سمجھا اور بہت ہی خوشی سے عرض کیا کہ ضرور لیجاؤں گا اور مجھے ان تک پہونچانے میں کسی قسم کی کوئی دقت یا تکلیف بھی نہ ہوگی، خود چلا جاؤں گا، بہت آسان کام ہے ٹیلی فون سے ان کو مطلع بھی کردوں گا۔ صبح کو حضرت نے ایک پیکٹ منگوا کر اس پر انگریزی، اردو، دونوں زبانوں میں پتہ لکھوا کر مجھے دیا کہ ان کی قیام گاہ پر پہنچادو، ساتھ ہی ایک پرچہ پر لکھوایا کہ ''اگر مقامی طور پر پارسل کرنے میں سہولت ہو تو بذریعہ ڈاک بھیج دیں اور مصارف ڈاک یا کرایہ وغیرہ دس ریال ہمراہ بھیج رہا ہوں ان کو قبول فرمالیں، اُمید ہے کہ کافی ہوں گے۔ اگر زیادہ خرچ ہوں تو مولوی یوسف صاحب سے لے لیں وہ میرے حساب میں دیدیں گے۔'' اس کے بعد حضرت نے بندہ سے پوچھا یہ کافی ہوں گے یا زیادہ دوں؟ بندہ نے عرض کیا یہ بھی بہت ہیں اور وہ لیں گے ہی کب؟ فرمایا ''جب پارسل کرنے کو کہا ہے تو ہمیں مصارف ضرور بھیجنے چاہئیں۔'' چنانچہ وہ صاحب ریال دیکھ کر بڑے حیران ہوئے اور بہت معذرت کے ساتھ واپس کیئے۔ (روایت صوفی صاحب)

## ۲۵۔ صفائی معاملات پر تعلیم وتنبیہ

ایک خان صاحب قسم کے بڑے آدمی نے سفر میں حضرت والا سے قرض لیا انکو رقم مکہ مکرمہ میں ادا کرنی تھی۔ وہ صاحب خاصے رئیس اور خوشحال تھے۔ حجاز میں چونکہ پان ہر جگہ نہیں ملتے حضرت والا خان صاحب کیلئے خصوصی طور پر پان منگوادیا کرتے اگر وہ نہ آتے تو بندہ کے ہاتھ ان کے گھر بھیجا کرتے تھے، جب کچھ روز تک انھوں نے رقم کی ادائیگی کا نام تک نہ لیا اور حضرت کی مدینہ منورہ روانگی کے وقت قریب آگئے تو بندہ سے فرمایا: ان سے کہو کہ رقم ادا کردیں، بندہ نے ان سے کہا کہ تو انہوں نے ایک دو روز میں دینے کا وعدہ کیا مگر پھر بھی نہ دی، تو حضرت اقدس نے پھر تقاضہ کروایا، انھوں نے ٹال مٹول کردی، اسی طرح تین چار مرتبہ ہوا۔ آنحضرت کے مدینہ منورہ تشریف لیجانے کا

دن آگیا۔ مگر بندہ کو کسی ضرورت کی بنا پر حضرت کے روانہ ہو جانے کے بعد دو تین گھنٹے بعد مدینہ کا سفر کرنا تھا۔ اس لیے حضرت نے گاڑی میں بیٹھ کر عین روانگی کے وقت فرمایا کہ آتے ہوئے ان صاحب سے ایک دفعہ پھر ملتے آنا اور کہنا کہ ''آپ نے یہ اچھی بات نہیں کی۔''

بندہ تعمیل حکم کی غرض سے ان کے پاس گیا تو انھوں نے ملتے ہی کہا حضرت کی رقم لیتے جاؤ۔ میں ان سے رقم لیکر جلدی سوار ہو کر مدینہ منورہ روانہ ہو گیا۔ اور جب ہماری گاڑی بدر شریف میں آکر رکی تو دیکھا کہ حضرت کی گاڑی بھی کھڑی ہے اور حضرت والا قہوہ خانہ کہ ایک کرسی پر آرام فرما رہے ہیں۔ میں یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ اچھا ہوا کہ حضرت کو مدینہ منورہ پہونچنے سے پہلے ہیں رقم مل جائیگی۔ غالباً وہاں پہونچتے ہی خرچ کی ضرورت پیش آئے گی اور پیسے آپ کے پاس ہوں گے نہیں، تب ہی تو رقم کی وصولی کا اتنا اہتمام فرمایا۔ غرض میں خوشی خوشی کرسی کے قریب پہونچا تو حضرت نے آنکھیں کھول دیں۔ بندہ نے مصافحہ کر کے عرض کیا خان صاحب نے پیسے دیدئے اور جلدی سے جیب سے رقم نکال کر پیش کرنے لگا۔ حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا اپنے پاس ہی رکھو مجھے کیا کرنے ہیں تم دیکھتے ہو یہاں میرا تو کچھ خرچ ہی نہیں ہے، مدینہ طیبہ پہنچ کر جب کسی وقت پھر وہ رقم پیش کرنی چاہی تو آپ نے فرمایا: بس تم ہی رکھ لو مجھے نہیں ضرورت۔

تب بندہ سمجھا کہ قرض کی وصولی کا اہتمام ضرورت کی بنا پر نہ تھا۔ صرف صفائی معاملات کا تقاضہ تھا اور تعلیم وتنبیہ منظور تھی۔ وہ رقم غالباً پینسٹھ ریال کے قریب تھی۔

(روایت صوفی صاحب)

## ۲۶۔ جواب دہی اللہ کے یہاں میرے ذمہ ہے

۱۹۴۷ء میں جب حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کا قیام بستی نظام الدین میں تھا، اس وقت حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی اہلیہ بہت بیمار تھیں۔ اسی بیماری میں وصال بھی فرما گئیں (سجدہ کی حالت میں) رحمہا اللہ تعالیٰ۔ کسی بڑے ڈاکٹر صاحب کا علاج تھا، وہ کسی کسی وقت

آتے تھے۔ لیکن دوا دینے اور مقررہ اوقات میں بار بار درجہ حرارت دیکھ کر نوٹ کرنے کے ذمہ دار تبلیغی احباب میں سے ایک چھوٹے ڈاکٹر صاحب تھے۔ ایک دن حضرت نے ان سے دریافت فرمایا کہ اس وقت کتنا بخار ہے؟ انھوں نے عرض کیا اس وقت معمولی بخار ہے۔ حضرت نے فرمایا معمولی کا کیا مطلب؟ کتنے درجہ بخار ہے؟ انھوں نے عرض کیا تھرمامیٹر تو نہیں لگایا ویسے ہی دیکھا ہے۔ اس پر حضرت کو بہت غصہ آیا اور ان کو ڈانٹا کہ تھرمیٹر کیوں نہیں لگایا؟ تم کو نبض کا کیا پتہ؟ اب ڈاکٹر صاحب کو کیا بتاؤ گے؟ یہ لاپرواہی ناقابل برداشت ہے۔ تھوڑی دیر بعد فرمایا:

یہ تو تمھیں بھی معلوم ہے اور مجھے بھی پتہ ہے کہ وہ تو جا رہی ہے، تھرمامیٹر لگانے سے بچ نہیں جائے گی لیکن چونکہ مولانا محمد یوسف صاحب کو فرصت نہیں اس لیے اس کا علاج کرانا میں نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ اب علاج میں کوتاہی کرنے کی جواب دہی اللہ کے یہاں میرے ذمہ ہے اس لیے آپ کو یہ سب کچھ کہا گیا ہے۔ (روایت صوفی صاحب)

## ۲۷۔ جاؤ بھاگ جاؤ

۸۹ھ کے قیام مدینہ منورہ کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ حضرت والا کے ایک مخلص خادم بھائی حبیب اللہ صاحب دہلوی ثم المدنی نے بندہ سے کہا کہ میں نے حضرت شیخ کے لیے ایک ثلاجہ (تھرمس) خریدا ہوا ہے۔ وہ پیش کرنا ہے ابھی پیش کر دوں یا حضرت کی روانگی کے وقت پیش کروں؟ میں نے کہہ دیا جب چاہو پیش کر دو اور نیک کام میں کیا دیر کرنا۔ میری اس بات کو کسی نے سن لیا اور حضرت اقدس کے سامنے ذکر بھی کر دیا، حضرت والا یہ سمجھے کہ بندہ نے حبیب اللہ کو تھرمس پیش کرنے کی ترغیب دی ہے۔ حضرت کو بہت ہی ناگوار گزرا، ان دنوں بندہ بیمار تھا، ہر وقت حاضر خدمت نہیں رہ سکتا تھا، اس لیے حاضر ہونے کا حکم بھی آیا اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت بہت غصہ میں ہیں، حرم شریف سے نکلتے ہی سلام عرض کیا، حضرت نے سلام کے جواب کے ساتھ ہی فرمایا: تم پر ہمارے قیام کا بہت بوجھ پڑ رہا ہے اب ہم چلے ہی جائینگے اتنا فرما کر حضرت قیام گاہ کی طرف

روانہ ہو گئے۔ بندہ نے ساتھیوں سے ناراضگی کا سبب معلوم کیا پتہ چلا کہ تھرمس کی بات ہے، بندہ نے اسی وقت بھائی حبیب اللہ کو ساتھ لیا کہ اصل واقعہ وہ خود ہی عرض کر دیں گے۔ حضرت نے کمرہ میں داخل ہوتے ہوئے پھر فرمایا: بہت طویل قیام ہو گیا۔ بندہ رو رہا تھا، روتے روتے عرض کیا: حضرت میں نے تو کسی سے بھی تھرمس کیلئے نہیں کہا۔ بھائی حبیب اللہ باہر کھڑے ہیں ان سے اصل واقعہ دریافت فرمالیں۔ حضرت والا نے دیکھا بیمار بھی ہے اور زار و قطار رو بھی رہا ہے۔ معاف فرمادیا اور اس سلسلہ میں کچھ پوچھ نہیں فرمائی بلکہ دوسری بات شروع فرمادی کہ دیکھو تمہیں کپڑوں کو نجور کرنا (دھونی دینا) آتا ہے یہ بخور لیجاؤ، یہ کیسا ہے؟ بندہ نے روتے روتے عرض کیا حضرت! فرمایا جاؤ بھاگ جاؤ۔ (حوالہ مذکورہ)

## ۲۸۔ اکرام ضیف میں مہمان کی حیثیت

۴۷ء کے فسادات میں جب حضرت والا کا قیام بستی نظام الدین میں تھا تو اس وقت دو سو کے قریب مہمان وہاں موجود تھے، جو سب کے سب مسجد ہی میں محصور تھے آٹا ختم ہو گیا، گیہوں پسوانے کی کوئی صورت نہ تھی، ثابت گندم ہی لنگر میں پکتی تھی وہ بھی بعد میں ختم ہو گئی لیکن بہت سے جانور آ گئے تھے۔ قربانی کے گوشت کی طرح محض گوشت ہی سے پیٹ بھرا جاتا تھا۔ ان دنوں مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں کوئی میواتن تھوڑا سا آٹا چکی میں پیس لیتی تھی، اسکی چند چپاتیاں پکتی تھیں، مولانا مرحوم چوں کہ اپنا کھانا گھر سے منگاتے تھے، اس لیے ایک چھوٹا سا دسترخوان ان کے کمرہ میں بچھتا تھا، باقی سارا مجمع باہر لنگر کا کھانا کھاتا تھا دسترخوان پر کبھی کبھار کوئی خصوصی مہمان بھی ہوتا تھا۔ حضرت اقدس کا چونکہ وہ اپنا ہی گھر ہے، اور بڑے ہونے کی وجہ سے حضرت شیخ ہی کا وہاں انتظام چلتا تھا۔ ایک دن حضرت اقدس نے بندہ سے فرمایا جاؤ باہر مجمع میں سے چار پانچ خاص خاص آدمیوں کو اندر بلالاؤ، بندہ نے سوچا! خاص خاص کا مطلب یہی ہوگا کہ جو زیادہ بزرگ ہوں ان کو لیجاؤں، چنانچہ بندہ نے پرانے پرانے بزرگ میواتی وغیر میواتی بزرگ صورت حضرات کو ایک ایک کر کے اندر لیجانا شروع کیا۔ جب اسی طرح دو

تین بزرگ کو لے گیا، تو حضرت نے گھور کر دیکھا اور فرمایا: تم جاؤ روٹی کھاؤ فی کس دو دو پتلی چپاتیاں ملتی تھیں۔ یا شاید ایک ایک، باقی وہی لنگر کا کھانا ہوتا تھا، پھر کسی دوسرے صاحب سے فرمایا کہ تم لیکر آؤ وہ صاحب شیروانی والے بابوؤں اور تاجر قسم کے رئیس اور نازک مزاج لوگوں کو لے آئے سب کو جانے کے بعد حضرت نے فرمایا: تم نے اپنے خیال سے خواص کو لانا شروع کیا، یہاں کوئی بزرگی کا کام تھوڑا ہی تھا، یہاں تو روٹی کھانی تھی، ہمیں سب کو کھانا کھلانا ہے، سب کی خاطر کرنا ہے، تم جن لوگوں کو لائے، وہ یہاں بھوکے رہتے ان کیلئے تو باہر کا کھانا ہی بہت اچھا ہے، خوشی سے پیٹ بھر کر کھاتے ہیں، لیکن ان دوسرے حضرات سے اول تو باہر کا کھانا کھایا نہ جاتا، کھا لیتے تو پیٹ میں درد ہوتا، ان کیلئے تو یہ کھانا بھی مجاہدہ ہے۔ اس واقعہ سے بندہ نے سمجھا اکرام ضیف میں ہر مہمان کی حیثیت کی رعایت بھی ضروری ہے۔

## ۲۹۔ کہہ دینا کہ ایک ہندی حاجی نے دیئے ہیں

کئی ہزار ریال تو حضرت والا حرم شریف، مؤذنوں اور شرطیوں اور اغوات کے لئے مدینہ طیبہ پہونچتے ہی بندہ کے حوالے فرماتے ہیں۔ شرطیوں اور مؤذنوں کے لیے عموماً پانچ پانچ سو ریال کی رقمیں ہوتیں ہیں لیکن اغوات کیلئے ایک مرتبہ دو ہزار ریال (ہندی روپے چھ ہزار) اور ایک مرتبہ ایک ہزار ریال کی رقم سپرد کی۔

حضرت والا تنہائی میں رقمیں دیکر یہ بھی فرما دیا کرتے ہیں کہ ان کو میرا نام بتانے کی ضرورت نہیں، کہہ دینا ایک ہندی حاجی نے دیئے ہیں، یہ اغوات حضرات سارا دن صفہ کے کنارے بیٹھے رہتے ہیں، صرف شب جمعہ میں جالی شریف کے اندر جا کر روضہ شریف کا گرد و غبار صاف کر دیتے ہیں۔ حضرت یوں فرمایا کرتے ہیں کہ ان کی نسبت خدام بارگاہ نبوت کی ہے، میں ان کو یہ رقمیں زکوٰۃ صدقہ کی تو دینا نہیں چاہتا یہ تو ہدیہ ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ پہونچنے کے ساتھ ہی حضرت والا کو بہت زیادہ اہتمام انہی ہدایا کے پیش کرنے کا ہوتا ہے جس کی شاید بندہ کے سوا کسی کو بھی خبر نہ ہو اور یوں ارشاد فرمایا کرتے ہیں کہ اللہ جل جلالہٗ کا حکم ہے "یا ایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی

نجوا کم صدقه'' اے ایمان والو جب تم رسول سے سرگوشی کرو تو سرگوشی کرنے سے پہلے صدقات پیش کیا کرو۔ اس کے بعد تو دوران قیام مدینہ فقراء اور بیوگان کے حالات کی تحقیق تو مجھ سے اور دوسرے لوگوں سے چپکے چپکے کرتے ہی رہتے ہیں مگر روضۂ اقدس پر حاضری سے پہلے ہدایا وصدقات کا کچھ نہ کچھ حصہ تقسیم کرنے کے لئے بندہ کو ضرور دیتے ہیں تا کہ اتنے میں حضرت غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر روضہ اقدس پر حاضر ہوں اتنے میں کچھ نہ کچھ ضرور تقسیم ہو جائے۔ (روایت صوفی صاحب)

## ۳۰۔ ایک عجیب چیز کا اضافہ

۹۰ھ کے سفر مدینہ طیبہ کے موقع پر ایک عجیب چیز کا اضافہ کر دیا کہ باب جبرئیل سے مدرسہ علوم شرعیہ کے دروازے پر پہنچنے تک جو دال سیو، چھولے وغیرہ بیچنے والے سڑک پر دوکان لگائے کھڑے رہتے ہیں ساتھیوں میں سے کسی سے دریافت فرماتے یہ کیا بک رہا ہے؟ بینائی کی کمی کی وجہ سے صاف نظر نہ آتا تھا، ساتھی بتاتے تو حکم ہوتا دو چار کیلو خرید لاؤ، خود کو دانت نہ ہونے کی وجہ سے کھانے کی نوبت نہ آتی۔

عشاء کے بعد کی مجلس میں ہم سب خدام پر تقسیم فرمادیتے۔ جس کے بال بچے ساتھ تھے، ان کو المضاعف دو گنا حصہ ملتا کہ یہ محترمہ کے لئے لیتے جانا۔ کسی نرم چیز میں سے کچھ چکھ بھی لیتے، سخت چیزوں کے تو چکھنے تک کی نوبت نہ آتی، اسی طرح حرم شریف میں زمزمی حضرات نمازیوں اور زائرین کو زمزم پلانے آتے ہیں تو پیشاب کی تکلیف کی وجہ سے زمزم تو حرم شریف میں حضرت نوش نہیں فرماتے ہیں مگر ہم لوگوں کو حضرت اشارہ فرمادیتے ہیں کہ ان کو کچھ پیسے دیدو اور فرماتے زمزم تو حرم شریف میں خریدنا منع ہے لیکن ہدیہ دینا تو منع نہیں ہے، وہ زمزمی حضرات بڑے خوش ہوتے اور دعائیں دیتے۔

(حوالہ مذکورہ)

## ۳۱۔ لگے ہاتھوں اصلاح بھی کرالوں

۴۴ء میں جب بندہ کا قیام بسلسلہ تعلیم لکھنو میں تھا تو چھٹیوں میں اپنے وطن ہوشیار پور

جاتے ہوئے صرف ایک دن سہارن پور ٹھیرنے کا پروگرام بنایا۔ اس سفر میں حضرت والا سے ملاقات کے موقعہ پر بندہ نے اپنا پروگرام عرض کر دیا: کہ آج ایک دن آپ کی خدمت میں ٹہرنا ہے اور کل صبح کی گاڑی سے جانا ضروری ہے، دوسرے دن بندہ کو سب سے پہلے چائے پلائی گئی کہ اس کی گاڑی کا وقت ہورہا ہے لیکن بندہ نے عرض کیا کہ ارادہ بدل گیا ہے ایک دن اور ٹہروں گا۔ فرمایا: کیوں ٹہروگے کیا کام ہے؟ کل تو کہہ رہے تھے کہ ضروری جانا ہے، اسی لیے مجھے صبح ہی سے تمہاری گاڑی کا فکر ہورہا ہے، چائے میں دیر نہ ہو جائے، کل مدرسہ وغیرہ بھی دیکھ چکے ہوگے۔ پھر بلا ضرورت کیوں ٹہر رہے ہو؟ یہ نہ سمجھنا کہ مجھے یہ سہارن پور سے بھگا رہا ہے، میرا مطلب یہ ہے کہ پروگرام کیوں بدلا۔ ''اگر کوئی کام ہو، کچھ خریدنا ہو تو ہم حضور کی مدد کریں خدمت کریں۔''

بندہ نے عرض کیا: سُنا ہے بزرگوں کے پاس رہنے سے اصلاح ہوتی ہے، اس لیے ٹہر گیا ہوں اور کوئی کام نہیں؟ حضرت مسکرائے اور خوش ہوکر فرمایا اور تم نے خیال کیا کہ گھر جاتے ہوئے لگے ہاتھوں یہاں ''اصلاح'' بھی کراتا جاؤں، اس خدمت کیلئے بھی میں حاضر ہوں مگر یہ کام چلتے چلاتے نہیں ہوا کرتا، خیر آج شوق سے ٹہرو کل چلے جانا۔ اس کے بعد ۴۵ء میں جبکہ بندہ کا قیام دیوبند میں تھا اور کبھی کبھی جمعہ کے دن حاضری دیتا رہتا تھا۔ ایک دن بیعت کیلئے درخواست پیش کرہی دی، اس پر حضرت نے بڑی حیرانی سے فرمایا: اس کے لیے مجھ سے کیا واسطہ؟ خود میرے دو اکابر موجود ہیں، ایک حضرت مدنی اور وہاں تم دیکھتے ہی ہو اور دوسرے حضرت رائے پوری وہاں سے بھی تم واقف ہو، ملاقات کر چکے ہو، ایک چاند ہے ایک سورج، جدھر چاہو بیعت ہو جاؤ۔ بندہ نے عرض کیا: یہ سب ٹھیک ہے، مگر بیعت آپ سے ہی ہونا ہے، اگر حضرت والا کو کوئی خاص عذر ہو تو پھر کہیں بھی بیعت نہیں ہونا۔ اس پر حضرت نے استخارہ کرنے کا حکم دیا اور دوسرے دن عصر کے بعد مدرسہ قدیم کی مسجد میں ملنے کا حکم فرمایا، بندہ حاضر ہوا تو ایک بار پھر سمجھایا۔ جب بندہ کی پختہ رائے دیکھی تو بیعت فرمایا اور حضرت مدنی کی مجلس میں حاضر ہوتے رہنے کی تاکید فرمائی۔ دیوبند پہنچ کر بندہ نے عریضہ لکھا کہ حضرت

مدنی کی مجلس میں تو سیاسی باتیں ہوتی رہتی ہیں اور بندہ کو اس سے دلچسپی نہیں، جواب میں تحریر فرمایا تمہیں لوگوں کی باتیں سننے کیلئے نہیں کہا، تم حضرت کی طرف متوجہ رہو، اگر کچھ فرمائیں سن لو۔ بندہ نے لکھا کہ اسباق کی وجہ سے اس کی بھی فرصت نہیں ہوتی فرمایا! تو پھر ان کے ساتھ ان کی مسجد میں نماز پڑھ لیا کرو۔ یہ مجلس میں حاضری سے بھی زیادہ مفید ہے۔ اس پر بندہ نے عمل کیا، اس نماز میں بڑی لذت آتی تھی اور نماز میں کافی انتظار کے بعد جب حضرت تشریف لاتے تو زیارت کرکے ایک دم دل میں محبت کا جوش پیدا ہوتا تھا۔ (بحوالہ مذکورہ)

## ۳۲۔ پھر میری کتابیں بھی فروخت ہو جائینگی

ہمارے حضرت اقدس کی ساری زندگی اور ساری جوانی جس بیش قیمت اور بیش بہا مشغلہ میں خرچ ہوئی وہ خواص وعوام سے اب پوشیدہ نہیں ہے۔

حضرت اقدس کا وہ مبارک کارنامہ شروح حدیث کا جو ''اوجز'' اور ''بذل'' کی شکل میں عجم وعرب پہنچ چکا ہے اور جس کی خاطر نہ معلوم حضرت والا کو کیا کیا قربان کرنا پڑا دنیوی بڑے بڑے عہدے اور معقول اونچی تنخواہیں اور عالم شباب کے جذبات اور اُمنگیں اور راتوں کی راحتیں اور شیریں خواب اور اس کے علاوہ اللہ جل شانہٗ ہی جانتا ہے کہ کن کن حالات کو اپنے مولا کی رضا کی خاطر سب کو ٹھکرا دیا۔ اس کے بعد جب اللہ جل شانہٗ نے پردہ غیب سے ان کتب کی ٹائپ کی طباعت کا انتظام فرما دیا اور بڑی محنتوں اور مشقتوں اور لاکھوں کے اخراجات کے بعد جب ''بذل'' اور ''اوجز'' ٹائپ پر چالیس سالہ تمناؤں کے بعد طبع ہوئی تو حضرت کے ایک عزیز اور مخلص نے حضرت والا سے یہ عرض کیا کہ ''حضرت آپ لاکھوں کے مصارف سے یہ کتب طبع کرا رہے ہیں، اور آپ نے تو ان کی رجسٹری کرائی نہیں؟ جونہی یہ کتب طبع ہو کر منظر عام پر آئیں گی، فوراً ہی کوئی تاجر اس کو آفسٹ پر طبع کرا لے گا اور آپ کی قیمت کے چوتھائی پر اس کو فروخت کر لے گا، اس کا تو کام بن جائے گا اور آپ کی کتابیں بوجہ گراں ہونے کے یوں ہی رہیں

گی۔"

اس پر حضرت والا نے جواب دیا اور جواب بھی ماشاء اللہ انبیاء علیہم السلام کے طرز پر ،جس کو قرآن پاک میں جابجا نقل کیا گیا ہے۔ اِنْ اَجْرِیَ الا علی اللّٰہ۔ اور پھر ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایسا ارادہ کرے گا، تو میں اس کو فوٹو کے پیسے اپنے پاس سے پیش کروں گا اور آگے حضرت والا کا توکل بھی پڑھنے کے قابل ہے اور دل کی گہرائی میں بسانے کے قابل ہے۔ فرمایا: پھر میری کتابیں بھی فروخت ہو جائیں گی۔" (روایت صوفی صاحب)

## ۳۳۔ مُطابق سُنت کرتا

ایک دفعہ مدینہ منورہ میں جمعہ کے دن غسل فرما کر حضرت جمعہ کے لئے تشریف لیجانے لگے تو ایک نیا کُرتہ زیب تن فرمایا تو حجرہ شریفہ سے باہر جب گاڑی پر تشریف لائے (کہ حضرت پاؤں چلنے سے معذور ہو گئے تھے) تو حضرت کی نگاہ کرتے پر پڑی جو نصف ساق سے کچھ لمبا تھا فوراً خدام سے پوچھا سب نے تصدیق کی تو فوراً وہیں کھڑے کھڑے دوسرا مطابق سنت کرتہ منگوا کر پہنا اور اس کرتہ کو جو نصف ساق سے نیچا تھا، فوراً کٹوانے کیلئے بھیج دیا۔ (اتباع سنت)

## ۳۴۔ میرے یار۔ مولوی ہو کر بھی

ایک دفعہ جمعہ کے دن غسل شروع کراتے ہوئے ایک خادم نے دائیں مونڈھے پر سے پانی ڈالنے کی بجائے بائیں مونڈھے پر پہلے پانی ڈال دیا، تو حضرت نے فوراً اسے ٹوکا اور فرمایا کہ تجھے سنت کا اتنا بھی پتہ نہیں کہ دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے، اس طرح ایک خادم نے پاجامہ پہناتے ہوئے غلطی سے بایاں پاؤں داخل کرنا چاہا تو حضرت نے فوراً پاؤں جھٹک کر ارشاد فرمایا کہ میرے یار! تجھے مولوی ہو کر بھی پتہ نہیں کہ داہنا پاؤں پہلے ڈالنا چاہئے۔ (معذوری کے دور میں حضرت کے لنگی باندھے کے بعد پاجامہ کو خدام پہنا لیتے تھے) اسی طرح دخول مسجد میں کبھی بھول کر بھی کبھی غلطی سے بایاں پاؤں مسجد میں نہیں پڑا۔ (اتباع سنت)

## ۳۵۔ بیسیوں پیوند

تقسیم ہند سے پہلے حضرت کی ایک کمری (بنیان) پر اس قدر پیوند تھے اور وہ اتنی بوسیدہ ہوگئی تھی کہ پوری تصویر بھی بیان نہیں ہوسکتی۔ احقر نے اس کو تبرک کے بہانے مانگ لیا تھا تاکہ حضرت دوسری بدل لیں۔ حضرت نے مرحمت فرمادی تھی اور فرمایا کہ بازار سے بہت کم سے کم قیمت کا جو کپڑا ہو وہ لے آؤ۔ تاکہ دوسری سلوالی جائے چونکہ کپڑا حضرت کے حساب میں خرید کرنا تھا، اس لیے بندہ نے تعمیلِ ارشاد میں بہت تلاش کر کے سب سے کم قیمت چار، پانچ آنے گز کے حساب سے کپڑا خریدا۔ جب حضرت نے قیمت دریافت کی تو فرمانے لگے کہ تم تو بہت رئیس آدمی ہو، اس سے کم کا کیوں نہیں لائے۔ افسوس کہ تقسیمِ ملک کے ہنگامے میں وہ تبرک تو ضائع ہوگیا مگر ایک روئی کی عطا فرمودہ صدری الحمدللہ موجود ہے جس میں بیسیوں پیوند لگے ہوئے ہیں۔

معلوم نہیں کتنے سالوں کی ہوگی کیوں کہ صدری پر پیوند لگانے کی جلد ضرورت نہیں پڑتی اور پھر بیسیوں پیوند، اور روئی کی صدری کو دھویا بھی نہیں جاتا اس کے باوجود حضرت کے جسم مبارک کی دلربا خوشبو سے مہک رہی ہے۔ (روایت صوفی صاحب)

## ۳۶۔ مشلح اور کفن

حضرت اقدس جب چلنے سے معذور ہوگئے تو حضرت کو مصلّے پر بٹھلا کر حضرت کے کندھوں پر مشلح ڈال دیا جاتا۔ اس وقت حضرت اقدس عام طور پر موت کو یاد فرماتے اور جو خادم مشلح کو جسم مبارک پر لپیٹنے لگتا تو فرماتے کہ تمہیں کفن کی چادریں لپٹینا آتا ہے؟ دیکھوں کفن میں پہلے بائیں پلڑے کو اندر لپیٹتے ہیں اور اس کے اوپر دائیں کو لپیٹا جاتا ہے۔ (روایت صوفی صاحب)

## ۳۷۔ بس دوستی ہی رہنے دو

مودودی صاحب کے خواص میں سے ایک صاحب مدینہ منورہ آئے ہوئے تھے،

تو رات کے کھانے میں ان کو حضرت نے اپنا مستقل مہمان بنالیا (کیونکہ صرف رات وشام ہی کو کھانا کھاتے تھے) اور ہند کے قیام میں صرف دن کو (دو پہر کو) ان کے آنے پر حضرت خوب ان کی خاطریں فرماتے۔

یہ سب دیکھ کر اُنھوں نے ایک روز مودودی صاحب (جو اس وقت حیات تھے) کے متعلق بات کرنے کا مناسب موقع سمجھ کر بات شروع کی، تو حضرت نے فرمایا کہ آپ سے اب تک دوستی کا معاملہ رہا ہے اب آپ نے لڑائی کی بات شروع کر دی۔ بس دوستی ہی رہنے دو۔ (صوفی اقبال صاحب)

## ۳۸۔ ابھی تو مشورہ کے درجہ میں پوچھ لو

احقر ایک دفعہ پاکستان سے حضرت اقدس کے ساتھ رمضان المبارک گزارنے سہارن پور حاضر ہوا، اس وقت اپنے اوپر حضرت کی بہت ہی خصوصی توجہات اور شفقت کا برتاؤ دیکھا۔ حتیٰ کہ حضرت کا معمول عید کے بعد دوسرے روز رائپور جانے کا ہوتا تھا، اس سال کسی وجہ سے دو روز کے لئے جانا ملتوی فرمایا: تو رائپور سے قاصد وجہ التواء پوچھنے آیا۔ حضرت نے قاصد کو جواب جو دیا وہ پوری بات تو بندہ نے نہیں سنی مگر اس میں بندہ کی طرف اشارہ کر کے یہ بھی فرمایا کہ یہ مولوی صاحب کل پاکستان واپس جا رہے ہیں۔ ان کو رخصت کر کے ہی حاضر ہو سکتا ہوں بندہ یہ الفاظ سن کر پھول گیا، کہ حضرت کے رائے پور جانے کی اہمیت معلوم تھی۔

بندہ کی وجہ سے سفر کو ملتوی فرما دینا بہت بڑی بات تھی، اس سے بندہ سمجھا کہ میں تو حضرت کا بہت ہی خاص ہو گیا ہوں، چنانچہ اس خیال اور خوش فہمی میں حضرت سے تخلیہ میں بات کرنے کیلئے وقت لیا۔ حضرت نے بہت ہی خوشی، بشاشت اور اہتمام سے وقت دیکر طلب کیا، میں نے عرض کیا مجھے اپنی چند باتوں کے متعلق حضرت سے پوچھنا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ان امور میں حضرت بطور مشورہ جواب نہ دیں بلکہ فیصلہ اور حکم فرما دیں، تا کہ میں اسی طرح تعمیل کرلوں اور مجھے خود کچھ سوچنا نہ پڑے اس پر حضرت نے مسکراتے

ہوئے لیکن بہت سنجیدگی سے بالکل ہی صاف فرمادیا کہ او ہو مولوی صاحب! تم نے تو بہت ہی اونچے درجے کی بات کہدی ابھی تو مشورہ ہی کے درجے میں پوچھ لو، ان شاء اللہ جب وہ بات حاصل ہو جائے گی تو ویسے بھی کرلیا کرنا۔'' اس جواب سے بندہ کا دماغ اپنی جگہ پر آیا اور اپنی بات پر ندامت ہوئی۔ (صوفی صاحب)

## ۳۹۔ دھوکہ میں آ کر پھنس نہ جانا

ایک دفعہ حضرت اقدس کو ایک صاحب کے آنے کی اطلاع ملی اور حضرت استنجاء کے لیے اُٹھ چکے تھے اسی حال میں احقر کو دوسرے کمرے سے فوراً طلب فرمایا اور پوچھا کہ تم فلاں صاحب کو جانتے ہو؟ معروف پرانے آدمی کے متعلق سوال کرنا نیز حضرت کے لہجہ اور توجہ سے بھی بندہ حضرت کا مطلب سمجھ گیا اور عرض کیا کہ خوب جانتا ہوں، خوب کے لفظ سے حضرت کو بھی اطمینان ہو گیا کہ احقر نے حضرت کا مطلب سمجھ لیا ہے۔ پھر دوسرے وقت میں تنہائی میں فرمایا کہ میں نے تمہیں خبردار کرنے میں اس لیے جلدی کی تھی کہ تم حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ان کا لحاظ اور اہمیت دیکھ چکے ہو۔ اب اسی طرح کا معاملہ یہاں بھی دیکھو گے تو کہیں دھوکہ میں آ کر پھنس نہ جانا۔ عرض کیا حضرت مجھے ان کے واقعات معلوم ہیں۔ فرمایا بس بس یہی مطلب ہے احتیاط رکھنا۔

## ۴۰۔ ایک مخالف سے حُسنِ سلوک

حضرت اقدس کا اپنے مخالفین کے ساتھ ہمیشہ مسنون برتاؤ رہا ہے۔ مظاہر علوم میں ایک صاحب جو حضرت کے خلاف ہمیشہ ریشہ دوانیاں کرتے رہتے تھے، لیکن حضرت رمضان المبارک کے لئے مدنی کھجوریں اور زمزم کی بوتل سب سے پہلے خود راقم الحروف ہی کے ہاتھ ان کے پاس بھجوادیا کرتے تھے۔ کاش کہ بندہ کو بھی حضرت کے اخلاق سے کچھ حصہ مل گیا ہوتا۔ (حوالہ مذکورہ)

## ۴۱۔ زور سے تھپڑ ماروں

بعض مرتبہ دیکھا گیا کہ کسی صاحب کی آمد پر حضرت نے ان کو اپنے قریب ہی بٹھایا۔

بظاہر بہت شفقت سے ان صاحب سے باتیں کرتے رہے۔ حالانکہ ان کی وضع قطع اسلامی نہیں تھی اور ڈاڑھی بھی صاف تھی، ان کے جانے کے بعد حضرت نے خدام سے فرمایا کہ مدرسہ کی مصالح کی بناء پر مجبوری کو یہ سب کرتے رہے کہ یہ مدرسہ کے محسن ہیں ورنہ جی چاہتا رہا کہ زور سے ان کے چہرے پر (جو ڈاڑھی منڈا تھا) تھپڑ ماروں۔ اور یہ فرمایا کہ حدیث پاک میں یوں ارشاد فرمایا گیا ہے: **انالنکشر فی وجوہ اقوام وان قلوبنا لتلعنھم۔** (بخاری: باب المدارات: ص ۹۰۵)

ہم بعض لوگوں کے ساتھ خوش خلقی کے ساتھ پیش آتے ہیں حالانکہ ہمارے قلوب میں ان کی طرف سے بغض ہوتا ہے۔ (اتباع سنت)

## ۴۲۔ جو جل گئے وہ بھی تو میرے ہی تھے

۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۵ء کے حج میں منیٰ کے اندر زبردست آگ لگ گئی حضرت کا قیام غیر معمولی معذوریوں کی وجہ سے ایک پختہ مکان میں آگ والی جگہ سے بہت دور تھا لیکن حضرت کے باقی اعزاء ورفقاء، حضرت کے خادم خاص الحاج ملک عبدالحق صاحب کے خیموں میں تھے، جہاں آگ پہنچنے کا شدید خطرہ تھا۔ جب حضرت کو آگ لگنے کی خبر ملی تو دعا میں مراقب ہو گئے اور ساتھیوں کو بھی دعاؤں میں مشغول رہنے کا امر فرمایا۔ اس آگ میں بہت سے خیمے جلے، جانی اور مالی بہت نقصان ہوا۔ اللہ کے فضل سے آگ بجھ گئی تو بندہ حضرت کی قیام گاہ پر حاضر ہوا، دیکھا کہ حضرت زاروقطار رو رہے ہیں، بندہ نے آگ بجھنے کی خوشخبری سنائی اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا کہ حضرت الحمد للہ ہمارے یہاں کوئی نقصان نہیں ہوا۔

حضرت کے متعلقین کے سارے خیمے محفوظ رہے، حضرت نے نہایت درد بھری اور بھرائی ہوئی آواز سے فرمایا کہ "جو جل گئے وہ بھی تو میرے ہی تھے"۔

## ۴۳۔ کثرتِ تلاوت

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ کا معمول طویل قرأت کے ساتھ اوابین کا تو دائمی رہا اور حجاز

کے قیام میں جب تک کچھ قوت رہی تو چاشت کی نماز میں بھی کثرت تلاوت کا معمول رہا ۔لیکن تدریسی و تصنیفی مشاغل کر بناء پر رات کو دیر سے سونا ہوتا۔حتیٰ کہ علمی انہاک کی وجہ سے رات کا کھانا بھی دائمی طور پر حذف فرمادیا تھا تا کہ کھانے کے بعد نیند کا غلبہ نہ ہو۔ اس لیے گیارہ ماہ تو مختصر تہجد کا معمول ہوتا ہے۔اور ماہ مبارک رمضان شریف میں چونکہ تدریسی اور تصنیفی مشاغل سے فارغ ہوتے ہیں۔اس لیے پوری رات نماز کے اندر تلاوت میں گزرتی ہے۔تراویح کے بعد سے سحری تک تو نوافل میں تلاوت فرماتے اور دن کے نوافل کی تلاوت ملا کر روزانہ ایک قرآن پاک اور پانچ یا سات پارے مزید کا دائمی معمول رہا۔اس میں دن کے اوقات میں کچھ حصہ مصحف شریف سے دیکھ کر ہوتا۔ اور عصر سے مغرب تک نوافل کا وقت نہیں ہوتا تقریباً پانچ پارے زبانی سنانے کا معمول رہا ہے۔اس تلاوت میں تیزی کے ساتھ تدبر اور گریہ کی حالت بھی رہتی۔اور آواز کی بلندی بھی جو زنانہ مکان کے اندر سے باہر کمرے میں ساری رات سنائی دیتی رہتی تھی۔ جس کو احقر حضرت کے کچا گھر کے مردانہ حصہ میں پوری رات سنتا رہتا۔(اتباع سنت)

## ۴۴۔ بعد عصر کا معمول

حضرت اقدس شیخ کی مجلس عام کا معمول ہمیشہ سے بعد عصر کا رہا ہے۔اس مجلس میں باطنی افادہ کے علاوہ نئے مہمانوں کی ملاقات چائے، تعویذ وغیرہ اور ضروری مختصر ڈاک وغیرہ کئی کام ہو جاتے تھے۔بعد میں اسی مجلس میں کسی کتاب کے سننے کا دستور بھی ہو گیا تھا۔یہ مجلس جمعہ کے روز عصر کے بعد نہیں ہوتی تھی بلکہ عصر کے بعد حضرت مسجد میں اسی ۸۰ دفعہ والا درود شریف پڑھ کر اپنی قیام گاہ (کچا گھر) میں تشریف لا کر کواڑ بند کر لیتے اور مغرب سے چند منٹ پہلے کواڑ کھولتے تھے۔اس میں دعا اور مراقبہ میں مشغولی ہوتی تھی، جب حضرت کو اُٹھنے بیٹھنے میں معذوری ہو گئی اور خود کواڑ بند کرنے مشکل ہو گئے۔

تو حضرت کا ایک خادم مکان کے باہر تالا لگا دیتا تھا تا کہ حضرت کے معمول سے ناواقف اجنبی بھی نہ آسکے۔ایک روز احقر پر حضرت نے خصوصی کرم فرمایا اور حکم دیا کہ تم ہی

اندر سے کواڑ بند کردو، اور وہاں (کمرے کی ایک طرف) بیٹھ کر کچھ پڑھ لو۔ اس دن بندہ کو اس تخلیہ کی حالت دیکھنے کا موقع مل گیا، حضرت سارے وقت چارپائی پر دعا اور مراقبہ میں مشغول رہے، بعد میں حضرت اقدس کا مستقل معمول جمعہ کے دن عصر سے مغرب تک مسجد میں مراقب رہنے کا ہوگیا تھا اور اس وقت ذاکرین سے تقریباً مسجد بھر جاتی تھی ۔ جو مغرب کی اذان سے کچھ پہلے تک ذکر جہری میں مشغول رہتے ۔ جمعہ کی یہ مجلس بھی بہت ہی عجیب اور پر انوار ہوتی تھی۔ (روایت صوفی اقبال صاحب)

## ۴۵۔ خوشبو کا استعمال اور مستعمل پانی

حضرت اقدس کے خوشبو کے کثرت استعمال کو تو سب ہی جانتے ہیں لیکن حسن کی وجہ سے بدن مبارک سے بھی خوشبو آتی ہے۔ چنانچہ حضرت کا مشلح (عربی چوغہ) اور کرتہ پر تو خوشبو لگانے کا دستور تھا اندر کی بنیان پر خوشبو نہیں لگاتے تھے مگر گرمیوں میں پسینے سے بھیگی ہوئی آٹھ روز کے بعد جب کمری بدلی جاتی تو اس میں خوشبو مہکا کرتی تھی ۔ مدینہ پاک کے قیام کے دوران جب شروع میں حضرت کے کپڑے احقر کے گھر دھلتے تھے تو احقر کی اہلیہ کپڑوں کا مستعمل پانی نالی میں نہیں گراتی تھی بلکہ چھت پر جا کر دیواروں پر ڈال دیتی تھی۔

## ۴۶۔ حدیبیہ میں اذانِ مغرب

۱۳۸۴ھ میں جب حضرت اقدس حجاز مقدس تشریف لائے تو جدہ سے مکہ مکرمہ آتے وقت حدیبیہ کے مقام پر مغرب کا وقت ہوگیا۔ اس سفر میں حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمراہ تھے حدیبیہ میں ماثورہ مقام پر نماز ادا کرنا تجویز ہوا، وہاں سب خدام وضو وغیرہ کی تیاری میں لگ گئے۔ حضرت تو باوضو ہی تھے، احقر نے دیکھا کہ وقت ہوتے ہی حضرت ایک طرف بڑھے اور زور سے اذان شروع فرمادی۔

## ۴۷۔ مقام خلیص میں اذانِ مغرب

۱۳۸۸ھ کے عمرہ والے آٹھ ماہانہ قیام میں بھی میں نے دیکھا جبکہ بندہ کی گاڑی

میں سفر ہوا تھا اور بغیر سہارے کے حضرت نہ چل سکتے تھے نہ کھڑے ہو سکتے تھے۔ اس وقت خلیص کے مقام پر مغرب کی نماز کے لئے ٹھہرے تو حضرت نے باوجود اس معذوری کے کھڑے ہو کر اذان کہی۔ (روایت ڈاکٹر اسماعیل صاحب)

## ۴۸۔ بلاکسی کوشش کے مل گیا

ایک دفعہ احقر مدینہ طیبہ میں بیمار تھا اور احقر کا مکان کچھ راستوں میں سے ہو کر ایک بے آباد باغ کے اندر تھا۔ حضرت اپنے خادم خاص الحاج ابوالحسن صدیقی کے ساتھ اس جگہ تشریف لے آئے اور پڑھ کہ بندہ پر دم کیا۔ جس سے مجھے افاقہ ہو گیا اور مجھے تکلیف کی جگہ پر دیکھ کر کوئی سہولت کی جگہ ملنے کی دعاء بھی فرمائی، جس کے بعد مجھے بلاکسی کوشش کے حرم شریف کے قریب راحت کا مکان بھی مل گیا۔ (صوفی اقبال صاحبؒ)

## ۴۹۔ بڑے اَجر کی امید ہے

مدرسہ مظاہر علوم کے طلبہ اکثر تو دارالاقامہ میں رہتے تھے لیکن بعض امامت کیوجہ سے شہر کے مختلف محلوں کی مساجد میں بھی رہتے تھے۔ حضرت اقدس کو جب بھی کسی غریب الوطن طالب علم کی وفات کی اطلاع ملتی تو فوراً وہاں پہنچ کر اس کو غسل دیتے، چاہیے رات کا وقت ہو اور جگہ بھی دور ہو اور بعض وقت فوت ہونے والا چیچک وغیرہ ایسے مرض کا شکار ہوتا، جس سے گِھن اور تعفن بھی ہوتا اور ظاہری نجاست سے آلودگی بھی ہوتی مگر حضرت بایں نفاست طبع اپنے دست مبارک سے اس کو غسل دیتے۔ حضرت مولانا حافظ عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت بڑھاپے کے آثار اور امراض کیوجہ سے کئی قسم کی معذوریاں بھی ہو گئی تھیں لیکن حضرت غسل کے لئے اس حالت میں بھی تشریف لے گئے احقر بھی خادمانہ ہمراہ تھا...... حضرت نے ایک مرتبہ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر فرمایا کہ میں نے تقریباً دوسو مردوں کو غسل دیا ہوگا اور مجھے اللہ کی ذات سے اس پر بڑے اجر کی اُمید ہے۔ (روایت صوفی صاحب)

## ۵۰۔ ایک بستر جو چالیس سال بچھا رہا

حضرت اقدس کا ایک بستر چمڑے کا تھا جس میں پُرال بھری ہوئی تھی، گدے کی طرح یہ حضرت کے ذاتی کتب خانہ جو حضرت کے تصنیف کا کمرہ اور خلوت خانہ بھی تھا۔ چاروں طرف کتب سے بھرا ہوا تھا۔ صرف بیٹھنے کی جگہ پر یہ بستر تھا جو جب بچھایا گیا تو پھر چالیس برس تک صفائی کے لئے بھی نہیں اٹھایا گیا اور ایک بستر کچے گھر میں موٹے کھیس کا تھا جس میں ایک چمڑے کا تکیہ بھی تھا جس میں چھال بھری ہوئی تھی، یہی بستر لپیٹ کر بطور تکیہ چارپائی کی پائنتی رکھدیا جاتا اس پر حضرت ٹیک لگا کر خالی چارپائی پر تشریف فرما ہوتے اور ٹیک اکثر بائیں جانب دیکھی گئی ہے۔ (حوالہ بالا)

## ۵۱۔ کچا گھر

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ کی کئی پشتوں سے وجاہت، مرجعیت، خاندانی، ریاست اور ذرائع آمدنی کے علاوہ حضرت کے یہاں مہمانوں کی کثرت اپنے گھر کے افراد اور کنبہ کی وسعت وغیرہ بہت سے امور کا تقاضہ تھا کہ حضرت کا مکان بڑا اور عالیشان ہوتا مگر سنت نبوی کے اس عاشق صادق کا گھر کم سے کم ضرورت اور مجبوری کا تھا، جو پہلے کچھ اینٹوں کی ایک کوٹھری تھی، اس لیے اب تک اس کا نام ہی کچا گھر مشہور ہے۔ حضرت کا یہ مکان اپنی دیواروں کے بغیر ہے۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ تین دیواریں ملحقہ مکانات کی ہیں۔ احقر نے جب پہلی دفعہ یہ مکان دیکھا تو کوٹھری کے اندر ایک دیوار پر پرنالے، کا نشان قائم تھا۔ سوچا کہ یہ پرنالہ اندر کیوں بنایا گیا؟ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ دوسرے مکان کی دیوار ہے اور موجود جگہ پہلے خالی تھی۔ اس طرح باقی دو دیواریں بھی دوسروں کی ہیں۔ ان کے درمیان چھت ڈال کر مکان بنایا گیا ہے...... جس چھوٹے سے مردانہ حجرے میں حضرت کا شب و روز قیام، بیت الخلاء، غسل خانہ، اور مجلس کے لئے اینٹوں کے دو چبوترے جن پر ٹاٹ بچھتا تھا۔ درمیان حضرت کی چارپائی تھی، اسی مکان میں حضرت کے مہمانوں کا کھانا بھی ہوتا

تھا۔ جو جگہ کی تنگی کی وجہ سے کئی قسطوں میں ہوتا تھا۔ حضرت اقدس شروع سے آخر تک سب کے ساتھ شریک دستر خوان رہتے، معمولی درجے کی چھت آخر کب تک چلتی، جب چھت کی کوئی کڑی بوسیدہ ہو کر گرنے کو ہوتی تو حضرت لکڑی کی ٹال سے ایک ''بلّی'' منگوا کر کڑی کے نیچے ٹیک لگوا دیتے، پھر جب کوئی دوسری کڑی گرنے کو ہوتی تو اسی طرح دوسری ٹیک لگوادی جاتی۔ اس طرح کمرے میں کئی بلیاں کھڑی تھیں۔ کمرے کے باہر جہاں سونا اور مجلس ہوتی تھی۔ اس کی ایک دیوار بارش سے سیاہ تو تھی ہی بوسیدہ ہو کر درمیان سے جھکی ہوئی تھی اور کئی سالوں سے گرنے کے لیے تیار تھی حضرت کو جب کوئی خادم اسکی مرمت کے لیے کہتا چپکے سے فرماتے کہ کتنے دن یہاں رہنا ہے۔ یا اس جگہ چلے جائیں گے (یعنی آخرت میں) یا اس جگہ (یعنی حجاز مقدس میں) کہ ہمیشہ سے دونوں جگہ کا شوق، فکر اور ہر وقت یاد رہتی تھی۔ حضرت سے یہ بھی سنا کہ مجھے ہمیشہ یہ خیال یقین کے درجے میں رہا کرتا تھا کہ نہ معلوم مرمت ہونے تک میں زندہ بھی رہوں گا یا نہیں؟ پھر مرمت سے کیا فائدہ؟

سُبحان اللہ موت کا استحضار کس درجہ حضرت پر رہتا تھا۔ صرف خدمت دین کیلئے سہارن پور قیام تھا حتیٰ کہ سہارن پور کو اپنا وطن بنانے کی نیت نہیں کی، مسافرانہ ہی قیام رہا۔ آخر کئی سالوں کے بعد جب کسی نے اس طرف توجہ دلائی کہ اس دیوار کے نیچے

مہمان اور اکابرین حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بھی بیٹھے ہیں تو اس پر اس کی مرمت کروادی۔ ایک دفعہ حضرت اقدس رائپور وغیرہ کے سفر میں تھے۔ تو حضرت کے جاں نثار خادم خاص اور مینجر کتب خانہ اور مہمانوں کے انتظامات کے مہتمم مولوی نصیر الدین مرحوم نے دروازے پر خوبصورت چھجہ بنوالیا۔ جہاں پہلے پانی کی روک کے لیے ٹین پڑا تھا اور مکان کو سفیدی وغیرہ کروادی۔ واپسی پر حضرت کو یہ دیکھ کر بہت غصہ آیا اور خوبصورت چھجے کو اسی وقت تڑوا دیا۔ (روایت صوفی صاحب)

## ۵۲۔ نانا جان کا مکان

ایک دفعہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جب پہلی دفعہ حضرت کے یہاں مہمان ہوئے اور اسی کچی کوٹھری میں مع سامان تشریف لائے وہاں بچھے ہوئے بوریئے پر بیٹھ گئے۔ تو مکان کو اوپر نیچے سے دیکھ کر اپنی ظریفانہ عادت شریفہ کے مطابق مکان کی تعریف شروع کر دی فرمایا ''اس کو دیکھ کر نانا ابا صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کی یاد تازہ ہوگئی اور حضرت شیخ سے فرمایا کہ ''حضرت کیا عرض کروں کتنی مسرت اس مکان کو دیکھ کر ہوئی اسلاف کا دور آنکھوں کے سامنے پھر گیا''۔ (اتباع سنت)

## ۵۳۔ شہد، کلونجی اور کدو

مولانا عبدالرحیم متالا صاحب راوی ہیں کہ حضرت روزانہ صبح کے وقت شہد اور کلونجی نوش فرمایا کرتے تھے اور سرکہ کے استعمال کا معمول بھی بہت رہا، ان سب چیزوں کے استعمال کا احادیث میں ذکر آیا ہے۔ ایک حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو کے مرغوب ہونے اور شوربے میں سے چن کر کھانے کا ذکر بھی ہے۔

چنانچہ احقر مدینہ پاک میں مہمانوں کے لئے جب کھانا اتارتا تو سالن میں سے کدو کے قتلے چن کر ایک طشتری میں حضرت اقدس کیلئے لے جاتا۔ حضرت بہت ہی مسرت کے ساتھ قبول فرما کر نوش فرماتے۔

## ۵۴۔ ہمارا کھانا تو یہی ہے

حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز کچے گھر میں کوئی بھی مہمان نہ تھا اور خود مولانا عبدالحفیظ صاحب تو وہاں طالب علم تھے۔ مگر انکا کھانا حضرت کے ساتھ ہی ہوتا رہا۔ اس دن محض دال اور روٹی دسترخوان پر آئی تو حضرت نے ان کو فرمایا: بھائی! ہمارا کھانا تو یہی ہے اور وہ جو تم روزانہ دسترخوان پر رونق دیکھتے ہو وہ مہمانوں کی مد میں ہوتا ہے۔

## ۵۵۔ الحمدللہ پہلے بھی نہیں ہوئی

احقر نے اپنے آقا و مرشد حضرت اقدس نور اللہ مرقدہٗ کا وہ زمانہ پایا کہ جس میں

فتوحات کا زور بھی رہا اور تجارتی کتب خانہ بھی چل رہا تھا اور مدینہ منورہ کے قیام میں جب تک حساب رکھنے اور تقسیم کی خدمت کے قابل تھا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ والی خدمت اکثر احقر ہی کے سپرد تھی اور یہ حدیثِ پاک بندہ کے سامنے بار بار دہراتے ''انفق یا بلال و لا تخش من ذی العرش اقلا لا'' اسی وجہ سے بندہ کو اس کا علم تھا کہ حضرت پر آج تک باوجود فتوحات کے زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی چنانچہ ایک روز بندہ نے تصریحاً حضرت سے پوچھ لیا کہ حضرت پر کیا پہلے بھی کبھی زکوٰۃ فرض ہوئی ہے؟ تو حضرت نے نہایت ہی مسرت کے ساتھ ارشاد فرمایا: الحمد للہ کہ پہلے بھی کبھی نہیں ہوئی۔

(روایت صوفی صاحب)

## ۵۶۔ ایک لاکھ روپیہ تین دن میں تقسیم

رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ کے پہلے ہفتے میں حضرت کے پاس ایک روز ایک لاکھ کی رقم آئی۔ حضرت نے تین دن میں ساری رقم مساجد و مدارس وغیرہ میں عطیہ فرمادی۔ غالباً مولانا نصیر الدین صاحب مرحوم کو حضرت کی ایک کتاب کی طباعت کے لیے کچھ رقم درکار تھی انھوں نے تیسرے دن آکر رقم کا مطالبہ کیا حضرت نے مسکرا کر فرمایا کہ ابھی تو ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے کہیں سے کچھ آئے گا تب دیں گے۔

سستے زمانے میں ایک دفعہ جبکہ مہمانوں کے اخراجات کے منتظم نے حضرت کو بتایا کہ چالیس ہزار خرچ ہوگئے، جس میں مہمانوں کا خرچ اور عطایا سب شامل ہیں۔ اس قدر خرچ پر حضرت سے کسی نے تعجب کا اظہار کیا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ اگر ذاکرین کے اس مجمع میں سے کسی کے منہ سے ایک دفعہ بھی اخلاص سے اللہ کا پاک نام نکل گیا ہوگا تو میرا سارا خرچ وصول ہوگیا۔ (روایت مولانا یوسف متالا)

## ۵۷۔ یک مشت بیس ہزار روپے

حضرت کے ایک شاگرد رشید جو کہ پاکستان کے ایک مدرسہ میں ملازم ہیں، مدینہ منورہ کے ایک رمضان میں ان کو حضرت نے بیس ہزار کا یکمشت خفیہ طور پر عطیہ دیا۔ وہ

چونکہ احقر کے دوست ہیں وہ رعب کی وجہ سے حضرت کے سامنے تو عذر کر نہیں سکے لیکن میرے پاس گھبرائے ہوئے آئے کہ آج حضرت نے مجھے بہت سے روپے دیدیئے میں کیا کروں وہاں بات کرتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ حضرت کا عطیہ ہے اس میں ڈر کی کیا بات ہے، انہوں نے کہا صوفی جی بہت ہی زیادہ ہیں، میں نے پوچھا کتنے ہیں؟ انھوں نے کہا بیس ہزار، میں نے جواب دیا کہ یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے اور مجھے بھی پتہ ہے کہ یہ اس شخص نے دیئے ہیں جو ایک پیسہ بھی بلاضرورت اور بلاکسی خاص نیت کے خرچ کرنے والا نہیں۔ ان کے دل میں جو بھی آتا ہے ان شاء اللہ، اللہ ہی کی طرف سے آتا ہے۔ لہٰذا اطمینان رکھو، پھر انھوں نے بتایا کہ مجھ سے مدرسہ کی ایک بڑی امانت ضائع ہوگئی ہے۔ جس کا میرے علاوہ کسی کو علم نہیں تھا، میں نے کہا بس خود ہی سمجھ لو بھائی۔ (روایت صوفی صاحب)

## ۵۸۔ پانچ ہزار ریال اور ادائیگی قرض

ایک مرتبہ حضرت اقدس کے پاس رقم آئی تو حرم شریف میں بیٹھے ہوئے جب کہ تنہا بندہ ہی قریب بیٹھا ہوا تھا۔ پانچ ہزار ریال (پندرہ ہزار پاکستانی روپے) بندہ کو عنایت فرمادیئے، اس وقت بندہ بعض اسفار میں اخراجات کی وجہ سے کچھ مقروض تھا مگر اللہ کے فضل سے اس قرض کا کسی کو علم نہیں تھا حتیٰ کہ قرض دینے والے کو بھی علم نہیں تھا۔ کیوں کہ اس زمانہ میں میرے پاس بہت سے حضرات کی امانتیں رہتی تھیں۔ جن میں سے خرچ کرنے کی مجھے اجازت امانت رکھنے والوں کی طرف سے ہوتی تھی۔

(صوفی صاحب)

## ۵۹۔ سامنے جانے کی مجھ میں ہمت نہیں

۱۳۴۴ھ میں شیخ کا قیام یہاں مدینہ منورہ سال بھر رہا مگر آپ فرماتے ہیں: مجھے سال بھر میں وہاں مواجہ شریفہ کھڑے رہنے کی جرأت نہیں ہوئی اور اس کے بعد جب برابر حاضری ہونا شروع ہوئی۔ تو دیکھا گیا کہ صرف پہلی بار ۱۳۸۳ھ میں شیخ نے مواجہہ

شریف پر حاضری دی، اس کے بعد اقدام عالیہ کی طرف دیوار کے ساتھ جہاں عام طور پر فقراء بیٹھتے ہیں، وہیں سے کئی کئی گھنٹے صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہتے۔ عشاء کے بعد واپسی پر ریاض الجنتہ میں دو نفل پڑھتے، کسی نے خیال کیا شاید حضرت شیخ ہجوم کی وجہ سے مواجہہ شریف پر نہیں جاتے، اس کے بعد عرض کیا گیا، ''اب وہاں ہجوم نہیں حاضری دے لیں۔ فرمایا کل حاضری دیدی تھی، اگلے روز دوبارہ عرض کیا گیا۔ تو بدید ہو کر فرمایا ''بھائی سامنے جانے کی مجھ میں ہمت نہیں، کس منہ سے جاؤں پہلی دفعہ تو مولوی سید اسعد کے ساتھ حاضر ہو گیا تھا''۔ (مقبول احمد جہانگیر صاحب پاکستان)

## ۶۰۔ پہلے اچھا لگتا تھا یا اب؟

حضرت شیخ قدس سرہٗ کو اچھے کپڑوں سے نفرت تھی، بالخصوص استری سے بہت نفرت تھی۔ ایک مرتبہ ایک خادم نے حضرت کے کپڑوں کو دھو کر استری کر دی جب حضرت کے پاس لائے تو حضرت بہت خفا ہوئے اور اس وقت ان کپڑوں کو ایسا دبوچا کہ استری کا سارا اثر ختم ہو گیا اور فرمایا کہ دیکھ پہلے اچھا لگتا تھا یا اب اچھا لگتا ہے۔ فرماتے تھے استری کرتے رہنے سے کپڑا جلدی پھٹ جاتا ہے۔ (ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب)

## ۶۱۔ وخرّ موسیٰ صعقا

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ چونکہ حضرت شیخ قدس سرہٗ کو اپنے باپ اور شیخ کی جگہ سمجھتے تھے۔ اس لیے خود بھی بار بار سہارن پور تشریف لیجاتے اور کوئی کام ذاتی ہو یا تبلیغی، حضرت شیخ کے مشورہ کے بغیر نہیں کرتے تھے، ان کا تقاضا شدت سے حضرت شیخ کو نظام الدین بلانے کا رہتا تھا۔ خاص طور سے رمضان المبارک نظام الدین میں گزارنے کا، حضرت شیخ قدس سرہ بھی اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ ۲۹ شعبان ۱۳۶۴ھ کو حضرت نے نظام الدین میں اعتکاف کی نیت فرمالی، مغرب کی نماز کی پہلی رکعت میں کھڑے کھڑے غش کھا کر گر گئے اور بے ہوش ہو گئے، ۱۸ رمضان تک صاحب فراش رہے، روزہ تراویح کچھ نہ ہو سکا، وہ مرض نہ تو

ڈاکٹروں کی سمجھ میں آیا، نہ ہی حکیموں کی سمجھ میں آیا اور کیسے آتا، وہ کوئی ظاہری مرض تو تھا ہی نہیں، حضرت بھی کسی کو بتلاتے نہیں تھے، عرصہ دراز کے بعد ایک بہت مقرب لاڈلے خادم نے پوچھا کہ حضرت کیا وہ ''وخر موسیٰ صعقا'' والی بات تھی۔ تو حضرت نے اثبات میں سر ہلا کر ''ہوں'' فرمایا۔ (ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب)

## ۶۲۔ کوئی توجیہ بجز کرامت نہیں کی جاسکتی

حضرت ۲۵ اگست ۸۱ء، ۲۴ شوال ۱۴۰۱ھ کو انگلینڈ پہنچے تو حسب سابق دارالعلوم بری میں قیام ہوا۔ ابتدا صحت اچھی رہی اور وہاں کے معمولات میں شرکت فرماتے رہے مگر تین ذی قعدہ تین ستمبر کو حضرت کو بخار ہوا، جس کا سلسلہ کئی روز تک چلتا رہا۔ بالآخر ڈاکٹروں اور اہل تعلق کے اصرار سے حضرت کو بری کے ہسپتال میں دس نومبر کو داخل ہونا پڑا، ہسپتال میں طبی معائنے ایکسرے وغیرہ ہوتے رہے خون کی کمی بہت محسوس کی گئی، تین تھیلیاں خون کی چڑھائی گئیں، ۱۴ ستمبر کو حضرت ہسپتال سے دارالعلوم تشریف لائے۔

۱۶ ستمبر کو حضرت مع رفقاء برائے جدہ روانہ ہوئے بری کے ہسپتال میں جو ایکسرے ہوئے ان میں شانے کی ہڈی میں ایک داغ نظر آیا، جس کے بارے میں وہاں کے ڈاکٹروں کو شبہ ہوا کہ یہ کینسر کی سیکنڈی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جسم میں کسی جگہ کینسر ہے، جو پھیل کر اس ہڈی میں پہنچا ہے۔ اس کیلئے مزید جانچ کی ضرورت تھی۔ وہاں کے ڈاکٹروں نے یہ مشورہ دیا کہ مزید جانچ ضرور کروائی جائے، اس وقت سے حلق میں کھانا اتارنا دشوار ہو گیا تھا اور آواز بھی نہیں نکلتی تھی۔ بات سننے کیلئے کان، منہ کے قریب کرنا پڑتا تھا، اسی حال میں حضرت نے حج فرمایا: ۱۵ محرم ۱۴۰۲ء ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء کو حسب تجویز سابق دہلی تشریف لے گئے، دہلی پہنچ کر مرض کا اشتداد اور ضعف کا شدید غلبہ ہوا۔ صحت بہت نازک مرحلے پر پہنچ گئی۔ اہل تعلق اور اہل الرائے کے مشورہ سے دہلی کے ہولی فیملی ہسپتال میں داخلہ ہوا۔ وہاں طبی معائنہ ایکسرے وغیرہ کے بعد ماہر ڈاکٹروں کی متفقہ تشخیص ہوئی کہ کھانے کی نالی (مری) کے درمیانی حصہ میں کینسر ہے، بندہ اس وقت

مدینہ پاک میں تھا، جب اس کی اطلاع ملی تو بے چین ہو گیا۔ بدھ کے روز اطلاع ملی جمعرات کی صبح کو بذریعہ طیارہ جدہ گیا۔ پاسپورٹ پاکستانی تھا، اس لیے دو سفارت خانوں سے (یعنی ہندی پاکی) سے اجازت ضروری تھی۔ وہاں جمعرات، جمعہ دو دن چھٹی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ڈاکٹر سید اشرف الدین صاحب کو کہ ان کی مساعی جمیلہ سے پاک ہندی سفارت خانہ کا متعلقہ عملہ باوجود چھٹی کے اپنے اپنے گھر سے دفتر میں آئے۔ اور بندے کا انڈوسمنٹ اور ویزا کا کام کیا۔ ظہر تک دونوں کام سے فراغ پر طیارے سے سیٹ بک کروائی، جمعہ کی شام کو دہلی پہونچ کر سیدھا ہسپتال گیا، حضرت کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضرت سے بات نہیں کی جاتی سکتی تھی، آواز نہیں نکلتی تھی۔ کان کو منہ کے قریب کرنے سے کچھ سمجھ میں آتی تھی۔ وہاں کئی ماہر ڈاکٹر جمع تھے۔ ان سے بندہ نے بات کی۔ سب ہی نے متفقہ طور پر یہ کہا کہ کینسر کی تشخیص میں ہمیں ذرا بھی شبہ نہیں۔ یہ مرض خطرناک اور لاعلاج ہے۔ اور اب حضرت ایک ماہ ورنہ زیادہ سے زیادہ دو ماہ زندہ رہ سکتے ہیں۔

اس لیے سب ڈاکٹروں کا اہل تعلق اور اہل الرائے کو مشورہ اور اصرار تھا، کہ حضرت بجائے سہارن پور کے مدینہ پاک تشریف لیجائیں، خاص طور سے حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب مدظلہٗ اور حضرت مولانا اسعد مدنی و حضرت مولانا علی میاں صاحب وغیرہ کا بہت زیادہ اصرار تھا۔ بندہ نے بھی حضرت سے عرض کیا کہ میں حضرت کو لینے آیا ہوں۔۔۔ حضرت کا سفر مدینہ پاک سے جہاں کہیں کا بھی ہوتا وہ روضۂ اقدس سے اشارہ بلکہ حکم سے ہوتا تھا۔ اور جتنے دن قیام کرنا ہوتا تھا۔ وہ بھی مدینہ پاک سے پہلے طے ہو جاتا تھا۔ اس مرتبہ بھی حضرت دو ماہ ہندوستان میں قیام کے ارادہ سے تشریف لے گئے تھے۔ چنانچہ حضرت کی منشا دو ماہ سے کم قیام کی نہیں تھی۔ اور سہارن پور جانے ہی پر اصرار فرماتے رہے اور فرماتے کہ میں تو دو ماہ کے ارادہ سے یہاں آیا ہوں۔

لہٰذا ایک گاڑی میں حضرت کے ساتھ الحاج ابوالحسن اور بندہ دوسری گاڑی میں

چار ماہر ڈاکٹر مع اپنے سازوسامان کے اس کے علاوہ اور کئی گاڑیوں میں دیگر حضرات سہارن پور کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت کو امتلائی کیفیت محسوس ہوئی تو گاڑی روک کر علاج کر دیا گیا۔ سہارن پور بخیر وعافیت پہونچا کر بندہ براہ کراچی مدینہ پاک واپس آ گیا۔ حضرت قدس سرہٗ نور اللہ مرقدہٗ دو ماہ پورے قیام فرما کر مدینہ پاک تشریف لائے۔ حجاز مقدس میں دوبارہ طبی معائنے ایکسرے وغیرہ ہوئے سارے ڈاکٹر حکیم وغیرہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جو کینسر برطانیہ اور ہندوستان کے بڑے بڑے ماہر ڈاکٹروں نے متفقہ طور پر تشخیص کیا تھا اس کا جسم میں وجود ہی نہیں تھا۔ بندہ نے چونکہ ہندوستان کے اور برطانیہ کے ایکسرے خود دیکھے تھے اور حجاز مقدس کے ایکسرے بھی دیکھے تھے اور اس لیے سخت حیرانی تھی۔ طبی لحاظ سے اس کی کوئی توجیہ بجز حضرت کی کرامت کے سمجھ میں نہیں آئی ۔ (ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب)

## ۶۳۔ کچا گھر اور پرانا ٹاٹ

کچے گھر میں ایک بہت پرانا ٹاٹ بچھا رہتا تھا، جو بہت میلا ہو گیا تھا۔ مدینہ پاک سے ایک صاحب وہاں گئے، انھوں نے اس میلے کچیلے ٹاٹ کو دیکھا۔ جس پر جنٹل مین قسم کے آدمی سے بیٹھنا بھی مشکل ہوتا تھا تو انھوں نے وہاں کے حاضر باش ایک غیر ملکی خادم کو چپکے سے کہا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ٹاٹ کے علاوہ کوئی اور چیز قالین وغیرہ تو بچھانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ مگر یہ ٹاٹ چونکہ کافی پرانا اور میلا ہو گیا ہے، میں اس کی بجائے نیا ٹاٹ لے آتا ہوں۔ اس کو ایسے وقت میں یہاں بچھا دو کہ حضرت تشریف فرما نہ ہو۔ اس خادم نے منظور کر لیا اور دوسرا نیا ٹاٹ، پرانے کو ہٹا کر بچھا دیا گیا۔ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ جب تشریف لائے اور دیکھا تو جلال آ گیا۔ دریافت فرمایا کہ کس نے یہ حرکت کی۔ معلوم ہونے پر ان مدنی صاحب کو تو کیا کچھ فرماتے کہ وہ تو مہمان تھے مگر اس خادم کو خوب ڈانٹا اور باہر نکال دیا اور اس نئے ٹاٹ کو ہٹا کر پھر وہی پرانا ٹاٹ بچھایا گیا اس خادم نے بعد میں بہت رو دھو کر معافی مانگی تو بہت مشکل سے معافی ہوئی۔

(روایت ڈاکٹر اسماعیل صاحب)

## ۶۴۔ پوری عمر میں ایک مرتبہ

ایک بار درس بخاری میں فرمایا:۔

پوری عمر میں ایک مرتبہ بازار سے چار پیسے کے پان خریدے ہیں۔ وہ بھی حضرت سہارن پوری نوراللہ مرقدہ کی اہلیہ محترمہ کیلئے۔ ورنہ زندگی بھر کوئی چیز بھی نہیں خریدی۔

(مولانا عبدالرحیم متالا صاحب)

## ۶۵۔ ہمت مرداں

۱۹۴۷ء کے فسادات میں چونکہ ہمیشہ مسجد بنگلہ پر حملہ کا خطرہ رہتا تھا، اس لیے لوگ حجروں میں چھپ کر سوتے تھے، لیکن حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ باہر کھلے صحن میں اس طرح سوتے تھے کہ گویا کسی خطرہ کا اندیشہ نہیں۔ نیز ان دنوں لوگوں کے پاس جو رقمیں ہوتی تھیں انھیں اپنے پاس رکھتے ہوئے ڈرتے تھے، اس لیے حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ اپنے کرتے کی جیب میں رکھ لیا کرتے، اور رات کو سوتے وقت وہ کرتہ ایک کیل پر ٹانگ کر کھلے صحن میں آرام فرماتے۔ (ڈاکٹر اسماعیل صاحب میمنی)

## ۶۶۔ زبردست پہاڑ کا دامن

۶۵ء میں ہندو پاک جنگ کے دوران حالات ہر جگہ تشویشناک تھے، بالخصوص ان شہروں میں جو بارڈر کے قریب تھے، سہارن پور اپنے محل وقوع کے اعتبار سے چونکہ پنجاب کا دہانہ ہے، اس لیے یہاں کے مسلمانوں کو بڑی تشویش تھی۔

حضرت نوراللہ مرقدہ نے مدرسہ قدیم کی مسجد میں، جس میں حضرت نوراللہ مرقدہ نماز پنج گانہ ادا فرماتے تھے، بعد عشاء ختم یٰسین شروع کرا دیا اور دار الطلبہ کی مسجد میں ختم آیت کریمہ ہونے لگا۔ بلیک آؤٹ کا یہ عالم تھا کہ مغرب کے بعد دیا سلائی جلانا بھی مشکل تھا۔ حضرت نوراللہ مرقدہ کے مکان کے متصل ہی پیچھے ہندوؤں کی بڑی آبادی تھی اور عام طور سے وہی جن سنگھیوں (ہندوؤں کے ایک گروہ کا نام ہے) کا اڈہ تھا، مغرب کے بعد ان کے

جتھے گشت کرنے اور رات بھر یہ سلسلہ جاری رہتا، ختم یٰسین کے بعد حضرت نوراللہ مرقدہ کی دعا سری ہوتی اور لوگ سو جاتے۔ خوف وتشویش کے ان حالات میں بھی حضرت پر ذرہ برابر گھبراہٹ اور پریشانی کے آثار ظاہر نہ ہوتے۔ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ تو خیر کیا پریشانی ہوتی، حضرت کی برکت سے ہم خدام کو بھی نہایت سکون واطمینان کی کیفیت حاصل رہی، ایسا محسوس ہوتا تھا، گویا ہم کسی زبردست پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہیں، دوسرے لوگ ان دنوں بازاروں میں بےفکری سے گھومنے سے بھی ڈرتے تھے، لیکن ہم لوگ بلا خوف وخطر آتے جاتے تھے۔ (مولانا عبدالرحیم متالا)

## ۶۷۔ ان شاءاللہ کچھ نہیں ہوگا

علی گڑھ میں ہندو مسلم فسادات کی وجہ سے حالات ایک عرصے سے گڑبڑ چل رہے تھے۔ معاملہ یہاں تک پہونچا کہ ایک جمعہ کو ہندوؤں کی طرف سے جلوس نکالنے کا فیصلہ کیا گیا اور اسکے قرب وجوار سے ہزاروں لاکھوں افراد کو اکٹھا کیا گیا۔ مسلمان خصوصاً سربرآوردہ حضرات بہت ہی پریشان تھے، وہ شہر کو فسادات کی آگ سے بچانے کیلئے ہر ممکن کوشش کررہے تھے، وزیراعظم اور صدر جمہوریہ کو بذریعہ تار اطلاع کی گئی اور نظم ونسق بحال رکھنے کی درخواست کی گئی۔ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ جو بسلسلہ آپریشن چشم وہاں تشریف فرما تھے، برابر حالات دریافت فرماتے رہتے اور فکرمند رہتے بالآخر جمعہ کا دن آگیا۔ جمعہ کی صبح کو نماز کے بعد حضرت نوراللہ مرقدہ نے حاجی نصیرالدین صاحب مرحوم اور حاجی عظیم اللہ صاحب (جو حضرت نوراللہ مرقدہ کے علی گڑھ کے میزبان اور حضرت نوراللہ مرقدہ سے بہت محبت وتعلق رکھنے والے تھے) کو آواز دی۔ اجی! حاجی جی کیا خیر وخبر ہے، ان دونوں حضرات نے حالات عرض کئے اور قیام امن کیلئے جو کوشش ہورہی تھیں، ان سے آگاہ کیا۔ ساتھ ہی یاس آمیز لہجہ میں عرض کیا کہ حضرت! حالات خطرناک ہیں۔ حضرت نوراللہ مرقدہ نے ذرا سی دیر مراقبہ کے بعد فرمایا ان شآءاللہ! کچھ نہیں ہوگا ان حضرات کو جمعہ کے بارے میں تشویش تھی؟ کہ جمعہ کہاں ہوگا حضرت رحمہ اللہ نے ساتھ ہی فرمایا جمعہ

جامع مسجد ہی میں پڑھیں گے گھبرانے کی کوئی بات نہیں دعاء کرتے رہو اور درود شریف پڑھتے رہو، حضرت نوراللہ مرقدہٗ نے بڑے ہی جوش کے ساتھ یہ جملے فرمائے۔

الحمد للہ یہی ہوا۔ جو لوگ حسب منصوبہ اسکولوں کالجوں کے سامنے دھرنا دیئے بیٹھے تھے، فوج اور پولیس آئی، اور ان لوگوں کو وارننگ دی کہ یا کلاسوں میں بیٹھو یا دھرنا چھوڑ دو۔ وارننگ کے بعد بھی لوگ بضدر رہے، انھیں ٹرکوں میں بٹھا کر جیل لے گئے اور وہاں دھرنا دلا دیا۔ جب فوج اور پولیس کی سختی کی شہرت ہوئی تو تمام منصوبے اور پروگرام جو کئی دن سے بن رہے تھے سب دھرے کے دھرے رہ گئے۔ امن وامان قائم ہو گیا اور الحمد للہ ہم لوگوں نے جمعہ کی نماز جامع مسجد میں پڑھی۔ اس سے پہلے اس قسم کے موقعوں پر پولیس ہندوؤں کا ساتھ دیتی تھی اور نہتے مسلمان ہی ان کی گولیوں کا نشانہ بنتے تھے، اس مرتبہ حضرت نوراللہ مرقدہٗ کے اعتماد علی اللہ کی برکت سے بالکل دوسرا نقشہ سامنے آ گیا، سچ ہے: من کان للہ کان اللہ لہٗ۔ (مولانا عبدالرحیم متالا)

## ۶۸۔ رمضان کا خرچ ایک لاکھ سے اوپر

ماہ مبارک میں جبکہ آخر میں مہمانوں کی تعداد ہزاروں تک پہونچ چکی تھی۔ روزانہ کا کئی کئی ہزار کا خرچ تھا۔ رجسٹر میں آمد وخرچ کا اندراج بھی اکثر احقر سے کراتے تھے۔ بڑا خرچ ہوتا تھا، تہجد سے فارغ پر اذان فجر سے کچھ پہلے جبکہ مولانا نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہمانوں سے فارغ ہو کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے معتکف میں آتے، اس وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ ٹیک لگا کر تشریف فرما ہوتے۔ حضرت دریافت فرماتے نصیر نمٹ گیا؟ مولانا جواب دیتے جی الحمد للہ۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کبھی دریافت فرماتے کھانا کم تو نہیں رہا یا کبھی دریافت فرماتے کھانے میں کیا کیا تھا؟ اس کے بعد ارشاد فرماتے "نصیر! خوب کھلا، میرے مہمانوں کو کوئی تکلیف نہ ہو، پیسوں کا فکر نہ کر جتنے چاہے مجھ سے لے لیکن خوب کھلا" اور فرماتے!

"انفق یا بلال و لا تخش من ذی العرش اقلالا"۔ آخری رمضان المبارک میں تو خرچ ایک لاکھ سے اوپر ہو گیا تھا، جو بظاہر اس فقیر بوریہ نشین لیکن حقیقت

میں بادشاہ عالی مقام کے لئے باعثِ مسرت وخوشی تھا۔اور چاہے جتنا ہو جائے اور بڑھ جاوے اس کیلئے اپنے رب کریم اور رزاقِ دو جہاں پر پورا بھروسہ اور یقین کامل تھا کہ خزائن السموات والارض سے ضرور آئے گا اور کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوگی، حضرت اقدس رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ نے صحیح ارشاد فرمایا تھا کہ ''حقیقت توکل تو حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کو حاصل ہے''۔(تحریر مولانا عبدالرحیم متالا)

## ۶۹۔سات لاکھ روپے کا خرچ

حضرت شیخ قدس سرہ کی تمنا عرصہ دراز سے بذل المجہود کو ٹائپ پر طبع کرانے کی تھی کہ عرب حضرات لیتھو کی طباعت سے استفادہ نہیں کر سکتے تھے۔اسکے لیے مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی نے مصر میں طباعت کا انتظام فرمایا: تو حضرت بے حد خوش ہوئے۔ مگر اس پر سات لاکھ روپے کا خرچ ہونا تھا۔اس لیے حضرت کو وقتی طور پر تھوڑا سا فکر ہوا کہ اتنی بڑی رقم درکار ہے،تو حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ حضرت رائے پوری رحمہ اللہ نے بہت سے لفافے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کو دیئے۔جن میں مختلف رقمیں تھیں۔اس خواب کے بعد حضرت نور اللہ مرقدہٗ کو اطمینان ہو گیا کہ غیب سے انتظام ہوگا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بذل بھی ٹائپ پر طبع ہو گئی،اور اس کے بعد اوجز اور لامع بھی ٹائپ پر طبع ہو گئیں۔(ڈاکٹر اسماعیل صاحب)

## ۷۰۔ گجراتی احباب کی دلداری

حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے ایک دفعہ اپنے گجراتی خدام سے پوچھا کہ تم گجراتیوں کے ہاں کھانے میں کونسی چیز زیادہ پسند ہے؟ تو کسی خادم نے کہہ دیا کہ کڑی، کھچڑی حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے اسی دن گجراتی کڑی کھچڑی پکوائی اور اس کے بعد سے معمول بن گیا کہ جب کوئی خصوصی گجراتی مہمان آتا یا گجراتی مہمانوں کی کثرت ہوتی،تو ان کے لیے خصوصیت سے گجراتی کھچڑی پکوائی جاتی۔یہاں تک رمضان المبارک میں جب گجراتیوں کی کثرت ہو گئی تو حضرت نور اللہ مرقدہٗ کے ہاں معمول بن گیا کہ افطار کے بعد کھانے میں سارے ہی

مہمانوں کے لیے کئی دیگ کھچڑی کی اور سحری میں دوسرے مہمانوں کی رعایت سے پلاؤ کی دیگیں پکتی تھیں۔ (مولانا محمد یوسف لدھیانوی)

## ۷۱۔ مولانا حبیب اللہ اور مولانا محمد عیسیٰ پالن پوری

مولانا حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پالن پوری شیخ الحدیث و مہتمم مدرسہ چھاپی چند روز قیام کے لیے حضرت نور اللہ مرقدہ کے ہاں حاضر ہوئے۔ وہ فلش بیت الخلاء کے عادی تھے سہارن پور کے دیسی بیت الخلاء ان کے لیے بالکل نئے تھے، ان کے لئے ضرورت سے فراغ اور استنجاء ایک مسئلہ بن گیا، جب حضرت کو ان کی تکلیف کا علم ہوا تو حضرت نے ان کے لیے مولانا نصیر الدین کی ٹال میں ایک مستقل بیت الخلاء بنوایا۔ گجرات کے مشہور مبلغ مولانا محمد عیسیٰ پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اصلاحِ باطن کی خاطر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں غالباً چالیس روز کا اعتکاف کیا۔ سحر و افطار میں بلکہ عشاء کے بعد بھی بہت اہتمام سے حضرت کے گھر سے کھانا آتا تھا۔ حضرت بڑے اہتمام سے ان اوقات میں خبر گیری رکھتے کہ کھانا پہنچایا گیا یا نہیں۔ اس کے باوجود بارہا ان کے معتکف کے قریب جا کر ان سے بھی دریافت فرماتے کہ کھانا، چائے وغیرہ آپ کے مزاج کے مطابق آرہا ہے یا نہیں؟ (مولانا محمد یوسف لدھیانوی)

## ۷۲۔ خدا کو کیا جواب دونگا

حضرت نور اللہ مرقدہ کے یہاں مہمانوں کا ایک بڑا مجمع شب و روز رہتا تھا۔ خصوصاً ماہ مبارک میں ان کی تعداد بلا مبالغہ ہزاروں تک پہنچ جاتی تھی، اتنے بڑے ہجوم میں کسی نو وارد کا خدام کی نظر سے چوک جانا کچھ بھی مستبعد نہیں تھا۔ لیکن حضرت نور اللہ مرقدہ کو اگر معلوم ہو جاتا کہ کوئی نو وارد آپ کے دستر خوان سے محروم رہا ہے تو آپ پر شدید تاثر ہوتا، چنانچہ اسی طرح کی شکایت کا حضرت نور اللہ مرقدہ کو علم ہوا تو سنتے ہی آپ پر رقت طاری ہوگئی۔ سارا دن روتے رہے اور بار بار فرماتے کہ ''کل قیامت کے دن اگر یہ پوچھ لیا جائے، کہ تمہارے یہاں مہمان رات کو بھوکا سویا تو خدا کو اس کا کیا جواب دونگا''؟ (روایت ڈاکٹر اسماعیل صاحب)

## ۷۳۔ مہمان سے لاپروائی پر باز پرس

حضرت کا قیام مدینہ منورہ میں تھا۔ ایک صاحب جو ہندی ہونے کے باوجود عربی چوغہ اور عقال پہنے رہا کرتے تھے۔ کھانے کے بعد حضرت نوراللہ مرقدہٗ سے ملے تو حضرت نوراللہ مرقدہٗ نے ان سے دریافت فرمایا کہ آپ نے کھانا کھالیا؟ بولے کسی نے مجھے دیا ہی نہیں۔ حضرت نوراللہ مرقدہٗ نے فوراً خدام کو جو کھانا کھلانے پر متعین تھے۔ طلب فرمایا اور سخت لہجہ میں اس پر باز پرس فرمائی۔ جو صاحب کھانا کھلا رہے تھے، انھوں نے معذرت کی کہ ...... میں تو ان کی وضع قطع سے یہ سمجھا تھا، کہ یہ یہاں کے مقامی ہیں مہمان نہیں اور میں ان کو ذاتی طور پر جانتا نہیں تھا اور جب مہمانوں کو دستر خوان پر بٹھایا رجا رہا تھا۔ یہ خود بیٹھے نہیں۔ یہ معذرت سنکر حضرت نوراللہ مرقدہٗ کا غصہ فرو ہوا اور ان صاحب کو کھانا کھلانے کا حکم فرمایا۔ (روایت مولوی محمد یحییٰ صاحب مدنی)

## ۷۴۔ دوسروں کو کھلایا ہوا باقی رہتا ہے

ایک مرتبہ لکھنؤ سے سپید آم کے کئی ٹوکرے آئے۔ حضرت نوراللہ مرقدہٗ نے فرمایا: عبدالاحد دیکھو ان ٹوکروں میں کیا ہے؟ سبھوں کو کھولا تو آدھا سڑا ہوا اور آدھا اچھا تھا، حضرت نے فرمایا کہ اچھے علیحدہ کرو، اس کے بعد فرمایا کہ کچھ گھر میں دیدو؟ باقی اپنے استاذوں کو پہنچاؤ، اُستاذ شفقت کریں گے، چونکہ میں طالب علم تھا عرض کیا۔ حضرت نوراللہ مرقدہٗ! اچھے آم تو تقسیم کردیئے ہم لوگ کیا کھائیں گے؟ حضرت نوراللہ مرقدہٗ نے شانے کو پکڑ کر فرمایا: پیارے ہرگز ایسا خیال نہ کرنا، اپنا کھایا ہوا گل سڑ جاتا ہے غلیظ ہو جاتا ہے اور دوسروں کو کھلایا ہوا باقی رہتا ہے اور بڑھتا ہے“۔ (روایت مولانا عبدالاحد صاحب)

## ۷۵۔ تمہارے لیے ہی دعا کرتا رہا

مدینہ منورمیں ایک دفعہ مولوی شاہد صاحب کو بخار ہو گیا انھوں نے کمرے ہی میں رہنا تھا، حضرت کے ساتھ نہیں جانا تھا میں نے تھوڑا سا محسوس کیا کہ حضرت نوراللہ مرقدہٗ کو انکا

فکر ہے تو میں نے حضرت اقدس نور اللہ مرقدہٗ سے عرض کیا کہ آج میں آپ کے سات نہیں جاؤں گا۔

مولوی شاہد کے ساتھ نماز پڑھ لوں گا، ہم دونوں جماعت کرالیں گے، حضرت اقدس نور اللہ مرقدہٗ نے منظور فرمالیا، یہ مغرب سے پہلے کی بات ہے۔عشاء کے بعد واپس آئے، تو آتے ہی فرمایا کہ حرم میں دو گھنٹے تمہارے لیے ہی دعا کرتا رہا ہوں، ظاہر ہے کہ اس کو سن کر مجھے کتنی خوشی ہوئی ہوگی اور کتنا نفع بھی ہوا ہوگا۔ (صوفی اقبال صاحب مدنی)

## ۷۶۔ پیارے منے! تمہارا جوڑ کیسے بیٹھے گا

عمر کا سولہواں سال تھا مگر دل میں داعیہ مظاہر علوم یا ندوۃ العلماء میں داخلہ کا شدت سے پیدا ہوتا چلا گیا۔ بالآخر والدہ صاحبہ سے اجازت لیکر مدرسۃ الاصلاح چھوڑ کر لکھنؤ ندوۃ العلماء پہنچ گیا۔ مگر وہاں یہ معلوم ہوا کہ اس وقت داخلہ اور وظیفہ دونوں مشکل ہیں، اس لیے لکھنؤ سے سہارن پور کا رختِ سفر باندھا فجر کی نماز حضرت والا کے ساتھ پڑھی، جاڑے کا مہینہ سہارن پور کی شدید سردی حضرت کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ یہ ناچیز علیگڑہی پاجامہ اور قمیض میں ملبوس اور سر پر اصلاحی ٹوپی رکھے ہوئے تھا۔ حضرت نے سلام مسنون کے جواب کے بعد فرمایا کیسے آنا ہوا؟ جواباً سرگزشت مختصراً کہہ ڈالی فرمایا پیارے منے میرے یہاں روٹی کا تو کوئی مسئلہ نہیں مگر ہمارا تمہارا جوڑ کیسے بیٹھے گا؟

تم اصلاحی ہو، ندوہ پھر بھی کچھ قریب ہے، بہر حال حضرت کے ساتھ مجلس میں حاضر ہوا۔ اصلاحی ہونے کی وجہ سے اس ناچیز کے بارے میں بھی یہ خیال کیا گیا کہ یہ جماعت اسلامی سے متاثر ہے۔ حضرت اقدس تک بات پہنچی۔ اس ناچیز نے عرض کیا کہ حضرت میرے تو کئی اعزاء اس کے سرگرم رکن ہیں اور مولانا ابو اللیث ندوی سے میرا ننھیالی رشتہ ہے۔ بہر حال حضرت کے حکم سے میرا مدرسہ مظاہر علوم میں داخلہ ہو گیا۔ چونکہ محرم کا مہینہ چل رہا تھا اس لیے وظیفہ نہیں ہو سکا۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہٗ نے اس ناچیز کو اپنے پاس سے نوے روپے عنایت فرمائے اور یہ فرمایا کہ چھ ماہ کی فیس خوراک

پندرہ روپے کے حساب سے مدرسہ میں داخل کر دو۔ رہنے کے لیے دارالطلبہ قدیم میں جگہ بھی مل گئی اس لیے دوپہر کا کھانا میرے ساتھ جناب عبدالاحد صاحب بہاری (خلیفہ حضرت شیخ) مطبخ سے اپنا اور میرا دونوں کا حضرت کے دسترخوان پر لاتے تھے اور ہم دونوں ہی حضرت کے دسترخوان پر کھانے میں شریک رہتے تھے۔ میرے داخلہ کی اطلاع جب میرے اعزاء کو ہوئی تو انہیں بہت گراں گزرا، اور والدہ صاحبہ سے کہا گیا کہ وہ بہت نامناسب مدرسہ میں چلا گیا ہے، وہ بہت پریشان ہوئیں اس ناچیز نے اطمینان کے لئے متعدد خطوط لکھے مگر مجبوراً دوسرے سال پھر مجھے ندوہ کا رخ کرنا پڑا حضرت علی میاں صاحب سے سہارن پور میں متعدد بے ملاقاتیں ہو چکی تھیں اس لیے حضرت سے اجازت لیکر لکھنؤ آ گیا ندوہ میں تکمیل تعلیم کی۔ (مولانا تقی الدین صاحب ندوی)

## ۷۷۔ دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے

۱۹۵۹ء میں ایک سالہ قیام کے لیے حضرت کی خدمت میں سہارن پور حاضر ہوا حضرت کی شفقتوں و عنایتوں کے سائے میں اس ناچیز اور رفیقِ سفر مولانا محمد احسان الحق لاہوری نے بڑی محنت و پورے انہماک کے ساتھ درس بخاری کی تقریر قلمبند کی، اور اس کے علاوہ اکابر کی تحقیقات اور حضرت کے نوٹس وغیرہ نقل کر ڈالے۔

سال کی تکمیل پر جب واپسی کا وقت آیا تو خیال ہوا کہ حضرت کوئی لمبی چوڑی نصیحت فرمائیں گے۔ مگر مختصراً یہ کلمات فرمائے ''میرے پیارے جو کام کرنا آخرت کو سامنے رکھے کر کرنا، اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے'' واپسی پر ندوہ میں حدیث کی متوسط اور اخیر میں اعلیٰ کتابوں کا اُستاذ ہو گیا مگر وہاں کچھ حالات ایسے پیدا ہوئے کہ میر ی ملازمت اچانک ختم ہو گئی۔ کافی مقروض تھا بہت ہی اضطراب و بے چینی کا عالم طاری تھا۔ کوئی سر پر ہاتھ رکھنے والا نہیں۔ مگر حضرت نے نہایت شفقت و دلداری فرمائی۔ میری پریشانی دیکھ کر حضرت مولانا منور حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ (جو سہارن پور میں مقیم تھے کبھی کبھی حضرت سے دعاء کے لئے عرض کرتے رہتے تھے) نے ایک مرتبہ مجھے

فرمایا ''حضرت کے دامن کو تھامے رکھو دیکھو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے'' جس دن انھوں نے یہ جملہ مجھ سے نقل کیا اس کے دوسرے دن گجرات کے مدرسہ والے آئے اور حضرت سے گفتگو کے بعد مجھے گجرات لے گئے۔ وہاں پر انھوں نے میری بڑی قدر دانی کی اور ایک بڑی تنخواہ رکھی، جو ہندوستان کے مدارس میں اس وقت تک شاید ہی کسی شیخ الحدیث کو دیجاتی ہو۔ بحمد للہ وہاں پر بخاری شریف و ترمذی شریف پڑھاتا رہا۔ تقریباً ساڑھے چار سال وہاں قیام رہا حضرت کی عنایتیں، شفقتیں برابر قائم رہیں۔

(مولانا تقی الدین صاحب ندوی)

## ۷۸۔ حضرت کی دعا وتوجہ کی برکت

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے مجھے دارالعلوم میں حدیث شریف پڑھانے کی پیش کش کی اور حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب نے اس کی پرزور تائید فرمائی۔ مگر اس ناچیز کی ہمت نہ ہوئی بالآخر چند ماہ کے بعد ابوظہبی آنے کا خیال ہوا وہاں کے بڑے قاضی صاحب سے ''بذل'' و ''اوجز'' کی طباعت کے زمانے میں ایک مختصر سا تعارف ہو چکا تھا، سفر کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے غیب سے اس کے انتظامات فرمادیئے اور ابوظہبی دائرۃ القضاء الشرعی میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ ایک جگہ خالی ہے چنانچہ اس کیلئے اس ناچیز کو تجویز کیا گیا اور آسانی سے وہ جگہ مل گئی۔ یہاں کے قیام میں جامعہ ازہر سے اپنی پی ایچ ڈی کی تکمیل کی اور متعدد عربی میں کتابیں تصنیف کیں اور مختلف اسلامی کانفرنسوں میں سرکاری حیثیت سے شریک ہوا مگر طبیعت درس وتدریس کی متلاشی تھی کہ اچانک جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے تدریس حدیث کی ایک جگہ آئی مگر اسی زمانے میں مجھے جامعہ امارات میں حدیث کی تدریس کی جگہ مل گئی اگر چہ محکمۂ شرعیہ میں میری پوسٹ قاضی کی تھی جو کہ بہت اہم تھی مگر یہ جگہ اس سے ہر اعتبار سے بہتر ثابت ہوئی اور میرے مناسب حال ہے۔ سات سال سے یہ سلسلہ یہاں قائم ہے۔ یہ سب حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کی دعا وتوجہ کی برکت سمجھتا ہوں۔

پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ (مولانا تقی الدین صاحب ندوی)

# ۷۹۔ سارا گھر خوشبو سے مہک گیا

حضرت شیخ قدس سرہٗ کی بقیع میں تدفین کے بعد جب ہم لوگ واپس مدرسہ شرعیہ میں قیام گاہ پر پہنچے تو جانشین حضرت نوراللہ مرقدہٗ خلف الرشید حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب مدظلہ، تعزیت گزاروں کے درمیان تشریف فرما تھے اور مولانا طلحہ صاحب کے کپڑے مٹی میں بھرے ہوئے تھے۔ جو قبر میں اُترنے اور تدفین کے دوران آپ کے جسم اور کپڑوں میں لگی ہوئی تھی۔ اس وقت کمرہ ایک عجیب وغریب اپنی نوعیت میں منفرد قسم کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ مگر ساتھ ہی خیال یہ بھی ہو رہا تھا، کہ تعزیت کیلئے آنے والے حضرات میں سے کسی نے کوئی خوشبو لگائی ہوگی۔ مگر اس وقت بڑی حیرت ہوئی جبکہ مولانا طلحہ صاحب کپڑے بدلنے کے ارادے سے نکلے وہ خوشبو بھی ختم ہوگئی۔ حضرت مولانا طلحہ صاحب جب اوپر کی منزل میں والدہ محترمہ اور گھر والوں کے پاس پہونچے تو وہاں بھی یہ خوشبو محسوس کی گئی، بطور خاص کپڑوں میں لگی ہوئی مٹی کو سونگھا گیا تو اس مٹی میں وہ خوشبو بسی ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ جوڑا اسی طرح مٹی آلود تبرکاً محفوظ کرلیا گیا۔ اس کے چند روز بعد احقر اپنے دوست استاذ محمد یعقوب الدھلوی کے مکان پر گیا اور غالباً وہاں یہی تذکرہ آیا۔ یہ سن کر وہ جلدی اٹھے اور اپنے بھائی عبداللہ الدہلوی کی ثوب (عربی کرتہ) لیکر آئے اور کہا کہ اسے سونگھیئے تو میں نے محسوس کیا بعینہ یہی خوشبو حضرت مولانا محمد طلحہ کے کپڑوں میں تھی، تب انھوں نے قصہ سنایا کہ بھائی عبداللہ بھی مولانا طلحہ صاحب کے ساتھ ہی تھے ، وہ تدفین سے فراغت کے بعد جب گھر پہنچے تو سارا گھر خوشبو سے مہک گیا، سب کو تعجب تھا کہ یہ خوشبو کس چیز کی ہے۔ بالآخر تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس ثوب کی مٹی میں یہ خوشبو ہے۔ اس وقت سے ہم نے تبرکاً اسی طرح رکھا ہے اور اب تک بھی اس میں وہی خوشبو ہے۔ (مولانا محمد یوسف متالا)

# ۸۰۔ اضطراری طور پر اترنا پڑا

حضرت نے انگلستان کا پہلی مرتبہ جب سفر فرمایا تو برٹش ائیرویز کا جو جہاز جدہ

سے لندن بلاتوقف چھ گھنٹے میں پہنچاتا تھا اس میں سفر کیا گیا تھا۔ حضرت نے حسب معمول پہلے ہی کھانا پینا ترک کر دیا تھا کہ مبادا جہاز میں استنجاء کی نوبت آئے مگر دو تین گھنٹہ میں ہی حضرت کو استنجاء کا تقاضہ ہوا پوچھا لندن پہنچنے میں کیا دیر ہے؟ عرض کیا گیا تقریباً تین گھنٹے، چلتے جہاز میں استنجاء کیلئے جانے میں حضرت کو سر چکرانے کا ڈر ہوا، ہمیں بھی فکر ہوا اتنے میں کیپٹن نے اچانک اعلان کیا حضرت نے پوچھا یہ کیا کہہ رہا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اعلان ہورہا ہے کہ جہاز کو بلاتوقف سیدھا لندن جانا تھا، مگر ہمیں روم کے مطار سے پیغام ملا ہے کہ ہڑتال کی وجہ سے جو مسافر مطار پر پڑے ہوئے ہیں انھیں لیکر جاؤ چانچہ اضطراری طور پر ہمیں اترنا پڑرہا ہے۔ یہ سنکر حضرت مسکرائے اور مطار پر جہاز کے اتر جانے کے بعد حضرت آرام سے استنجاء سے فارغ ہوئے۔ تب دوبارہ جہاز منزل کی طرف بڑھا۔ (مولانا محمد یوسف متالا)

## ۸۱۔ اللہ نے ہماری نماز کا انتظام فرمادیا

دوسرے سفر انگلستان کے موقع پر جہاز کو سیدھا زامبیا سے لندن جانا تھا اور رات عشاء کے وقت آٹھ بجے چل کر صبح سات بجے لندن اُترنا تھا۔ نظام الاوقات سنکر حضرت نے شروع ہی سے فرمانا شروع کیا تھا کہ جہاز میں اتنے گھنٹے تک مسلسل وضو رکھنا جبکہ رات کا وقت بھی ہے مشکل ہے اور جہاز میں استنجاء، وضو مشکل ہے اللہ کی قدرت کہ رات چار بجے کے قریب حضرت نے پوچھا صبح صادق ہوگئی؟ ہم نے عرض کیا ہونے والی ہے۔ پوچھا ، استنجاء، وضو، کا کیا بنے گا؟ گفتگو جاری تھی کہ اعلان ہوا کہ لندن کا مطار پر جہازوں کی ٹریفک زیادہ ہونے کی بناء پر کچھ دیر ہمیں لندن کی فضاء میں چکر لگانے پڑیں گے۔ جتنا پٹرول ہم نے لیا تھا، صرف سیدھا لندن اُترنے تک کیلئے کافی تھا۔ تھوڑی دیر فضا میں رہنے کیلئے ہمیں مزید پٹرول کی ضرورت ہے، اس لیے پٹرول لینے کیلئے تیونس کے ہوائی اڈاہ پر اتر رہے ہیں۔ حضرت نے پوچھا کیا کہے؟ اسپر اعلان کی تفصیل عرض کی گئی سنکر حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا، الحمد للہ اللہ نے ہماری نماز کا انتظام فرمادیا۔ چنانچہ جہاز اترنے کے

بعد اطمینان سے حضرت کو استنجاء، وضو کرا کے نماز پڑھوا دی اور بقیہ رفقاء نے نیچے اتر کر با جماعت نماز ادا کی۔ (مولانا یوسف متالا)

## ۸۲۔ میں نے حضرت کی سب سے پہلی کرامت دیکھی

مولانا عبدالمنان صاحب میوا تیثم الدھلوی فرماتے تھے کہ میں نے حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائپوری قدس سرہٗ سے بیعت کی درخواست کی تو حضرت نے فرمایا کہ تم حضرت شیخ سے بیعت ہو جاؤ، چنانچہ سہارن پور حاضر ہوا۔ تو حضرت کتب خانہ میں مجھے اوپر لے گئے میں نے بیعت سے پہلے صفائی سے عرض کر دیا کہ مجھ سے ذکر و اذکار تو ہوں گے نہیں۔ حضرت نے بیعت فرمالیا اور اس کے بعد ہزاروں دانوں والی تسبیح کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اسے اٹھاؤ میں اٹھا کر لایا، فرمایا گھڑی دیکھ لو، اس کے بعد فرمایا ہر دانہ پر لا الہ الا اللہ پڑھتے رہو، حضرت خود بھی پڑھتے رہے میں بھی پڑھتا رہا تسبیح ختم کر کے فرمایا: اب گھڑی دیکھو میں نے دیکھا کہ دس منٹ کا وقت بھی خرچ نہ ہوا تھا، یہ میں نے حضرت کی سب سے پہلی کرامت دیکھی۔ (مولانا یوسف متالا)

## ۸۳۔ کشف یا شکایت قوم جنّات

۶۸، ۶۹ء میں راقم الحروف ایک مرتبہ باٹلی گیا۔ کسی مریض پر جن تھا میں نے جنات کے جلانے کے تعویذات لکھ دیئے۔ بحمد اللہ اسے آرام ہو گیا۔ مگر گھر پہونچتے ہی چھ سات دن بعد ہی حضرت کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ جس میں تاکیدی حکم تحریر تھا کہ جناتوں کو نکالنے جلانے کے عملیات سے گریز کریں کہ اس سے نقصان کا اندیشہ ہے۔ اور پھر حضرت نے اپنے تعویذات کی مکرر اجازت مرحمت فرمائی کہ صرف یہی تعویذ لکھا کریں۔ میری اس حرکت کے فوراً بعد حضرت کا گرامی نامہ یا تو حضرت کے کشف کے نتیجے میں آیا یا جنات نے شکایت کی اس لیے کہ حضرت کے درس میں، مجلس میں بکثرت جنات آیا کرتے تھے۔ (مولانا متالا)

## ۸۴۔ پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں

غالباً ۷۷ء میں بنگلہ دیش کی ایک جماعت کولیکر مولانا لطف الرحمٰن صاحب سلہٹی روم وغیرہ ہوتے ہوئے بلجیم پہونچے۔ وہاں امیگریشن والوں نے جماعت والوں کو روک لیا اور ساتھ ہی ویزہ کے بارے میں پریشان و متفکر تھے، مولانا لطف الرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ سب ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ذراسی آنکھ بند کی تو حضرت شیخ قدس سرہٗ کو دیکھا اور حضرت نے فرمایا: پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں آپ لوگ اطمینان رکھیں، چند ہی لمحات ابھی گزرے تھے کہ افسران نے آکر ہمیں ویزہ جاری کر دیا۔ (مولانا متالا)

## ۸۵۔ ہم نے سننے کا ارادہ ملتوی کر دیا

مفتی مقبول احمد صاحب کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ حاضر ہوا اتفاق سے انہی دنوں میں حضرت نے صوفی محمد اقبال صاحب سے دریافت فرمایا کہ کوئی اچھی آواز سے نعت پڑھنے والے ہیں؟ صوفی جی نے میرا نام لیا۔ حضرت نوراللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دینا کہ رات عشاء کے بعد سنیں گے۔ صوفی جی نے مجھے بتایا تو میری حالت خراب ہوگئی میں نے عرض کیا کہ میں حضرت نوراللہ مرقدہٗ کے سامنے نہیں پڑھ سکوں گا۔ صوفی جی نے فرمایا کہ اب تو حضرت عشاء کے بعد سننے کو فرما چکے ہیں۔ مفتی مقبول صاحب فرماتے ہیں کہ میں دعائیں کرنے لگا یا اللہ کسی طرح مجھے حضرت کے سامنے نہ پڑھنا پڑے چنانچہ عشاء کے بعد حسبِ ارشاد میں حاضر خدمت تو ہو گیا، حضرت نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا ہم نے سننے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔

## ۸۶۔ میں تمہیں بھولا نہیں

ایک مرتبہ حاضری کے موقعہ پر حضرت سے سلام مصافحہ تو ہو گیا مگر حضرت نے خصوصیت کے ساتھ مجھے پوچھا نہیں اس پر دل پریشان رہنے لگا، یہاں تک کہ دو تین دن

گزرنے پر روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ حضرت شیخ اگر مجھے بھول گئے اور حضرت شیخ کے ہاں اس طرح تعارف ختم ہو گیا تو میرا کیا ہوگا؟ اس کے بعد معمول کے مطابق عصر کی نماز کے بعد مجلس میں حاضر ہوا اور مجلس کے اختتام پر حاضرین کے ساتھ میں نے بھی مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھایا تو حضرت نے قوت سے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کو کھینچ کر فرمایا میں تمہیں بھولا نہیں ہوں۔ (روایت مفتی مقبول احمد صاحب)

## ۸۷۔ سخاوت کی مقدار ایک لاکھ روپے نقد

جود وسخا کا یہ عالم تھا کہ پچاسوں خاندانوں کے گویا حضرت نور اللہ مرقدہٗ ہی کفیل تھے۔ اس کے علاوہ متعارف علماء اور اہل شہر میں سے کسی کے ہاں شادی غمی کا کوئی موقعہ ہو تو بعضوں کے کل اخراجات حضرت اپنی طرف سے ادا فرماتے اور بعضوں کی گرانقدر نقدر قوم سے مدد فرماتے۔ رمضان المبارک میں اتباع سنت میں یہ جود وسخا موسلا دھار بارش کی طرح برستی اور آنے والے مہمانوں میں سے جن کو بھی حضرت نام سے جانتے تھے۔ ان کے حصہ کا لفافہ ضرور بنتا اور اس قدر چپکے چپکے یہ کام ہوتا کہ کسی کو ہوا بھی نہ لگتی۔ حتی کہ برابر والے معتکف کو بھی یہ پتہ نہ چلتا کہ میرے ساتھی کے پاس کیا عطیہ آیا۔ اگر کسی کو ہدیہ دیتے وقت کوئی تیسرا شخص پہونچ بھی جاتا تو حضرت فرماتے کہ لفافہ تم رکھو اس کا مد میں بعد میں بتاؤں گا۔ ایک مرتبہ رمضان المبارک کے ابتدائی تین دنوں کی سخاوت کی مقدار ایک لاکھ روپے نقد تھی۔ (مولانا یوسف متالا)

## ۸۸۔ اختیاری فقر

ایک مرتبہ عید کے موقع پر حضرت نور اللہ مرقدہٗ کی کسی بچی نے نئی چپل کی فرمائش کی تو نئی چپل کی بجائے پرانے پر تیل لگا کر بچی کو تسلی دی کہ دیکھو اب یہ نئے ہو گئے۔ حضرت کا ایک کرتہ تھا جو سردیوں میں چھ ماہ تک مسلسل حضرت کے جسم پر رہتا۔ جو حضرت نے سترہ سال استعمال فرمایا۔ ایک پائجامہ کے متعلق فرمایا کہ دس سال سے استعمال میں ہے۔ حضرت کے کمرے کا فرش ایک چٹائی تھی جو ۳۵ سال سے بچھی ہوئی تھی۔ ایک

مہمان نے جراءت کر کے دوسری چٹائی اس کی جگہ بچھا کر اسے ہٹا دیا۔ جب حضرت تشریف لائے دیکھا تو شدید ناراض ہوئے اور پرانی کو دوبارہ بچھوایا۔ آج کل غرباء کو بھی مستعمل چیزیں دی جائیں تو اسے وہ اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں ایک صاحب جو حضرت کے ہم عمر اور دوستوں میں سے تھے۔ بعد میں ان سے عزیز داری قائم ہوئی تو وہ اپنی پرانی لنگیاں مجھے دیدیتے تھے۔ میں اسے عمامہ کیلئے استعمال کرتا جب وہ بالکل پھٹ جاتیں اس کے الگ الگ چھیتڑے بنالیتا اور میرے کتب خانہ میں رکھے رہتے اور پسینہ پوچھنے کے کام آتے۔ جتنی اچھی عمدہ چیز ہوتیں وہ دوسروں کو عنایت فرما دیتے۔ (مولانا متالا)

## ۸۹۔ یاالٰہی تو معاف فرمادے

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب گنگوہی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے صرف اتنا پوچھا کہ بیٹر کہاں ملتے ہیں؟ اس کے فوراً بعد ہی پنجاب اور دور دور سے پنجرے بھر بھر کے بیٹر اور پرندے آنے شروع ہوگئے (حالانکہ وہاں تک کسی نے اطلاع بھی نہیں کی تھی) یہ دیکھ کر حضرت رونے لگے اور زبان پکڑ کر عرض کیا ''یاالٰہی تو معاف فرما دے اس سے نہ معلوم کیا کیا نکلتا ہے اور کیا کیا بولتی رہتی ہے، تب جا کر پرندوں کا آنا موقوف ہوا۔

## ۹۰۔ غیر مُسلموں کو اسلام کی دعوت دیجائے

غالباً ۱۹۷۹ء میں مدینہ طیبہ حاضری کے دوران ایک روز احقر حضرت کے کمرے کے برابر خدام والے حجرے میں تھا، کہ حضرت کے خادم محمد اعجاز چمپارنی آئے اور فرمایا، حضرت یاد فرمارہے ہیں، احقر حاضر ہوا تو حضرت نے زاروقطار روتے ہوئے فرمایا کہ سن یہ کیا کہہ رہا ہے؟ بھائی اعجاز صاحب نے کہا میں نے حضرت سے پوچھا کہ وہ غیر مسلم حضرات جنھوں نے اسلام کا نام بھی نہیں سنا اور جنھیں اسلام کی کوئی تبلیغ بھی نہیں کی گئی، کیا انھیں عذاب ہوگا؟ اور ان میں اسلام کی تبلیغ نہ کرنے کا ہم سے سوال ہوگا؟ یہ سن کر

حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے روتے ہوئے ارشاد فرمایا، اس پر ضرور کام ہونا چاہیے اور اس موضوع پر اسلام کے محاسن پر کتابیں ہونی چاہئیں۔ میں نے اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں کے نام گنوائے جن میں بطور خاص حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب کی کتاب ''اسلام کیا ہے؟'' کا بھی ذکر کیا حضرت نے ارشاد فرمایا انگریزی میں بھی ایسی کتابیں ہونی چاہیے۔ بھائی اعجاز صاحب نے عرض کیا کہ ان کے ہاں علامہ خالد محمود صاحب ہیں وہ انگریزی میں لکھ سکتے ہیں۔ میں نے عرض کیا ان کا خصوصی ذوق فرق باطلہ کی تردید ہے اس لیے ان کے بجائے اس کام کیلئے مولانا ابراہیم صاحب ڈیسائی زیادہ موزوں ہیں جو ہمارے دارالعلوم کے استاذ حدیث ہیں اور یہ کام ان کے ذوق کے موافق ہے۔ حضرت نے فرمایا ان سے ضرور لکھواؤ اور میں اسے طبع کرادوں گا چنانچہ چند روز بعد ہی جب حضرت کا انگلینڈ کا سفر ہوا تب وہاں دارالعلوم میں ایک دن میں مولانا ابراہیم ڈیسائی صاحب کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے تعارف کے بعد عرض کیا کہ مولانا یہ کام شروع کر رہے ہیں اور پوچھ رہے ہیں کہ کس نوعیت کی کتاب لکھی جائے؟

حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ خوب وضاحت کے ساتھ اسلام کی خوبیاں بیان کر کے غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دی جائے اور حضرت نے اس کام کے لیے انہیں بہت دعائیں دیں اور اس کے بعد فوراً ہی مولانا موصوف نے یہ کام شروع کر دیا مگر مقدر کہ اس کے چند ماہ بعد ہی دارالعلوم کے اساتذہ کی کار کے حادثہ کا عظیم سانحہ پیش آیا جس میں چار اساتذہ اور دارالعلوم کے ایک مخلص خادم شہید ہوئے اور مولانا کی شہادت کے بعد موصوف کے علمی ذخیرہ میں بیسیوں اوراق ملے جن پر محاسن اسلام کا عنوان تھا، کاش! کہ یہ ذخیرہ مرتب ہو جاتا کہ یہ کام حضرت کے حکم اور حضرت کی دعاؤں سے شروع کیا گیا تھا۔ (مولانا متالا)

## ۹۱۔ ایک بھی سانپ نہیں نکلا

الحاج انیس احمد صاحب (خلیفہ ومجاز) نے کئی سال قبل جب کہ وہ نئے نئے مدینہ

منورہ میں مقیم ہوئے تھے۔ اپنے گھر میں سانپ اور بچھو نکلنے کی شکایت کی اور یہ کہ بعض تو کئی کئی گز کے ہوتے ہیں اور دن میں بھی کئی کئی بار نکلتے ہیں۔ حضرت نے تعویذ لکھوایا: حروف سریانی اور درود شریف کے دوران آیت شریفہ '' یَا اَھْلَ یَثْرِبَ لَامُقَامَ لَکُمْ فَارْجِعُوْا '' لکھوائی۔ اور تعویذ مرحمت فرمادیا حاجی صاحب نے چند روز کے بعد فرمایا کہ تعویذ رکھنے کے بعد سے آج تک ایک سانپ بھی نہیں نکلا۔

## ۹۲۔ میں عامل نہیں ہوں

جامع مسجد کے امام صاحب کے لڑکے پر ایک جنی عاشق ہوگئی تھی۔ کئی عاملوں اور تعویذ کرنے والوں کو بتلایا علاج کروایا مگر بے سود، آخر کار حضرت نوراللہ مرقدہ کے پاس آئے اور صورتِ حال بیان کی۔ حضرت نوراللہ مرقدہ نے فرمایا کہ میں عامل نہیں ہوں اور نہ مجھے یہ چیزیں آتی ہیں۔ انھوں نے عرض کیا کہ حضرت نوراللہ مرقدہ ایسے ہی دم کر دیجئے اور وہ حضرت کے پاس اپنے صاحبزادے کو لے آئے، حضرت نے آیۃ الکرسی کا عمل پڑھ کر جو حضرت نوراللہ مرقدہ کے یہاں معروف تھا دم کر دیا۔ اور دم کرنے میں سنت طریقہ خیال رکھا کہ لعاب کا کچھ حصہ مریض پر پڑے۔ یہ تھوتھو کرنا تھا اور وہاں حضرت کے تصرف کا یہ اثر اسی جنی پر آپڑا کہ وہ ہنسنے لگی کہ کس بدتمیز کے پاس مجھے لے آئے؟ اس کو پھونک مارنے کا طریقہ بھی نہیں آتا۔ میرے منہ پر تھوکتا ہے۔ اب ہرگز میں اس مریض کے پاس نہیں رہ سکتی اور وہ بھاگ گئی۔ امام صاحب کا صاحبزادہ اچھا ہوگیا۔ حضرت فرمایا کرتے کہ جو کچھ اس نے کہا مگر ہمارا کام تو ہوگیا۔ (اقراء ڈائجسٹ)

## ۹۳۔ آج سے شراب بند ہے

ایک مرتبہ ایک عورت کا خط بمبئی سے آیا کہ حضرت کے پاس سے پانی پڑھوا کر لے گئی تھی کہ میرا شوہر شراب کا عادی ہے وہ شراب چھوڑ دے اس کے لیے پڑھ دو۔ اس نے لکھا کہ جب میرے شوہر نے مجھ سے پانی طلب کیا تو میں نے وہ پانی پڑھا ہوا، اسکو دیا اس نے پی کر مجھ سے کہا کہ یہ پانی کہاں سے لائی؟ میں ڈر گئی کہ کہیں راز تو پکڑا نہیں

گیا اس وجہ سے چپ رہی، اس نے کہا جلدی سچ بتا مجھے یہ پانی بہت اچھا لگا اور اس میں ایک قسم کی لذت معلوم ہوئی۔ اب مجھ میں ہمت آئی، میں نے سارا واقعہ بیان کیا کہ حضرت کے یہاں سے پانی منگوایا اور وہ بھی تمہارے فائدے کے لیے۔ اس نے کہا کہ آج سے شراب بند ہے۔ یہی پانی مجھ کو پلا دیا کرنا۔ اس نے لکھا کہ اب ہمارا گھر آباد ہوا۔ اس نے شراب اب تک نہیں پی۔ (اقراء ڈائجسٹ)

## ۹۴۔ پانی فوراً گرم ہونا شروع ہوگیا

سہارن پور میں رمضان حضرت کے یہاں معتکفین کے کثرت کی وجہ سے نیز سبھوں کے تڑپ وغیرہ کی وجہ سے قابل رشک ہوتا تھا۔ معتکفین کی کثرت کی وجہ سے حضرت نے ماہ مبارک دار الطلبہ جدید کی مسجد میں گزارنے کا فیصلہ کیا۔ موسم سردی کا تھا سردی کے زمانے میں گرم پانی کا انتظام سہارن پور کی ہر مسجد میں کیا جاتا ہے، دار الطلبہ جدید کی مسجد میں بھی انتظام کیا گیا مگر خدا معلوم باوجود حمام کے نیچے آگ جلنے کے ایک دو دن پانی کسی طرح گرم ہوکر نہیں دیا۔ سب کو تعجب ہوا ہر طرح کی کوششیں کر ڈالیں مگر بے سود۔ آخر کار منتظمین حضرات حضرت مولانا منور حسین صاحب وغیرہ نے حضرت سے جا کر صورت حال بیان کی حضرت نے ہنستے ہنستے فرمایا کہ اس کو بھی نظر لگ گئی اور فرمایا کہ اس پر معوذتین ۳،۳ دفعہ پڑھ کر پھونک ماری جائے اور پھر خود دو چار اپنے پاس بیٹھنے والوں کو وہاں دوڑایا کہ جاؤ پھونک مار کر آؤ۔ سب کے تعجب کی انتہاء نہ رہی جبکہ پانی فوراً گرم ہونا شروع ہوگیا۔ (اقراء ڈائجسٹ)

## ۹۵۔ یہ بھی خوب رہی

ایک مرتبہ آپ لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ احقر لاہور بلال پارک میں حاضر ہوا اور بعض احباب سے عرض کیا کہ میں شیخ الحدیث سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں، انھوں نے حضرت سے عرض کیا کہ گوجرانوالہ سے ایک شخص حاضر ہوا ہے اور آپ سے مصافحہ کرنا چاہتا ہے۔ حضرت نے اجازت دی، میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا اور مصافحہ

کیا اور ساتھ ہی عرض کر دیا کہ حضرت دعاء کی درخواست ہے آپ نے فرمایا: یہ بھی خوب رہی میں نے خیال کیا کہ مجھے اس موقع پر صرف مصافحہ ہی کرنا چاہیے تھا دعاء کی درخواست اس موقعہ پر نہیں کرنی چاہیے تھی یا پہلے سے اطلاع کر دیتے تو شاید دعاء بھی ہو جاتی پھر خادم نے آپ کے منہ مبارک میں پان کا ٹکڑا رکھدیا اور آپ اندر اپنے استراحت کے مقام پر تشریف لے گئے۔ (مولانا عبدالحمید صاحب سواتی پاکستان)

## ۹۶۔ ایک خط سے کئی سبق حاصل ہوئے

بندہ نے ایک خط حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں مولانا محمد اسحاق کی وساطت سے لکھا جو اس وقت مدینہ یونیوسٹی میں زیر تعلیم تھے۔ میں نے خط میں یہ بھی واضح کیا کہ میرا بیعت کا تعلق آپ سے نہیں بلکہ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری مدظلہٗ العالی سے ہے۔

میں نے ایک خواب کی تعبیر پوچھنی چاہی تھی اور ساتھ ہی مدینہ منورہ آنے کے لیے دعاء کی درخواست بھی کی تھی، میں نے لاعلمی کی وجہ سے پاکستانی واپسی لفافہ بھی بھیجدیا تھا مگر یہ خیال نہ آیا کہ یہ لفافہ سعودی عرب میں کام نہیں دے گا۔ جب میرا خط مدینہ منورہ میں مولانا محمد اسحاق المدنی کے پاس پہونچا۔ تو حضرت شیخ الحدیث صاحب مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تھے۔ تو مولانا محمد اسحاق صاحب نے کسی کی وساطت سے خط حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہٗ کو مکہ مکرمہ پہنچا دیا۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے کمال شفقت کا برتاؤ کرتے ہوئے مکہ مکرمہ سے جواب لکھوادیا۔ خط میں ارشاد فرمایا کہ مجھے اس سے خوشی ہوئی کہ آپ کا تعلق مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری سے ہے۔ یہ خواب بھی ان کو لکھ بھیجنا چاہئے تھا۔ پھر تعبیر کا بھی ذکر فرمایا۔ مدینہ منورہ کی آرزو کے بارے میں ذکر فرمایا گو مدینہ منورہ کا قیام باعث سعادت ہے مگر آداب ملحوظ نہ ہوں تو نقصانات کا زیادہ اندیشہ ہے۔ آپ نے جتنا مضمون لکھوانا تھا اتنا ہی کاغذ استعمال کیا ۔اور بعض باتوں کو حاشیہ میں تحریر فرمایا کاغذ کا کچھ بھی حصہ خالی نہ تھا جس سے اسراف کا

خدشہ ہو۔ مجھے آپ کے اسی ایک خط سے کئی ایک سبق حاصل ہوئے آپ نے جواب لکھوا کر واپس مدینہ منورہ بھجوا دیا اور ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرمایا کہ چونکہ پاکستانی لفافہ یہاں ڈاک میں استعمال نہیں ہوتا۔ لہٰذا واپس بھیجا جا رہا ہے چنانچہ وہ لفافہ مدینہ منورہ میں مولانا محمد اسحاق صاحب کے پاس پہنچا، جنھوں نے بذریعہ ڈاک مجھے یہ لفافہ راولاکوٹ آزاد کشمیر میں بھیج دیا، اس معمولی سی بات کے لئے آپ نے اس قدر اہتمام فرمایا تو بڑی باتوں کا کس قدر اہتمام فرماتے ہوں گے اور جب حقوق العباد کا اس قدر خیال فرماتے تھے تو حقوق اللہ کا خیال کس قدر فرماتے ہونگے؟ یہ اسی ایک واقعہ سے عیاں ہے۔ (مولانا عبدالرزاق صاحب لکچرار۔ کشمیر)

## ۹۷۔ علماء کو خاموش کرنا مشکل ہے

غالباً ۱۹۸۰ء میں بندہ اپنی والدہ کے ساتھ حج کے لئے گیا تو میری خواہش تھی کہ والدہ صاحبہ حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ سے بیعت ہو جائیں اس کیلئے میں نے اگلے دن وقت مانگا تو دوسرے دن دس بجے کا وقت دیا۔ جب وقت مقررہ پر میں آپ کے پاس پہنچا اور اپنے مقصد سے مطلع کیا تو آپ نے اپنے حجرے کے درمیان میں پردہ کا انتظام فرمایا اور اپنے ایک خادم خاص کو پردہ کے پاس بٹھایا۔ چنانچہ آپ بیعت کے کلمات ارشاد فرماتے تھے جنکو آپ کے خادم اونچی آواز سے کہتے اور پھر والدہ صاحبہ ان کلمات کو ادا کرتیں، میں جاتے وقت کچھ فروٹ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کیلئے لے گیا تھا۔ بیعت سے فراغت پر میں نے فروٹ پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ شاید آپ کو معلوم نہیں کہ میں بیعت کے وقت کچھ نہیں قبول کیا کرتا۔ بندہ نے عرض کیا کہ میں تو بیعت نہیں ہوا بیعت تو والدہ صاحبہ ہوئی ہیں۔ میں اپنی طرف سے یہ ہدیہ پیش کرتا ہوں اور کافی عرصہ سے آپ کی خدمت میں حاضری بھی دیتا ہوں اور مجلس ذکر میں شرکت کرتا ہوں اس لیے آپ قبول فرمالیں۔ تو مسکراتے ہوئے فرمایا۔ علماء کو خاموش کرانا مشکل ہے۔ کمال شفقت فرماتے ہوئے ہدیہ کو قبول فرما ہی لیا۔ (مولانا عبدالرزاق صاحب)

## ۹۸۔ شیخ زکریا نے مجھے عنایت کی ہے

مدینہ یونیورسٹی میں کلیۃ الحدیث میں میرا داخلہ تھا۔ ایک دن ابوداؤد پڑھ رہے تھے ہمارے ایک عراقی استاذ تھے جن کے ہاتھ میں بذل المجہود کی ایک جلد تھی۔ ہم نے پوچھا کہ یہ کتاب آپ کہاں سے لائے ہیں؟ تو فرمایا کہ شیخ زکریا نے مجھے عنایت کی ہے۔ چنانچہ ابوداؤد شریف پڑھاتے وقت آپ وہ جلد ساتھ رکھتے تھے، اس طرح عرب اساتذہ آپ کی تصانیف سے استفادہ کرتے تھے۔ آپ کا ایک چھوٹا سا رسالہ ہے ''ڈاڑھی کا وجوب'' چنانچہ عربی میں اس کا ترجمہ کروا کر سعودی حکومت نے ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کیا ہے۔ (مولانا عبدالرزاق صاحب)

## ۹۹۔ پشاور حساس علاقہ ہے اور کام کی بڑی ضرورت ہے

مجھے بچپن ہی سے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نوراللہ مرقدہ کی زیارت کا شوق تھا عمرے کیلئے حجاز مقدس گیا ہوا تھا مدینہ منورہ میں میرا قیام پاکستان ہاؤس میں تھا پہنچتے ہی میرے دل میں سب سے پہلا خیال یہ تھا کہ حضرت سے شرف ملاقات کس طرح ہوگی؟ مسجد نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد مبارک کی طرف جا رہا تھا، کہ اچانک میری نظر ایک نورانی چہرے پر پڑی جو برآمدے میں دیوار کے قریب اس حصے میں بیٹھے ہوئے تھے، جس جگہ گنبد خضرا کے درمیان نظر آنے میں کوئی رکاوٹ نہیں لیکن یہ شخصیت اتنی جاذب اور نور ایمان سے اتنی بھر پور تھی کہ میرے قدم رک گئے۔ ذرا آگے بڑھ کر ایک جاننے والے سے استفسار پر معلوم ہوا کہ یہی تو ہے وہ شخصیت جس کے لئے بچپن ہی سے میرے دل میں ملاقات کی تمنا تھی۔ مصافحہ کے لئے بڑھنے کی کوشش کی تو خادم نے بتایا کہ حضرت حالت استغراق میں ہیں۔ فنافی الرسول کی کیفیت چہرے پر نمایاں تھیں۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت کے معمولات میں سے ہے۔ یہ وقت اسی کیلئے وقف ہے۔ یہاں پر حضرت تشریف لا کر مراقب ہو جاتے ہیں ایسے میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کے چہرے اور آنکھوں کی چمک دمک سے ایک نور نکل رہا ہے...... اگلے روز عصر

کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا عموی مجلس تھی مجلس میں احقر کا کسی نے تعارف کرایا اور کہا کہ پشاور میں بھی ایک مدرسہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام گرامی پر منسوب جامعہ اشرفیہ قائم ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں جی مجھے علم ہے۔ والد ماجد حضرت مولانا عبدالودود قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے شناسائی تھی۔...... مجلس میں کسی نے مزید تعارف کراتے وقت حضرت سے کہا کہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہ داماد بھی ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور مجلس میں خدام سے ہماری بڑی آؤ بھگت کروائی۔ دیر تک یہ نورانی و روحانی مجلس قائم رہی۔

حضرت شیخ الحدیث نے بطور نصیحت فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو بہت اچھا خدمت کا موقعہ عطا فرمایا ہے آپ جس علاقہ میں ہیں یہ ایک حساس علاقہ ہے اور کام کی بڑی ضرورت ہے''۔ (مولانا اشرف علی صاحب قریشی پشاور)

## ۱۰۰۔ ان انگلیوں نے ہزاروں احادیث کو لکھا ہے

میں نے سب سے پہلے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت غالباً ۱۹۳۸ء میں کی مظاہر علوم سہارن پور میں جبکہ حضرت کی جوانی تھی۔ عربی چوغہ زیب تن کئے ہوئے دارالحدیث میں تشریف لائے اور ابوداؤد کا سبق پڑھایا۔ مولانا قاضی امیر گل صاحب مہتمم فیض المدارس ہمارے ساتھ تھے۔

ڈھڈیاں میں انتہائی خواہش کے باوجود مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھانے کی جرأت نہ کر سکا۔ کیونکہ حضرت کے ضوابط کی پابندی معلوم تھی۔ یہاں سے فراغت کے بعد حضرت مولانا قاضی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جھارویاں مشہور عالم مبلغ سے ملاقات ہوئی، حضرت قاضی صاحب پہلے سے مہربان تھے۔ قاضی صاحب نے فرمایا آپ ظہر کی نماز اسی مسجد میں باجماعت پڑھیں۔ نماز کے متصل مصافحہ کرادوں گا میں نے عرض کیا بہت ٹھیک ہے۔ لیکن ایک بجے سے شاید پہلے کوئی آواز دے رہا تھا کہ عبدالکریم کلاچوی کو قاضی

عبدالقادر صاحب بلا رہے ہیں، فلاں کمرے پہنچ جائیں۔ وہاں پہنچا تو قاضی صاحب نے فرمایا حضرت قیلولہ کے لئے اندر تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے اجازت لے لی ہے، تم جاؤ اور مصافحہ پر ہی اکتفا کرنا۔ میں دو چار ساتھیوں کو لیکر اندر گیا۔ حضرت نور اللہ مرقدہ لیٹے ہوئے تھے۔ سلام عرض کیا اور مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ میں نے تقریباً چالیس سال پہلے مظاہر علوم میں حضرت کا ایک درس ابوداؤد سننے کا شرف حاصل کیا ہے۔ دعاء کے لئے گزارش ہے اور ساتھ ہی نجم المدارس کلاچی کے لیے بھی دعاء کی درخواست ہے۔ فرمایا ''ارے بھائی! میں تو تبلیغ والوں سے بھی پہلے مدارس کے لئے دعا کرتا ہوں'' یہ جملے حضرت نے دو دفعہ دہرائے میں نے مصافحہ کرتے ہوئے اس نیت کے استحضار سے حضرت کے مبارک ہاتھوں کو بوسہ دیا کہ ان انگلیوں نے ہزاروں احادیث شریف کو لکھا ہے۔

حضرت نے تکلف نہیں فرمایا اور بخوشی میری اس خواہش کو پورا ہونے دیا۔ واجرہ علی اللہ (مولانا عبدالکریم کلاچی، ضلع ڈیرہ غازی خاں)

## ۱۰۱۔ میں اس واقعہ سے حیرت زدہ رہ گیا

حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کی سب سے زیادہ جس بات نے مجھے متاثر کیا وہ آپ کی تواضع اور اخلاص اور تعلق مع اللہ تھا۔ اور اس کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں حضرت شیخ الحدیث تشریف فرما تھے۔ میں بھی ملاقات کے لئے حاضر تھا مجلس میں دیگر احباب کے علاوہ مولانا غلام رسول صاحب مکہ والے بھی تشریف رکھتے تھے۔ حضرت شیخ نے مولانا غلام رسول صاحب کو مخاطب فرما کر پوچھا اگر کوئی شخص جدہ جائے تو اس کا احرام باندھ کر واپس آنا ضروری ہوگا یا بغیر احرام کے۔ مولانا غلام رسول صاحب نے جواب دیا کہ حضرت بغیر احرام کے واپس آسکتا ہے کیونکہ میقات سے پہلے ہے اور حل ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا بہت اچھا۔ میں اس واقعہ سے حیرت زدہ رہ گیا کہ اتنا بڑا صاحب علم اور فقیہہ اور تواضع کی یہ انتہا کہ اپنے تمام خلفاء اور مریدین کی موجودگی

میں ایک معمولی سا مسئلہ ایک عالم سے دریافت کیا جو اس کا شاگرد ہے۔ یہ مسئلہ حضرت کو معلوم تھا کیونکہ آپ نے حج پر کتابیں تحریر فرمائیں، لیکن آپ نے تواضع اور اپنے آپ کو بڑائی سے بچانے کیلئے مسئلہ دریافت فرمایا۔ (حاجی محمد عثمان کراچی)

## ۱۰۲۔ اوجز المسالک یا اطول المسالک

حضرت مولانا محمد عبداللہ رائپوری رحمہ اللہ (شیخ الحدیث جامع رشیدیہ ساہی وال) فرماتے تھے کہ میں نے ایک بار حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ سے عرض کیا کہ حضرت آپ نے ''اوجز'' میں اتنے تو مباحث بھر دیئے اور نام اس کا اوجز رکھا، اس کا نام تو ''اطول المسالک'' ہونا چاہیے تھا حضرت شیخ نے فرمایا جتنا کثیر مواد میرے سامنے تھا۔ اس کے پیش نظر اس کا نام ''اوجز'' رکھا۔ (خلفائے کرام)

## ۱۰۳۔ دروازہ کھل گیا

ایک مرتبہ برآمدہ کا دروازہ کھولنے کے بعد جب اوپر کتب خانہ کا قفل کھلا تو دروازہ اندر سے بند تھا۔ بہت کوشش کی دروازہ نہیں کھل سکا۔ حضرت سے دریافت فرمایا، جواب پر حضرت مسکرائے اور خود ہی دروازے کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا ''اب کھول'' دروازہ کھل گیا۔ ہم لوگ حیران تھے کہ یہ کیسے بند ہو گیا؟ اس لیے کہ حضرت کا کتب خانہ ۱۱:۳۰ بجے صبح جو بند ہوتا تو اس کے بعد دوسرے روز صبح ہی کھلتا۔

اس کی چابی بھی حضرت کے پاس ہی رہتی اور دوسرا تعجب اس پر تھا کہ حضرت نے دروازہ کو پیچھے کی طرف دبایا فوراً کھل گیا؟ پھر حضرت نے خود ہی فرمایا کہ میرے دوست یہاں پر برآمدہ میں بھی رہتے ہیں، کبھی ایسا بھی کر دیتے ہیں۔ اس وقت اندازہ ہوا کہ حضرت کے بعض خدام جنات کا قیام وہیں رہتا تھا۔ (مولانا عبدالرحیم متالا)

## ۱۰۴۔ آپ کے سامنے کس کی ہمت ہے

ایک مرتبہ رائپور حضرت اقدس مدنی نور اللہ مرقدہ کے ہمراہ تھا۔ جمعہ کی فجر کی نماز کا

وقت ہو گیا کسی کو امام بننے کی ہمت نہ ہوتی تھی، ایک مولوی صاحب نے نماز پڑھائی۔ سلام کے فوراً بعد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''کیا آپ کو معلوم نہیں تھا کہ آج جمعہ کا دن ہے (یعنی سورہ سجدہ، سورہ دہر کیوں نہ پڑھی) میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت یہی غنیمت ہے کہ نماز پڑھادی۔ آپ کے سامنے کس کی ہمت جو آپ کی امامت کرے اور فرمایا کہ میرے حضرت کے یہاں بھی اس کا بہت اہتمام تھا۔ کبھی کبھار حضرت اقدس کے یہاں اس کو چھوڑ دیا جاتا تھا جو کہ عین سنت ہے۔ (خلفائے کرام)

## ۱۰۵۔ بیعت کی میں نے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم سے

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کا معمول ہمیشہ یہ رہا کہ بیعت ان الفاظ سے فرماتے تھے، کہ ''بیعت کی میں نے مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری سے زکریا کے ہاتھ پر'' لیکن مولانا امجد اللہ صاحب گورکھپوری حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین میں سے تھے اور مجاز بالصحبت بھی تھے۔ حضرت مولانا کے وصال کے بعد مولانا امجد اللہ صاحب نے حضرت شیخ سے اصلاحی تعلق قائم کر لیا تھا۔ مدینہ منورہ کے قیام میں جب حضرت شیخ روضۂ شریف پر اقدام عالیہ میں بیٹھتے تو مولانا امجد اللہ صاحب بھی حضرت کے پیچھے بیٹھے رہتے۔ ایک دن حضرت نے مولانا کو طلب فرمایا اور خلافت عطا کی، تو مولانا امجد اللہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجھے اپنی غلامی میں بھی داخل فرما لیجئے۔ تو حضرت نے وہیں انہیں اقدام عالیہ میں بیعت فرمایا۔ لیکن ہمیشہ کے معمول (کہ بیعت کی میں نے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سے زکریا کے ہاتھ پر) کے بجائے یہ کھلوایا بیعت کی میں نے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم سے زکریا کے ہاتھ پر۔ (روایت صوفی محمد اقبال صاحب)

## ۱۰۶۔ میرا کوئی سجدۃ اخلاص والا نہیں

ایک مرتبہ ایک بہت بڑے بزرگ ایک بڑی تحریک کے اہم ذمہ دار نے حضرت سے عرض کیا: حضرت کوئی نماز بھی اخلاص والی نہیں۔ حضرت نے فوراً ارشاد فرمایا! مولوی صاحب! تم تو نماز کو کہو میرا تو کوئی سجدہ بھی اخلاص والا نہیں۔ اللہ اللہ کوئی حد ہے تواضع

کی اور ہمت افزائی کی۔ (خلفائے کرام)

## ۱۰۷۔ میں کون، عیسیٰ کون، سب خدا کرتا ہے

ایک مرتبہ افریقہ کی ایک تبلیغی جماعت ملاقات اور زیارت کے لئے ماہ مبارک میں علی الصبح آئی۔ اتفاقاً ان میں سے ایک آدمی پر جنون طاری ہو گیا اور مہمانوں کی روٹیاں جس جگہ پکتی تھیں وہاں تنور پر ڈنڈا لیکر بیٹھ گیا۔ اب سارے لوگ پریشان روٹیاں نہ پکی تو مہمان کو شام میں کیا کھلایا جاوے۔ اب حضرت کو جو اس وقت تلاوت میں مشغول تھے، ایک خادم نے اطلاع کی۔ حضرت نے فرمایا کہ ''اس کو یہاں لاؤ'' اس خادم نے یہ عرض کیا کہ حضرت وہ پاگل ہو چکا ہے یہاں مسجد میں طوفان کرے گا۔ اس کو ان ساتھیوں نے بہت سمجھایا، ڈرایا، مگر ڈنڈا لیکر سب کو مارنے دوڑتا ہے۔ حضرت نے اس کو ڈانٹ دیا اور کہا کہ ''جس طرح ہو اس کو یہاں لے آؤ''۔ جب وہ خادم چند آدمیوں کیساتھ اس کو پکڑنے کیلئے گیا۔ اس وقت وہاں پر مولوی یوسف متالا تھے جو حضرت کے پاس تلاوت کر رہے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ''حضرت پر ایک اثر طاری تھا اور فرما رہے تھے کہ میں کون، عیسیٰ کون سب کام خدا کرتا ہے''۔ اتنے میں بڑی مشکل سے اس پاگل کو حضرت کے پاس لایا گیا۔ مسجد کے دروازہ تک اس نے بہت شور مچایا مگر جیسے ہی مسجد کے دروازے میں داخل ہوا فوراً سنبھل گیا۔ جیسا کہ اس کو کچھ نہ ہوا تھا۔ اس نے حضرت کے ساتھ مصافحہ کیا اور بیٹھ گیا۔ حضرت اس کو بار بار پوچھتے بھائی کیا ہوا، مگر شرمندگی کی وجہ سے کچھ نہ بولا، اس کے بعد مفتیان کرام سے پوچھ کر ان کو کھانا وغیرہ کھلایا گیا اور وہ اچھا ہو کر وہاں سے گیا۔ (خلفائے کرام)

## ۱۰۸۔ بیٹھ جا اور میرا تصوّر کر

ہمارے حضرت نے تصور شیخ کے مسئلہ میں بہت ہی احتیاط برتی بعض سالک اس کی اجازت چاہتے مگر نہ دیتے کیونکہ لوگوں کو اصلی حقیقت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے گمراہ ہونے کا خطرہ تھا۔ ورنہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ فرماتے تھے، کہ تصور شیخ تو خود حدیث پاک

میں ہے۔ وہ یہ کہ حدیث بیان کرتے ہوئے صحابی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہ سنا اور گویا اب بھی وہ منظر میرے سامنے ہے۔ یہ کیا چیز ہے؟ یہ تصور نہیں تو اور کیا ہے؟ حضرت کا تصور شیخ کے اندر اتنی احتیاط کے باوجود اگر کسی سالک کے لئے یہی مفید معلوم ہوا تو ضرور ایسے سوکھے منہ سے اس کو تلقین اس کی کرتے کہ بندہ دیکھتا رہ جاتا۔ ایک مرتبہ ایک صاحب کو وساوس بہت ہی ستانے لگ گئے، شیطان ان کے سامنے آنے لگا، وہ گھبرا کر حضرت کے پاس آئے اور اپنی حقیقت کہی۔ حضرت نے فرمایا کہ بیٹھ جا اور میرا تصور کر تھوڑی دیر ہی گزری کہ وہ شیطان کے خطرہ والی حالت اس سے چلی گئی۔ بعد میں حضرت نے فرمایا کہ یہ دفع وساوس کیلئے بہت مفید ہے مگر کیا کریں؟ ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ (روایت مولانا احمد لولات صاحب)

## ۱۰۹۔ تو اگر مر گیا تو ہمیں گالیاں کون دیگا

حضرت کی اصلاح کا طریقہ بھی ہر شخص کے مطابق بہت ہی نرالا ہوتا تھا۔ حضرت کے محلہ میں ایک شخص تھا جو لوگوں کو گالیاں دینے میں بہت ہی مشہور تھا، ایک مرتبہ حضرت کی مجلس لگی ہوئی تھی، خواص بھی بہت زیادہ تھے۔ اس شخص نے دروازہ میں گھستے ہی حضرت کو اپنی پریشانی کا اظہار بایں الفاظ کیا کہ حضرت میں تو مر گیا (یعنی دعاء کیجئے تا کہ میں پریشانی سے چھٹکارا پاسکوں) حضرت نے برجستہ اسکو جواب دیا کہ نہیں بھائی! تو مر جائیگا تو پھر ہم کو یہ سڑی ہوئی گالیاں کون سناوے گا؟ اس پر وہ بہت شرمندہ ہوا اور آئندہ کے لئے توبہ کی۔ (روایت مولانا احمد لولات)

## ۱۱۰۔ طمع کا علاج ہو گیا

حضرت کے ایک مجاز کا بیان ہے کہ وہ پہلے حضرت سے بیعت تو ہو گئے۔ مگر بہت ہی پچھتاوا کرتے تھے کہ حضرت کسی کو کچھ کہتے نہیں یہ میری اصلاح کیسے کرینگے مگر حضرت کے یہاں جب وہ اپنی اصلاح کیلئے رہے تو انکو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا کہ حضرت اپنے آدمیوں کی اس قدر کڑی نگرانی رکھتے تھے کہ وہاں ٹھہرنا ہی بہت بھاری معلوم ہوتا۔ وہ

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت کا کوئی خاص مہمان آیا۔ آپ نے اس مہمان کو اپنے پاس بلایا اور کھانا کھلایا۔ مہمانوں کے سالن کے علاوہ گھر سے بھی سالن منگوایا جب مہمان کھانے سے فارغ ہوئے تو اسی مجاز کو اور ایک اور خادم کو حضرت نے بلوایا اور فرمایا کہ دیکھو کھانا کھالو مگر سالن دو کٹوروں میں ہے اگر تم دونوں وہ دونوں کٹورے پورے کر سکو تو فبہا ورنہ ایک کٹورا مکان میں بھیج دو اور ایک اپنے پاس رہنے دو مگر ہائے لالچ ایک ساتھی نے دوسرے سے کہا کہ ایک اٹھادو مگر دوسرے نے چپکے سے کہا رہنے دو۔ سالن اتنا زیادہ تھا کہ وہ پورا نہ کر سکے۔ حضرت دیکھتے رہے۔

جب ان دونوں نے ہاتھ فراغت کے بعد دھو لیئے تو فرمایا کھا چکے؟ ان دونوں نے کہا جی۔ اب جوان دونوں کو حضرت نے لتاڑا تو بہت ہی شرمندگی اٹھانی پڑی اور ان کی طمع کا علاج ہو گیا۔ (خلفائے کرام)

## ۱۱۱۔ قیمہ والی پلیٹ

دسترخوان کھانے کا لگا ہوا تھا مہمان کھانا کھا رہے تھے۔ حضرت کے دسترخوان پر عام طور سے گوشت کے شوربے والے سالن کے ساتھ قیمہ بھی چھوٹی تشتری میں ہوتا تھا۔ ایک خادم دسترخوان کے کونہ پر حضرت سے دور دوسرے خدام کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا اس نے بجائے شوربے کی پلیٹ کے دولقمہ قیمہ والی پلیٹ سے دمادم اٹھائے حضرت دور سے دیکھتے رہے جب اس نے تیسرا لقمہ بھی اسی قیمہ والی پلیٹ سے لیا اور شوربے والی پلیٹ میں ہاتھ نہ ڈالا تو زور سے دوسرے خادم کو کہا کہ فلاں کے پاس سے شوربے کی پلیٹ اُٹھالو وہ تو قیمہ ہی کھاتا ہے۔

## ۱۱۲۔ بھائی! پانی کا بھی حساب دینا ہے

حضرت کے اخیر زمانہ میں بہت ہی معذوریوں اور مجبوریوں کی وجہ سے نماز کیلئے مسجد جانا موقوف ہو گیا تھا۔ کچے مکان ہی میں جماعت ہو جاتی، پھر بھی حضرت بار بار بہ نفسِ نفیس یہ اعلان کرتے کہ بھائی دیکھو مسجد کی جماعت تیار ہے، وہاں ثواب زیادہ ہے،

وہاں چلے جاؤ، مگر جو حضرات حضرت کو اُٹھانے بٹھانے میں شریک تھے۔ وہ حضرات حضرت کی مجبوری کی وجہ سے خود بھی مسجد کی جماعت سے معذور تھے۔ اور ان کا انتظار کچے مکان کی جماعت میں ضرور کیا جاتا۔ ایک مرتبہ ایک ایسے خادم کو جماعت کی وجہ سے وضو میں دیر ہوگئی حضرت کی وجہ سے سارے لوگ اس کے منتظر تھے۔ وہاں پر بعض انکے ساتھیوں نے پانی کا پمپ جلدی جلدی چلانا شروع کیا۔ تا کہ وہ خادم جلد وضو سے فارغ ہو سکے اور جماعت جلد کھڑی ہو سکے، جب پمپ کی آواز حضرت کے کانوں میں پہونچی تو پوچھا، کیا بات ہے؟ جواب ملا کہ ساتھی حضرات وضو جلد کروانے کے لیے جلدی جلدی پمپ چلا رہے ہیں۔ حضرت نے زور سے فرمایا کہ بھائی پانی کا بھی حساب دینا ہے۔ ایک سکتہ سا اس وقت چھا گیا اور اس خادم پر اس تنبیہ کا بہت بھاری اثر پڑا۔ (حوالہ بالا)

## ۱۱۳۔ اتباعِ سنت اور اپنے نفس کا خیال

ایک خادم کے یہاں سے کچھ لوگ حضرت کی ملاقات وزیارت کے لئے آئے۔ اپنے گاؤں کے آدمی ہونے کی وجہ سے اس خادم نے ان کا اکرام کیا، مہمان خانہ میں ٹھہرایا۔ اب حضرت کی ملاقات کا نمبر آیا تو وہ خادم گھبرایا کہ یہ سارے ڈاڑھی منڈے ہیں اور حضرت کو دعاء کے لئے کہیں گے اور حضرت لتاڑیں گے۔ اس وجہ سے پہلے ہی اس خادم نے ان لوگوں کے سامنے حضرت کی عادت اور ڈاڑھی کی شریعت میں حیثیت وغیرہ کے متعلق بیان کیا۔ اور ان سے آئندہ سے ڈاڑھی نہ منڈانے کا اقرار کروالیا۔ اس کے بعد وہ خادم حضرت کے پاس آیا اور کہا کہ حضرت میرے گاؤں سے چند حضرات آئے ہیں، مگر وہ لوگ ڈاڑھی منڈے ہیں۔ بندہ نے ڈاڑھی نہ منڈوانے کا اقرار ان سے کروالیا ہے اور سب نے بخوشی اقرار کیا ہے۔ اب آپ بھی ان کو کچھ نصیحت فرمادیں تو ان پر زیادہ اثر ہوگا۔ حضرت نے فوراً فرمایا کہ جب تو نے ان لوگوں کو کہدیا تو اب میں ہرگز ان کو نہیں کہوں گا۔ چنانچہ حضرت نے ان سے بہت دیر تک باتیں کیں اور اخیر میں جب وہ لوگ رخصت ہوئے تو بہت ہی خوشی کے ساتھ ہوئے۔ حضرت نے اپنے اقرار کے مطابق

ان سے ڈاڑھی کے متعلق کچھ نہ فرمایا۔ یہ ہے اتباعِ سنت اور اپنے نفس کا خیال کہ کسی کے کہنے کے بعد آپ نے ان سے کچھ اس کے متعلق نہ فرمایا۔ (حوالہ بالا)

## ۱۱۴۔ یہ حضرت کا تصرف تھا یا کرامت

حضرت کو مدرسہ مظاہر علوم کے طالب علموں کی اصلاح کا بھی بہت خیال رہتا تھا ۔ بخاری شریف کے طالب علم تو حضرت کے پاس پڑھتے ہی تھے اور ان کو تو حضرت پند و نصیحت کیا کرتے تھے ۔ مگر اس کے علاوہ بھی جو بچے حضرت کے پاس نہیں پڑھتے ، اور حضرت کے پاس آمد و رفت رکھتے یا کسی استاد سے انکے ہونہار ہونے کا معلوم ہوتا ، تو حضرت ان طالب علموں کی وقتاً فوقتاً دعوت کرتے ، ان کو پاس بلا کر اسباق وغیرہ کے متعلق پوچھتے نیز ان کے گھریلو حالات میں مادی امداد بھی فرماتے ۔ بندہ بھی مدرسہ مظاہر علوم کا طالب علم تھا ، درجہ مشکوٰۃ میں تھا ۔ حضرت کے پاس کوئی سبق نہ تھا ، نہ حضرت کے پاس اس وقت آمد و رفت تھی ۔ مگر حضرت کے داماد حضرت مولانا عاقل صاحب کے ذریعہ بندہ کے متعلق حضرت نے سن رکھا تھا ۔ ایک دن بندہ کو مسلسل دست کی شکایت ہوگئی ۔ حضرت مولانا عاقل صاحب مدظلہ' نے حضرت سے بندہ کے متعلق دعاء کے لیے عرض کیا ۔ حضرت نے فرمایا ضرور ۔ مگر میری حیرت کی انتہا نہ رہی جبکہ بخاری شریف کے درس کے بعد عصر کی نماز کے فراغت پر اپنی گاڑی چلانے والے کو حضرت نے فرمایا کہ گاڑی بندہ کے کمرے کے پاس لے چلیں اور حضرت بغیر کسی اطلاع کے دیئے میرے پاس آکر کچھ پڑھ کر دم کر کے تشریف لے گئے ۔ یہ حضرت کا تصرف تھا یا کرامت کہ اس وقت بندہ کو دست کی شکایت میں یک دم افاقہ معلوم ہوا ۔ (روایت مولانا احمد لولات)

## ۱۱۵۔ حضرت عمر کی آواز اور ہماری پھونک

حضرت اپنے خدام اور پہچان والے آدمیوں کے یہاں ، ان کی بیمار پرسی کیلئے اپنے درجہ کا خیال کئے بغیر ضرور تشریف لے جاتے ۔ حضرت کے کتب خانہ کے ناظم حضرت مولانا نصیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی جو چچا کے نام سے مشہور ہیں ، ایک مرتبہ سخت

بیمار پڑے چارپائی سے اٹھا بھی نہیں جاتا تھا۔ حضرت نے ان کے کمرے کے پاس نماز سے فراغت کے بعد گاڑی رکوائی اور باہر ہی باہر خیریت پوچھی (کیونکہ حضرت بھی زینہ چڑھنے سے معذور ہو گئے تھے) انھوں نے کچھ پڑھ کر دم کرنے کو کہا اور خود اٹھ کر وہاں آنے لگے تاکہ بدن پر حضرت نوراللہ مرقدہٗ کی پھونک لگ سکے۔ حضرت نوراللہ مرقدہٗ نے منع کر دیا کہ وہ اُٹھ کر نہ آویں اور کچھ پڑھ کر ان کی چارپائی کی طرف زور سے دم کیا اور ہنستے ہنستے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز یاساریۃ الجبل میلوں تک جاتی تھی۔ اور ہماری پھونک ۱۰۔۱۵ قدم تک بھی نہ جاوے۔ خدا کی قدرت کہ چاچا اس کے بعد اچھے ہو گئے۔ (خلفائے کرام)

## ۱۱۶۔ یہاں سچ کے علاوہ کچھ نکلتا ہی نہیں

حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب ایک ماہ کی مسافت سے پڑتا تھا۔ اور صحابہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب کی وجہ سے بات کرنے کی ہمت نہیں کر پاتے تھے۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ کبھی مزاح بھی فرمایا کرتے تھے۔ یہی رعب اولیاء کے پاس بھی حسب استعداد آیا۔ حضرت اقدس اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے خدام کے ساتھ مزاح بھی فرماتے تھے۔ مثلاً کوئی خادم شادی شدہ مکان سے آتا تو حضرت اقدس خود ہی اس کے گھر والوں کی خیریت وغیرہ دریافت فرماتے، اور اس کے بعد مزاحاً فرماتے بیج بھی رکھ کر آیا یا نہیں؟ اس قسم کی ظریفانہ مزاح کے باوجود ہر وقت پاس رہنے والے خدام اور حضرت کے اعزہ کے اوپر حضرت کا رعب بہت ہی چھایا رہتا۔

حضرت کے مجاز اور بھائی سید محمد شاہد سہارنپوری بھی باوجود حضرت کے عزیز اور قرب کے حضرت کے خداموں میں بھی ان کا شمار تھا، اور قارئین کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر کوئی ایسی بات ہو جاتی، جس پر حضرت کی خفگی کا اندیشہ ہوتا تو خدام ایسے وقت میں کبھی بھائی شاہد کو آگے کر دیتے، اور تاکید کرتے کہ وہ خفگی والی بات کا بالکل اظہار نہ کریں۔ مگر کئی دفعہ دیکھا گیا کہ انھوں نے اس بات کا اظہار کر دیا اور حضرت نے اس پر کبھی تو کچھ نہیں فرمایا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث پر عمل کر دکھایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ

خادم دس سال تک رہے۔ مگر وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ڈانٹا نہ جھڑکا اور کبھی معمولی سی تنبیہ بہ نیت اصلاح کر دی، خدام کا یہ حال ہوتا تھا۔ جبکہ بھائی شاہد خفگی والی بات کا اظہار کرتے تو وہ اپنے جگہ پر ڈرتے کہ اب خیریت نہیں۔ مگر جب بات آسانی سے نمٹ جاتی تو بہت ہی فرحاں ہوتے اور بھائی شاہد کو بھی بعد میں کہتے کہ تمہیں یہ بات نہ کہنی چاہیے تھی، بھائی شاہد کہتے کہ میں کیا کروں۔ بالکل مجبور ہو جاتا ہوں میرا پورا بلکہ پختہ ارادہ ہوتا کہ اس کا ذکر تک بھی نہ کروں۔ مگر یہاں سچ کے علاوہ کچھ نکلتا ہی نہیں، یہ کئی دفعہ کا تجربہ ہوا۔ مرحوم بھائی ہارون کا یہ عالم تھا کہ معلوم ہو جاوے کہ حضرت اقدس یہاں پر موجود ہیں تو حضرت سے درکنار، حضرت کے کسی خادم سے بھی بات کرنے کی ہمت نہیں رکھتے تھے۔ اور فرماتے کہ مجھے یہاں بہت ہی ڈر ابا جی (حضرت) سے لگتا ہے۔ حالانکہ جو شفقتیں اور نوازشیں حضرت کی ان پر ہوئی تھیں وہ مشہور و معروف ہیں۔ (حوالہ بالا)

## ۱۱۷۔ آیتِ کریمہ گرم وظیفہ ہے

ایک مرتبہ ایک عورت کا خط حضرت کے نام آیا۔ جس میں لکھا تھا کہ میں کئی دن سے آیت کریمہ ''لا الٰہ الا انت سبحانك انی کنت من الظلمین'' کو کثرت سے پڑھا کرتی تھی۔ لیکن اب میری یہ حالت ہے کہ سر میں گھوم آ جاتی ہے۔ بدن میں گرمی پیدا ہو گئی۔ کوئی چیز اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ اب میں کیا کروں۔ حضرت نے اسی وقت خط سنکر جواب لکھوایا کہ درود شریف کی کثرت کیا کرو، پھر فرمایا کہ آیت کریمہ گرم وظیفہ ہے اور درود شریف معتدل ہے۔ یہ اب اس کا توڑ ہوگا۔ پھر فرمایا کہ وظیفوں میں بھی ایسا ہوتا ہے ۔لہٰذا کسی ماہر کو پوچھ کر لیا کریں۔ بغیر اس کے نہیں۔ (خلفائے کرام)

## ۱۱۸۔ اسی کی سزا بھگتنی پڑ رہی ہے

ایک مرتبہ ایک بوڑھا آدمی حضرت کے پاس آیا اور بہت رونے لگا، تسلی دینے کے بعد اس نے اپنا حال ذکر کیا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میرے بچے نے مجھے مارا اور

گھسیٹ کر دور تک لے گیا اور مجھے گھر سے نکال دیا۔ حضرت نے اسے تسلی دی اور جملہ دعائیہ فرماتے رہے اس کے بعد اس کے ساتھ جو دوسرا آدمی آیا تھا اسکو بلا کر فرمایا۔ دیکھو بھائی ماں باپ کے ستانے کی سزا تو آخرت میں ہوتی ہی ہے۔ دنیا میں بھی اس کی سزا ملتی ہے۔ لہٰذا انکے ہم عمروں کو یا ان سے عمر میں بڑے آدمیوں کو پوچھو کہ اس نے بھی اپنے باپ کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا ہوگا؟ اگلے ہفتہ تحقیق کر کے وہ آدمی آیا اور کہا کہ حضرت آپ نے جو فرمایا تھا بالکل سچ ہے۔ اس کو اسکے لڑکے نے جہاں تک گھسیٹا تھا وہیں تک اس نے بھی اپنے باپ کو گھسیٹا تھا۔ حضرت نے اس پر فرمایا کہ اس کی سزا اب اس کو دنیا میں بھگتنی پڑ رہی ہے۔ (خلفائے کرام)

## ۱۱۹۔ حیرت انگیز تصرف اور دینی انقلاب

ایک شخص کو مہاراشٹر کی پہلی لاٹری کا انعام ڈھائی لاکھ (۲/۵) لاکھ روپیہ ملا۔ وہ ایک غریب کسان کا لڑکا تھا ان کے ایک عزیز مولوی صاحب حضرت کے یہاں ہر سال رمضان گزارنے آیا کرتے تھے۔ ان کو جب اطلاع پہونچی کہ میرے فلاں عزیز کو ڈھائی لاکھ کی لاٹری ملی ہے اور وہ اب دہلی وغیرہ گھومنے کے لئے آرہا ہے ان کو ان کے علاج کی فکر ہوئی۔ اب کسی طرح لکھیں کہ یہ پیسے حرام ہیں ان کو غریبوں پر تقسیم کر دو۔ مگر خیال ہوا کہ یہاں اس کو بلالوں اور سمجھاؤں۔ حضرت کی مجلس کے برکات کی وجہ سے شاید کچھ سمجھ میں آجاوے۔ اس لیے ان مولوی صاحب نے اپنے اس عزیز کو لکھا کہ تم جب دہلی وغیرہ گھومنے کے لئے آؤ، تو ایک دن سہارن پور کا بھی نکال لینا۔ اور میرے پاس آجانا۔ چوں کہ اس عزیز پر ان مولوی صاحب کے احسانات بھی تھے۔ اس وجہ سے بادل نا خواستہ انھوں نے یہ طے کیا کہ دہلی بعد میں جائیں گے۔ پہلے سہارن پور ہو آویں اور اس شخص کا بیان ہے کہ ''دہلی کے مشہور ہوٹل اور سینما گھروں کا پتہ لیکر میں آیا تھا کہ اپنی من مانی کریں گے''۔ مگر جب وہ سہارن پور آئے، تو ان کے عزیز مولانا صاحب اعتکاف میں تھے۔ ان کے اصرار کی وجہ سے رات کو ٹھہر گئے۔ اور بادل نخواستہ حضرت کی مغرب

بعد والی مجلس میں بھی شریک رہے، چونکہ حضرت کے یہاں مغرب بعد رمضان میں کچھ نصیحت آمیز قصص کے بعد عشاء سے قبل بیعت ہوتی تھی اور بیعت ہونے والوں کی کثرت کی وجہ سے خادم حضرت کے بیعت کے الفاظ تکبیر کی طرح سے زور سے دہراتا تھا۔ اس شخص نے بھی بیعت کے الفاظ دیکھا دیکھی کہہ لیے اس کا ارادہ بیعت کا نہ تھا۔ مگر ان الفاظ کے کہنے کی برکت اور حضرت کا تصرف دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اس آدمی کی حالت دگرگوں ہوگئی۔ ایک رات ٹھہرنا جس کیلئے مشکل تھا، دو چار دن وہاں ٹھہرا اور سارے سینماؤں کے پتے پھاڑ دیئے۔ گھر واپس لوٹ آیا اور لاٹری کے پیسہ کا اس نے استعمال نہیں کیا۔

آج باقاعدہ اس کی داڑھی ہے۔ کرتہ پاجامہ پہنتا ہے، گاؤں والوں میں بھی اس کی نیکی کا چرچا ہے۔ مسجد کا متولی بھی بنایا گیا۔ اس کی وجہ سے دینی کام میں بہت فائدہ گاؤں والوں کو ہوا، اور بعد میں حضرت سے ذکر لے کر ذاکرین کے فہرست میں بھی آگیا۔ (حوالہ بالا)

## ۱۲۰۔ یہ بہت زیادہ ہے

ایک مخلص اور حضرت کے عاشق حضرت کو کبھی کبھی کچھ رقم ہدیہ کے طور پر دیا کرتے تھے ایک مرتبہ وہ حضرت کے پاس ایک لاکھ روپیہ لیکر آئے اور ہدیہ میں پیش کیا اور حضرت سے عرض کیا کہ ”حضرت میں نے یہ نیت کی تھی کہ بیرونی ممالک میں میری تجارت اگر ہو جائے تو اس میں سے جو نفع ہو اسمیں سے اتنا حصہ آپ کیلئے ہوگا“ وہ حصہ اب لے کر میں آیا ہوں“ حضرت نے فرمایا کہ بہت زیادہ ہے“۔ تم پہلے جتنا میرے مہمانوں کے مد میں دیا کرتے تھے اتنا ہی مجھے اب دیدو اور بقیہ لیجاؤ۔ مجبوراً اس تاجر کو تھوڑی رقم رکھ کر بقیہ واپس لینی پڑی۔ حضرت کے اس بے نفسی اور بے غرضی کے واقعات اس نوع کے بہت دیکھے۔ مثلاً بعض آدمی آئے اس میں سے ایک نے معمولی ہدیہ کی رقم پیش کی۔ حضرت نے بڑی خوشی سے قبول کرلی اور اس کے بعد والے ساتھی نے بڑی رقم پیش کی اس کو انکار کر دیا۔ انکار بھی ایسے لطیف طریقہ سے کہ وہ بھی مایوس نہ

ہو اور نہ رنجیدہ ہو۔ اس کو یہ کہتے کہ تیرے ساتھی نے دیدیا کوئی ضروری تھوڑا ہے کہ دوسرا ساتھی بھی دے، دوسری مرتبہ تم دیدینا۔ اب کے ضرورت نہیں وغیرہ وغیرہ۔ (خلفاء اکرام)

## ۱۲۱۔ ایصالِ ثواب پر مسرت

حضرت کے ایک مجاز جو اس وقت حضرت کے پاس مظاہر علوم میں بخاری شریف پڑھ رہے تھے۔ سال کے افتتاح پر بخاری شریف کے ختم پر انھوں نے کچھ ذی حیثیت طالب علموں سے چندہ کیا اور خود بھی بہت بھاری رقم نکال کر مٹھائی بانٹی، حضرت کو جب اس بات کا علم ہوا تو ان پر بہت ناراض ہوئے، اور عشاء کے بعد کی خصوصی مجلس سے ان کو نکال دیا۔ اُنھوں نے بہت معافی چاہی اور معافی کیلئے حضرت کے اعزہ سے سفارشات کرائیں۔ مگر سارا بے سود۔ تب انکو ایک بات ذہن میں آئی کہ انہیں چندہ دینے والے سارے حضرات نے ملکر قرآن پاک کا دیگر ایصال ثواب حضرت کو کیا اور اس کی اطلاع حضرت کو دی۔ اس بات پر حضرت بہت ہی خوش ہوئے۔ اور معاف کر کے فرمایا کہ شروع میں، میں بھی اس مٹھائی کے موافق تھا، مگر اب وہ بات نہیں رہی کچھ زبردستی اور شرما شرمی کی وجہ سے بھی کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا اب میں قائل نہ رہا بلکہ مخالف ہو گیا۔ (خلفائے کرام)

## ۱۲۲۔ سادات کی عظمت

ایک مرتبہ عین افطاری کے وقت سید صاحب کے یہاں سے ایک بچہ افطاری لینے کے لیے پہنچا۔ افطاری پلیٹیں اس وقت تقسیم ہو چکی تھیں، منتظم کے لیے بہت مشکل ہو گیا کہ افطاری ان کو دیں۔ بہر حال کسی طرح تھوڑی افطاری ان کو دیدی مگر ساتھ ہی منتظم نے اس بچہ کو ڈانٹا بھی کہ اگر آئندہ آنے میں دیر کر دی تو پھر افطاری نہیں ملے گی۔

حضرت کے کان میں اس گڑ بڑ کی آواز پڑ گئی۔ فوراً اسی وقت اس منتظم کو بلا کر بہت ڈانٹا کہ سید ہیں اس کا بھی لحاظ نہیں کیا اور اپنی خفگی کا اظہار کیا۔ اس منتظم نے بہت معافی چاہی مگر حضرت نے التفات نہ کیا۔ آخر اس سید بچے کے والد نے اس منتظم کی سفارش کی

۔تب حضرت نے فرمایا کہ مجھے اس سے دشمنی تھوڑی ہے ۔اس کے دل میں سیدوں کی عظمت ہو جاوے اس وجہ سے میں نے ایسا کیا۔ ورنہ قصور تو افطاری دیر سے لینے آنے کے لیے اسی کا تھا۔

## ۱۲۳۔ رات کیا کیا تھا؟

ایک مرتبہ حضرت نے ماہ مبارک میں ایک خادم کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کیا کرتا ہے ۔ دوسرے نئے خادم نے کہدیا کہ حضرت وہ کتابیں بیچتا ہے، حضرت نے پوچھا کہاں ہے۔اس نے کہا کہ مسجد کے اندر کے حصہ میں ہے۔بس اب کیا تھا! اس نئے خادم کی بات بظاہر ٹھیک تھی ۔ کیونکہ حضرت کے اس خادم نے کتابیں چھپوائی تھیں اور ان کی نکاسی کی فکر میں تھے۔اس شکایت کی خبر کسی طرح پرانے خادم کو بھی ہوگئی اور اس کو فکر لاحق ہوئی کہ کیا جواب دیا جائے کیونکہ مسجد میں بیع وشراء ناجائز ہے ۔ جبکہ سامان بھی موجود ہو اور اس پرانے خادم نے بیع وشراء کیا نہ تھا بلکہ اپنے ایک استاد کو ہدیۃً اپنی لکھی ہوئی کتاب پیش کی تھی ، تہجد کی نماز کے لیے جب حضرت کو وضو کے لیے مسجد سے لے جایا گیا تو دونوں خادم موجود تھے۔ حضرت استنجاء وغیرہ سے فارغ ہوئے اور جب مسجد میں جانے لگے تو دروازہ پر خادموں کو کہا کہ ٹھہر جاؤ۔ اور پرانے خادم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ رات کیا کیا تھا؟ حضرت کے اس سوال پر اس نے فوراً جواب دیا کہ حضرت کو جسنے اطلاع دی اس کو یہ پتہ نہیں کہ مسجد میں سامان کی موجودگی میں بیع شراء جائز نہیں میں نے تو اس کتاب کو ہدیۃً پیش کیا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ بس بس اور اس نئے خادم کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔ نیا خادم یہ دیکھ کر بہت شرمندہ ہوا کہ یہ بات میں نے کیوں کہی؟

## ۱۲۴۔ میرا حکم ہے کہ تم چلے جاؤ

ایک نیا خادم جس سے حضرت اپنے خطوط کا جواب بھی لکھوایا کرتے تھے۔اس کی شادی ہوگئی تھی ، مگر حضرت کو اسکی خبر نہ تھی چار ماہ کے بعد اچانک حضرت کو خیال آیا۔ پوچھنے پر دوسروں نے بتلایا کہ حضرت اس کی شادی ہوگئی ہے۔ صبح کو جب یہ خادم

حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت کا پہلا جملہ یہ تھا کہ تم گھر چلے جاؤ۔ یہ سن کر وہ خادم سوچ میں پڑ گیا اور سمجھنے لگا کہ مجھے سے ضرور کوئی غلطی ہوئی ہے۔ اس نے یہ سمجھ کہ معافی چاہی کہ مجھ سے جو غلطی ہوگئی ہو، معاف فرمادیں۔ حضرت نے فرمایا کہ معافی کی کوئی بات نہیں، ہم نے سنا ہے کہ تمہاری شادی ہوگئی ہے اور تمہیں گھر سے آئے بہت دن ہو گئے ہیں، اب گھر جاؤ، تھوڑے دن کے بعد پھر آجانا، یہ سنکر اس خادم کو اطمینان ہوا۔ مگر اس نے سوچا کہ پرانے کاتب اب تک آئے نہیں ہیں، دو چار دن میں آجائیں گے۔ اس وقت جانے میں کتابت کا حرج بھی حضرت کے یہاں ہوگا کہ خطوط کی آمد بہت کثرت سے ہے۔ اس نے حضرت سے یہی بات عرض کی فرمانے لگے، کہ اس کی کیا فکر ہے میرا حکم ہے کہ تم چلے جاؤ۔ اب کیا تھا حکم کے سامنے کون بولتا۔ اس نے کہا آج تو گاڑی سہولت کی نہیں کل صبح چلا جاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا اچھا۔ حیرت کی بات ہوئی کہ ایک پرانا خادم کاتب اسی رات کو بغیر اطلاع کے حضرت کے پاس آگیا۔ یہ حضرت کے اعتماد علی اللہ کی بھی بات تھی۔

## ۱۲۵۔ یہ میرا شروع سے بہت مخالف رہا ہے

ایک صاحب حضرت کے یہاں جب بھی آتے، حضرت چاہے خطوط لکھوا رہے ہوں یا اور کوئی کام کروا رہے ہوں۔ ان سے درمیان ہی میں ملاقات اور خیریت وغیرہ پوچھ کر پھر اپنا کام کرواتے۔ اگر وہ صاحب تعویذ وغیرہ کی فرمائش کرتے تو حضرت باوجود وہ تعویذ کا وقت نہ ہونے کے ان کو لکھوا دیدیتے۔ حضرت کے خدام ان کو بہت خاص آدمی سمجھتے کہ یہ تو حضرت کا خاص آدمی ہے۔

ایک دن حضرت نے ان کے جانے کے بعد خدام سے پوچھا، غالباً یہ پوچھنا اس وجہ سے تھا کہ وہ اس شخص کے دھوکہ میں نہ پڑیں۔ حضرت نے پوچھا کہ کیا اس شخص کو تم میرا مخلص سمجھتے ہو سب نے کہا ''جی'' فرمایا کہ یہ میرا شروع ہی سے بہت مخالف رہا ہے۔ بس اتنا ہی حضرت نے فرمایا اور اپنا کام شروع کر دیا۔

## ۱۲۶۔ جامع المشائخ ہوں

ایک مرتبہ ایک تعزیت کا خط لکھا جا رہا تھا۔ اس میں لکھوایا کہ میں بھی مرحوم کیلئے دعا کرتا ہوں اور ایصال ثواب کرتا ہوں۔ پھر زبانی فرمایا کہ حضرت تھانوی بھی یہ جملہ جب تعزیتی خط میں لکھواتے تو اسوقت تین مرتبہ قل ھواللہ پڑھ کر اس کو ایصال ثواب کر دیتے اور فرماتے کہ ایصال ثواب کر رہا ہوں (تا کہ جھوٹ نہ ہو) پھر ہنستے ہوئے فرما: میری قدر کرلو جامع المشائخ ہوں!۔

## ۱۲۷۔ اسکا کرتا لمبا ہے یا میری کمری

ایک دفعہ حضرت نے جمعہ کے غسل سے فراغت کے بعد ابھی تک لنگی اور کمری پہنی تھی کہ فرمایا حافظ جی! مجھے کھڑا کرو۔ چنانچہ ایک طرف حافظ صدیق صاحب نے دوسری طرف میں نے حضرت کا بازو پکڑ کر کھڑا کیا حضرت نے مجھے کھینچ کر اپنے قریب کھڑا کیا اور حافظ صدیق صاحب سے فرمایا کہ حافظ جی دیکھ اس کا کرتہ لمبا ہے یا میری کمری۔ حافظ صدیق صاحب نے فرمایا کہ آپکی کمری لمبی ہے۔

## ۱۲۸۔ تم نے آج میری اصلاح کر دی

جمعہ کے دن قبیل بیعت حسب معمول اعلان ہوا کہ یہ ناکارہ لب گور ہے، کسی اور سے بیعت ہو جاؤ، میں تو مرنے کو بیٹھا ہوں۔ اس پر ایک بڑے میاں نے جو متصل ہی بیٹھے تھے۔ عرض کیا حضرت ہم کون سے جینے کو بیٹھے ہیں؟ حضرت بہت ہی مسکرائے اور ہنسے پھر فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے یہاں ایک دیہاتی آیا اور پیڑے پیش کئے۔ حضرت نے قبول فرما کر تقسیم کر دیئے۔ اسکے بعد حضرت سے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا میں تو بیعت سے پہلے اور بعد میں کچھ لیا نہیں کرتا۔

اب تم دے چکے ہو، اس لیے بیعت سے معذوری ہے۔ اس دیہاتی نے کہا حضرت میرے پیڑے واپس فرما دیں۔ حضرت نے خادم سے فرمایا بازار سے پیڑے

خرید لاؤ اس پر دیہاتی نے عرض کیا میں تو وہی لوں گا جو میں نے دیئے تھے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہنس پڑے اور فرمایا تو نے میری اصلاح کر دی۔ اس کے بعد حضرت شیخ صاحب نے بھی ان بڑے میاں سے فرمایا تم نے بھی آج میری اصلاح کر دی۔

## ۱۲۹۔ تمہیں تو کوئی چوٹ نہیں آئی

کئی مرتبہ ہندو حجاز حضرت کی گاڑی (وہیل چیر) کے سامنے کھڈہ یا پہیوں کے نیچے کسی چیز کے آجانے کی وجہ سے توازن برقرار نہ رہ سکا اور حضرت گاڑی سے گر پڑے، ظاہر ہے کہ باقی جسم کے علاوہ چہرہ اور سر پر شدید چوٹ آئی تھی مگر خدام کو نہ جھڑکتے نہ ڈانٹتے بلکہ خادم سے بعض مرتبہ پوچھتے کہ تمہیں تو کوئی چوٹ نہیں آئی...... اس طرح ایک دفعہ عشاء کی نماز کے بعد مسجد نبوی سے نکل کر حضرت مسجد نور تشریف لے جانے کیلئے وین میں بیٹھے ہی تھے اور ابھی حضرت کا ہاتھ دروازہ پر تھا کہ کسی نے غلطی سے خوب زور سے وین کا دروازہ بند کر دیا اور حضرت کا دروازہ میں انگوٹھا پھنس گیا جلدی سے دروازہ کھول کر حضرت کے انگوٹھے کو دیکھا گیا۔ تو وہ پھول کر بالکل سیاہ ہو چکا تھا لیکن نہ کوئی ڈانٹ تھی، نہ یہ تحقیق کہ دروازہ کس نے بند کیا۔

## ۱۳۰۔ اب وقت بہت نازک ہے

ایک مرتبہ رمضان المبارک میں حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ آرام فرمارہے تھے اور یہ سیاہ کار حضرت کے سر پر تیل لگا رہا تھا۔ اس وقت حضرت اقدس نے دریافت فرمایا کہ کتنے مرید بنائے۔ اس سیاہ کار نے خاموشی اختیار کی۔ پھر دبی زبان میں یہ کہا کہ حضرت کے موجود ہوتے ہوئے میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس پر حضرت نے آہ بھری اور فرمایا تم یہ چاہتے ہو کہ تم حضرت جی بنے بیٹھے رہو اور لوگ آ آ کر مرید بنیں۔ بھائی اب وقت بہت ہی نازک ہے۔ اب تو لوگوں کو پکڑ پکڑ کر مرید کرنے ہوں گے اور اس کو چلانا ہوگا۔

(روایت مولانا غلام محمد سورتی)

## ۱۳۱۔ میری اُمّت کیلئے دُعاء کرو

حضرت نے ''الجمعیۃ'' وغیرہ اخبار میں شروع سے اعلان کروا دیا تھا کہ اعتکاف کی نیت سے کوئی آدمی یہاں پر نہ آوے کہ مسجد میں اعتکاف کی جگہ کی گنجائش نہیں آخری عشرہ میں غالبًا بہار کی ایک جماعت آئی اور چونکہ حضرت تک ان کی رسائی غیر معروف ہونے کی وجہ سے جلد نہیں ہوسکتی تھی۔ لہٰذا انھوں نے ایک پرچہ لکھا اس میں یہ تحریر فرمایا کہ آپ کا اعلان اخباروں میں ہم نے پڑھا اور آنے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔ مگر خواب میں سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھا۔ فرمایا کہ سہارن پور جاؤ اور زکریا سے میرا سلام کہہ دینا اور یہ بھی کہ میری امت کے لئے دعاء کرو۔

اس پرچہ کے بعد حضرت نے خصوصی طور پر عشاء سے قبل ہی اس جماعت کو بلایا اور اس دن بذاتِ خود دعاء کرائی اور امت کے لئے بہت دعائیں کیں اس دن کی دعا میں عجیب کیفیت تھی۔

## ۱۳۲۔ بریلی، انبہٹہ اور کاندھلہ

حضرت قدس سرہٗ کے ساتھ مکہ مکرمہ جانا ہوا تو مولوی لطیف الرحمٰن کاندھلوی ساتھ تھے، اور حضرت کے ایک خادم خاص بریلی کے تھے۔ دوسرے ایک خادم انبیٹھے کے تھے۔ ایک عرب صاحب آئے۔ تو انبیٹھے والوں سے پوچھا کہ آپ کس جگہ کے ہیں؟ تو سب ہنس پڑے۔ اس پر انہیں بہت غصہ آیا کہ میں جگہ کا پوچھ رہا ہوں اور یہ ہنس رہے ہیں، دوسرے سے پوچھا اس پر سب اور زیادہ ہنس پڑے تو انھیں غصہ کے ساتھ ساتھ تعجب بھی ہوا میں ان سے دور بیٹھ کر کچھ لکھ رہا تھا۔ وہ میرے پاس آئے، میں نے ان سے سنجیدگی سے بات کی تو وہ فرمانے لگے کہ یہ جگہ کے پوچھنے پر کیوں ہنس رہے ہیں، میں نے کہا کہ یہ جن جگہوں کے رہنے والے ہیں، وہاں کے لوگ حماقت میں مشہور ہیں۔ تو وہ کہنے لگے کہ یہ سب تو واقعی وہیں کے ہوں گے آپ نہایت با اخلاق ہیں آپ کہاں کے ہیں ان کے اس پوچھنے پر وہ سب پہلے سے زیادہ کھکھلا کر ہنسنے لگے تو انھوں

نے کہا کہ اب یہ کیوں ہنس رہے ہیں تو وہ تینوں کہنے لگے، کہ یہ بھی کاندھلے کے ہیں۔ جو حماقت میں سب سے زیادہ مشہور ہے۔ تو وہ کہنے لگے واللہ یہ وہاں کے نہیں ہو سکتے۔

## ۱۳۳۔ ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ ایسا ہوگا

مظاہر علوم کی شاخ میں پڑھنے والا ایک طالب علم پاگل ہو گیا۔ عصر کے بعد دم کیلئے حضرت کے پاس لایا گیا۔ تو وہ اپنے جنون میں ایک جملہ کی رٹ لگا رہا تھا ''ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ ایسا ہوگا'' اس کے جانے کے بعد حضرت نے فرمایا کہ مجھے تو اس کا جملہ بڑا ہی پیارا لگا۔ کل کو قیامت میں بھی یہی کہا جائیگا ''ہم نے کہا تھا ایسا ہی ہو گا'' چنانچہ مدتوں موقع کی مناسبت سے حضرت اسکا یہ جملہ نقل فرماتے رہے صرف دو یا تین دن اس کو دم کے لیے لایا گیا اور حضرت نے حکیم صاحب کے مشورہ سے ایک تیل منگوا کر دم کر کے لگانے کو دیا اور ہفتہ بھر میں وہ اچھا ہو گیا۔

## ۱۳۴۔ بے اطلاع آنیوالے مہمانوں کے لئے پیشگی انتظام

بار ہا ایسا ہوتا کہ حضرت مولانا نصیر الدین صاحب کو چائے کے بعد اوپر کتب خانہ میں تشریف لیجاتے وقت طلب فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ لونڈے کہہ رہے ہیں کہ دیگ نہیں پکی۔ مولانا فرماتے کہ ''تھوڑے پکوالوں''۔ حضرت فرماتے کہ نہیں ''دیگ ہی پکوالے''۔ وہ عرض کرتے کہ کوئی اہم اتنے مہمان ہے نہیں، بالآخر حضرت کے اس ارشاد پر دیگ پکتی اور دوپہر کے کھانے پر ایک بہت بڑا مجمع بلا اطلاع پہونچ جاتا۔ تب پتہ چلتا کہ انکے لئے پکی ہے۔ اس لئے معمول بن گیا تھا کہ جب بھی حضرت اس طرح بلا کسی اطلاع کے زیادہ کھانا پکواتے، تب سب سمجھ جاتے کہ عین وقت پر مہمانوں کی آمد ہوگی، چنانچہ ایسا ہی ہوتا۔

## ۱۳۵۔ وہ مٹی میری قبر پر ڈال دینا

مدرسہ قدیم مظاہر علوم کے جس کمرہ میں حضرت سہارن پوری نور اللہ مرقدہٗ کا قیام رہا

ہے۔اس کمرہ کی ۸۶ھ میں مرمت ہو رہی تھی اور دیواروں کا پلاسٹر اور فرش اکھاڑ کراز سرِ نو پلاسٹر اور لیپائی ہو رہی تھی، تو حضرت نے حکیم الیاس صاحب سے فرمایا کہ جو مٹی وہاں اکھیڑی جائے اس کو مدرسہ میں پیسہ داخل کر کے مری طرف سے خرید لو اور بوریوں میں بھر کر اپنے یہاں رکھ لو اور جو میں یہاں مر جاؤں تو وہ مٹی میری قبر پر ڈلوا دینا۔

## ۱۳۶۔ پیارے رویا نہیں کرتے

ایک دفعہ حضرت نور اللہ مرقدہٗ عشاء کے بعد نوافل سے فارغ نہیں ہوئے تھے۔(اس لیے کہ حضرت بڑی لمبی نفلیں عشاء کے بعد پڑھا کرتے تھے ) میں حضرت کے پیچھے بہت دور ایک کونے میں گھٹنے پر سر رکھ کر اسی تصور سے رو رہا تھا کہ مجھ میں اللہ کا نام لینے کی بھی اہلیت نہیں۔سنت اور نوافل کے بعد وتر حضرت کھڑے ہو کر پڑھا کرتے تھے۔

چنانچہ جب حضرت وتر کے لئے کھڑے ہونے لگے اور خدام سہارا دینے کیلئے پہنچے تو حضرت نے فرمایا کہ یوسف کو بلاؤ جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ ’’میرے پیارے رویا نہیں کرتے، فراغت کے بعد اگر میں زندہ رہا تو مجھ سے ذکر سیکھ لیجئے اور اگر میں مر گیا تو اپنے بھائی سے لیکر شروع کر لیجئے‘‘۔

اسی طرح حضرت نے مجمع کو ایک بات پر تنبیہ فرمائی، مجھے اپنے متعلق فکر ہو گیا کہ میں بھی اس میں مبتلا ہوں مسجد جا کر وضو کر کے قرآن پاک کی تلاوت شروع کی اور اپنے اوپر بہت رونا آیا۔ اتنے میں ایک خادم نے آکر کہا کہ حضرت یاد فرما رہے ہیں۔ کچے گھر میں جب حضرت کی خدمت میں پہنچا تو حضرت نے اشارہ فرمایا اور اپنے پاس بلایا۔مجمع بہت زیادہ تھا، تو حضرت نے میرے کان میں چپکے سے فرمایا کہ پیارے رویا نہیں کرتے تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے۔ (روایت مولانا یوسف متالا)

## ۱۳۷۔ چوبیس سالہ مستعمل کُرتہ اور چوالیس سالہ لنگی

ایک مرتبہ ۸۸ھ میں اپنے پہنے ہوئے کرتے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، کہ چوبیس سال سے اسی کرتے کو سردیوں میں پہن رہا ہوں اور لنگی کے متعلق فرمایا کہ میرے

پہلے سفر حج میں کسی نے ہدیہ کی تھی۔ (پہلا سفر حج ۴۴ھ میں ہوا اور یہ ارشاد ۸۸ھ میں ہوا، گویا چوالیس سال سے وہ لنگی استعمال میں تھی) اسی طرح حضرتؒ کے ذاتی تصنیف و تالیف والے کتب خانہ میں جو بوریا تھا۔ اس کے متعلق حضرتؒ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ۳۴ھ سے اسی طرح بچھا ہوا ہے۔ گویا چون سال سے یہ بوریا استعمال میں چلا آرہا تھا۔ اسی طرح حضرت کا ایک پائجامہ دس سال سے استعمال میں تھا اور پوری سردیاں اسی کو پہنتے، اسی طرح ایک کرتہ سترہ سال سے زیادہ حضرت کے پاس استعمال میں رہا کہ چھ ماہ سردیوں کے موسم میں اسی کو پہنتے۔

## ۱۳۸۔ وزیر اعظم اندرا سے جا کر کہہ دو

ایک سال رمضان کے بعد جب ہندوستان میں ایمرجنسی کے دوران نسبندی کے مظالم ہو رہے تھے تو ایک نسبندی کیمپ سہارن پور میں بھی لگایا گیا۔ اسکے بعض افسران مسلمان بھی تھے۔ جب وہ ایک دن حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے از خود نسبندی کا قصہ چھیڑا تو حضرت نے فرمایا کہ اپنی وزیر اعظم اندرا سے جا کر کہہ دو کہ اگر یہ مظالم رہے تو تمہاری کرسی بھی نہیں رہے گی۔ چنانچہ چند ماہ بعد ہی الیکشن میں نہ صرف کانگریس ہار گئی، بلکہ اندرا بھی اپنی سیٹ کھو بیٹھی۔

## ۱۳۹۔ یہاں دیکھو

حضرت کے یہاں بیرونی لوگ اور اندرونی ملک کے خاص لوگوں کے خطوط کا اندراج ہوتا تھا۔ کیوں کہ وہ لوگ بعض مرتبہ اپنے پہلے خط کا حوالہ دیتے تھے۔ نیز ان میں اہم بات بھی ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ مولوی یوسف متالا کا خط آیا اس میں بھی اپنے پہلے خط کا حوالہ تھا اور حضرت کی طرف سے جواب نہ پہونچنے کی فریاد تھی۔ حضرت نے کاتب سے کہا کہ اندراج کی کاپی لاؤ۔ اور اس میں مولوی یوسف کے جواب دینے کی تاریخ دیکھ لو۔ ابھی اندراج کی کاپی نئی ہی اس وقت شروع ہوئی تھی۔ حضرت کو تو نزول آب کی وجہ سے دکھائی دیتا نہ تھا۔ کاتب نے تلاش کیا مگر نہ ملا۔ حضرت نے دو تین مرتبہ تلاش کروایا

۔اور کہا کہ غور سے دیکھو مگر اس کو نہ ملا۔ حضرت نے فرمایا کاپی مجھے دیدو اور ایک دو ورق پلٹانے کے بعد ایک جگہ انگلی رکھ کر فرمایا یہاں دیکھو۔ کاتب کے حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہاں پر مولوی یوسف کے خط کا اندراج اور اسکے جواب کا اندراج موجود تھا۔

## ۱۴۰۔ ایک مدینہ کی طرف ایک رائے پور کی طرف

حضرت سید انور حسین نفیس صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں رائے پور سے سہار نپور حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں رائے پور سے چلا تھا تو حضرت کے ہاں ایک گفتگو ہو رہی تھی حضرت گفتگو فرما رہے تھے۔

یہاں حضرت شیخ کی خدمت میں سہارن پور آ کر دیکھا تو وہی بات یہاں بھی ہو رہی تھی۔ تو میں نے حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت یہ عجیب بات ہو رہی ہے کہ میں رائپور سے چلا تو یہی بات وہاں ہو رہی تھی وہی بات یہاں بھی ہو رہی ہے تو حضرت نے بڑی محبت سے میری طرف دیکھا اور فرمایا۔ کہ دیکھو جو اوپر ہمارا بالا خانہ ہے یہ میرا بالا خانہ تم دیکھتے ہو فرمایا۔ اس کی دو کھڑکیاں ہیں ایک مدینہ کی طرف کھلتی ہے ایک رائے پور کی طرف اور فرمایا کہ جب یہاں کی بات وہاں پہنچتی ہے۔ تو وہاں کی بات یہاں کیوں نہیں پہنچتی ؟ (روایت سید انور حسین نفیس صاحب)

## ۱۴۱۔ اُنگلی حلق میں ڈال کر کھانا نکال دیا

سہارن پور میں حضرت سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک شخص نے دعوت کی، حضرت نے قبول فرمالی۔ اس نے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی بھی دعوت کی۔ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے انکار کر دیا، انھوں نے جا کر حضرت سہارن پوری سے عرض کیا کہ حضرت میں نے میاں زکریا کی دعوت کی انھوں نے قبول نہیں کی۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ ''کیوں میاں زکریا! تم نے کیوں دعوت قبول نہیں کی، کیوں انکار کر دیا؟ چلوان کے یہاں راضی ہو گئے، اچھی بات، گئے، جا کر کھانا بھی کھایا، واپس آ کر انگلی حلق میں ڈال کر قے کر دی، جو کچھ کھایا تھا۔ کسی نے پوچھا حضرت کیا بات تھی؟ بتاتے نہیں تھے۔ مگر ہر ایک کا کوئی منہ چڑھا ہوتا

ہے۔اس نے اصرار کر کے پوچھ ہی لیا۔فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ اس شخص کا کھانا جائز نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ اس کی آمدنی حرام کی ہے سود لیتا ہے اس لیے میں نے انکار کر دیا تھا اور حضرت کو علم نہیں تھا۔حضرت نے قبول کر لی تھی۔حضرت کے لئے قبول کرنا جائز ہوا۔میرے لیے انکار کرنا درست ہوا۔اس نے میرے حضرت سے مجھ پر زور ڈلوایا ۔اب میں اس پریشانی میں مبتلا ہوا کہ اگر وجہ بتلاتا ہوں۔تو اس کی حضرت کی نظروں میں تحقیر و تذلیل ہوتی ہے۔نہیں بتاتا تو حرام کھانا لازم آتا ہے۔تو میں نے سوچا کہ حرام کی اذیت میری ذات تک محدود ہے،اس کا عیب نہیں کھلے گا۔اس کی تحقیر و تذلیل نہیں ہوگی، اس لیے میں نے اس کو برداشت کرلیا، جا کر کھالیا اور پھر آکر میں نے قے کر کے نکال دیا۔الحمدللہ میں تو اس سے محفوظ رہا،حضرت کی طبیعت البتہ خراب رہی۔

## ۱۴۲۔ بھرے طباق میں سے تین کھجوریں

ایک صاحب حج سے آئے اور ایک بڑا طباق کھجوروں کا بھر کر حضرت شیخ کی خدمت میں لائے ، شیخ اس کو دیکھ کر کچھ مسکرائے اور فرمایا کہ: میرے پاس تو کھجوریں براہِ راست مدینہ طیبہ سے بھی آتی رہتی ہیں۔تم کو تو اور جگہ بھی تقسیم کرنا ہوگی۔تمہاری خاطر میں دو تین کھجوریں اُٹھالیتا ہوں، باقی تقسیم کر دینا۔

چنانچہ تین کھجوریں شیخ نے اٹھالیں وہ شخص نہایت شرمندہ ہوا آنکھیں نیچی خاموشی سے اپنا طباق اُٹھا کر چلدیا۔میں نے باہر آکر جب اس سے پوچھا کہ بھائی کیا بات ہے تمہارے اوپر اس کا بہت اثر ہوا۔اس نے کہا:

بس جی ہم نے دیکھ لیا قیامت میں بھی اسی طرح چھانٹ ہو جائیگی۔مدینہ پاک کی یہی تین کھجوریں تھیں۔باقی سب دوسری تھیں۔میری دلداری کیلئے فرمایا: کہ میرے پاس تو براہِ راست بھی آجاتی ہیں۔تمہیں تو اور جگہ بھی تقسیم کرنی ہوگی۔

میں نے کہا تم کو کیا ضرورت تھی طباق بھر کر لانے کی۔تمہارے پاس تین کھجوریں تھیں،مدینہ پاک کی یہی تین لے آتے۔

# ۱۴۳۔ حضرت شیخ کے پاس بھیجو

ایک صاحب سہارن پور آئے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ سے بیعت ہونے کی نیت سے، عصر کے وقت مدرسہ قدیم کی مسجد میں ملاقات کی۔ اپنا ارادہ ظاہر کیا حضرت نے فرمایا آج ٹھہرو گے؟ انھوں نے کہا جی، آج ٹھہروں گا۔ شیخ نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا بہت اچھا کل صبح فجر کی نماز کے وقت یہاں موجود رہنا اور اس وقت حضرت رائے پوری کے پاس میں جا رہا ہوں۔ اور آپ بھی جاؤ بہٹ ہاؤس میں حضرت رائپوری ٹھہرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ چلے گئے۔ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ بھی وہاں پہونچ گئے۔ وہ بتلاتے تھے: حضرت رائپوری کو بتلایا کہ حضرت یہ کانپور سے آئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہاں نہیں یہاں نہیں۔ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کے پاس بھیجو، حضرت شیخ کے پاس بھیجو۔

حالانکہ انھوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں بیعت کیلئے آیا ہوں۔ بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ شروع سے حضرت نے فرمانا شروع کر دیا۔ پھر شیخ کے پاس آئے۔ بیعت ہوئے یوں کہتے تھے میری ڈاڑھی مونچھ مونڈی ہوئی تھی۔ مجھے بڑا فکر تھا کہ دیکھئے کتنا عتاب ہوگا مگر حضرت نے کچھ نہیں فرمایا بیعت فرمالیا۔

# ۱۴۴۔ میں آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت کرونگا

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ سہارن پور تشریف لائے۔ رات کا وقت تھا کھانا نوش فرمایا۔ اس کے بعد حضرت اوپر والے کمرے میں ساتھ لے گئے اور کمرے کے سامنے ٹین کے نیچے حضرت کی چارپائی تھی، اس چارپائی کی پائنتی ٹھیک کی بستر ٹھیک کیا، وہاں حضرت کو بٹھایا اور خود سامنے مونڈے پر بیٹھ گئے۔ حضرت مدنی نے فرمایا آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ جایئے اپنا کام کیجئے۔ شیخ نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ میں آپ کی چہرہ مبارک کی زیارت کروں گا۔ حضرت نے فرمایا! اچھا ہمارا چہرہ مبارک ایسا ہے؟ اس کے بعد تھوڑی دیر حضرت مدنی لیٹے اور انداز یہ ہوا کہ سو گئے۔ شیخ جاکے کام میں مشغول ہو گئے۔ حضرت مدنی نے یہ بھی فرمایا تھا: کہ آپ کو جب میں تنہائی میں یکسوئی کے ساتھ کام کرتا

ہوا دیکھتا ہوں، تو مجھے بڑا رشک آتا ہے۔ مجھے یہ جلسے چین نہیں لینے دیتے، کام نہیں کر دیتے شیخ نے فرمایا: مجھے کیوں مطعون فرمایا کرتے ہیں؟ اخیر شب میں حضرت مدنی کو تشریف لیجانا تھا۔ حضرت مدنی سو گئے میں وہاں سے چلنے لگا شیخ نے فرمایا کہ! تو بھی کچے گھر میں لیٹ جا۔ کہاں جارہا ہے؟

میں کچے گھر میں لیٹ گیا۔ تانگے والے سے کہدیا تھا۔ اخیر شب میں وہ آیا۔ اس نے جگایا اور اٹھے۔ جلدی سے مولوی نصیر مرحوم نے چائے تیار کی حضرت کے واسطے، حضرت شیخ کے گھر والے اس وقت موجود نہیں تھے۔ جب چائے آئی تو حضرت مدنی نے بڑے تعجب سے پوچھا، یہ کیسے آئی، کہاں سے آئی، کیا ہوا؟ شیخ نے کہا، حضرت! ذکیہ کی ماں تو ہمیں اسوقت انڈا بھی کھلایا کرتی تھی۔ حضرت نے فرمایا! آپ عورتوں کا کام مردوں سے لینا چاہتے ہیں؟ میرے جی میں اس وقت تقاضا ہورہا تھا کہ حضرت مدنی اپنی چائے میں کچھ عنایت فرمادیں مگر میں کہہ نہیں پاتا تھا۔ حضرت نے خود ہی فرمایا۔

آج تو ہمارا دل چاہتا ہے کہ اپنی جھوٹی چائے مولوی محمود کو پلائیں، یہ ناراض تو ضرور ہونگے لیکن آج تو ضرور پلانا ہی ہے ان کو۔

وہ چائے مجھے دینے لگے، شیخ نے حضرت کے ہاتھ سے لے لی، لیکر اس میں سے کچھ پی کر مجھے عنایت فرمائی اور پھر یہ تانگہ میں بیٹھ کر چلے گئے، جہاں جانا تھا۔

## ۱۴۵۔ سانپ بھی چشتی معلوم ہوتا ہے

ایک مرتبہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ اپنے کمرے میں اوپر بیٹھے ہوئے تھے۔ جمعہ کا دن تھا ہم لوگ بھی تھے سڑک پر کوئی سانپ والا گزار رہا تھا، بین بجاتا ہوا اس طرف توجہ ہو گئی تو حضرت نے فرمایا: سانپ بھی چشتی معلوم ہوتا ہے۔

## ۱۴۶۔ ہاں ہاں بس حضرت ٹل گئی

ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ سہارنپور تشریف لائے، اور سیدھے شیخ کے کمرہ میں اوپر پہنچ گئے، جمعہ کا دن تھا، حضرت شیخ اپنی تصنیف میں مشغول

تھے ۔اس حال میں کہ کرتہ بدن پر نہیں تھا اور کرتا قریب رکھا ہوا تھا وہ بھی پھٹا ہوا تھا۔ بس حضرت کو دیکھ کر حضرت شیخ اٹھے، کرتہ پہنا۔حضرت رائپوری نے جبھی آدمی بھیج کر بازار سے کپڑا منگوا کر شیخ کے لیے کرتا سلوایا اور مولانا اشفاق الرحمٰن صاحب کی اہلیہ زیر علاج تھی۔ان کی عیادت کے لیے جانے کا ارادہ تھا شیخ سے فرمایا آپ نہیں چلیں گے؟

شیخ کو اپنے اسباق کی وجہ سے کچھ عذر تھا۔تو حضرت نے فرمایا کہ اس غریب کے جنازہ کی نماز تو آپ کو ہی پڑھانی ہے۔شیخ نے فرمایا! ''ایسا نہ کہیں، ایسا نہ کہیں جب رائپور جایا کرتے ہیں وہ بیچاری بہت خاطر کرتی ہے۔وہ حلوا پکا کر بھی کھلایا کرتی ہے، ایسا نہ کہیں، بھائی الطاف نے بھی کہا ایسا نہ کہیں۔حضرت ہنسنے لگے فرمایا! مریض کی وہی حالت ہوتی ہے۔ادھر یا اُدھر میرے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔اگر میرے کہنے سے کچھ ہوتا ہے تو اچھی بات ہے میں نہیں کہوں گا۔شیخ نے فرمایا! ہاں، ہاں، بس حضرت ٹل گئی ٹل گئی ٹل گئی۔

شیخ بھی گئے حضرت بھی گئے ادھر شام کو حضرت مولانا الیاس صاحب دہلی سے تشریف لائے، ایک رات تک یہ حضرات بھی واپس آگئے۔طے یہ تھا کہ اگلے روز دیوبند چلیں گے۔کیوں کہ حضرت مدنی کے یہاں صاحبزادہ نمبر۲ مولانا ارشد صاحب کی ولادت ہوئی تھی۔یہ کہہ کے ارادہ کیا تھا، ان حضرات نے کہ حضرت مدنی سب کا ناطقہ بند ہی رکھتے ہیں مٹھائی میں۔تو اب ہمیں بھی موقع ملا ہے، ہم بھی چلیں گے، مٹھائی کا مطالبہ کریں گے۔حضرت حافظ فخر الدین صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔وہ اس سلسلے میں کچھ نہیں بول رہے تھے۔حضرت مولانا الیاس صاحب نے فرمایا کہ! آپ نہیں چلیں گے؟ پوچھا! حضرت کس مد میں؟ فرمایا! مد کیا ہوتا ہے؟ ایک بزرگ کی خوشی میں شرکت ہے۔علماء کی مجلس ہے، صحبت ہے، اور کیا مد ہوتا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ!

حضرت! میرے بدن پر یہ دیسی کپڑے ہیں حضرت مدنی فرمادیں گے، کیوں پہنے ہیں؟ میں انکے سامنے کچھ کہہ نہ سکوں گا۔حضرت فرمادیں گے توبہ کر، اس لیے مجھے تو معاف کردیں میں تو جاؤں گا نہیں۔

باقی تینوں گئے۔ رات میں وہاں ٹھہرے صبح کو نماز پڑھتے ہی حضرت شیخ نے حضرت رائپوری سے فرمایا کہ! پہلے آیئے میرٹھ چلیں گے۔ مولانا عاشق الٰہی صاحب اس وقت بیمار تھے۔ حضرت مدنی نے فرمایا کہ ابھی بکرے منگواتا ہوں، ذبح کروں گا، عقیقہ ہوگا۔ آج عقیقہ کا گوشت کھا کے جانا ہے۔ حضرت شیخ کا اصرار کہ میرٹھ جلدی پہنچنا ہے۔ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ نے تو صاف فرمادیا کہ بھائی! حضرت مدنی کو ناخوش کرکے میں تو جاتا نہیں میں تو یہیں ٹھیروں گا۔ حضرت رائپوری کبھی مولانا الیاس کی طرف دیکھتے کبھی شیخ کی طرف دیکھتے۔

شیخ نے فرمایا: مولوی حسین احمد بھی زندہ سلامت ہیں، مولوی الیاس بھی زندہ سلامت چلو دیر ہو رہی ہے، جلدی چلو۔ کہا اچھا۔

میرٹھ پہنچ کر معلوم ہوا کہ رات آخیری شب میں مولانا عاشق الٰہی صاحب کا انتقال ہوگیا اور وصیت یہ کہ تھی میری تجہیز و تکفین مولانا عبدالقادر صاحب و شیخ الحدیث کریں گے اور ابھی ابھی سہارن پور تار دیا ہے۔ شیخ کو بلانے کیلئے۔

یہاں تار پہنچا، مولانا عبداللطیف صاحب کے پاس وہ اس تار پر گئے۔ ایک تار انھوں نے دیوبند دیا شیخ کے نام مگر شیخ تو روانہ ہو چکے تھے اور وہ بھی پہنچ گئے، جنازہ میں شرکت تھی، وہاں جا کے نماز جنازہ پڑھائی۔

## ۱۴۷۔ اچھا تم پان کھاتے ہو

ایک مرتبہ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت شیخ گنگوہ گئے۔ صاجزادی صاحبہ (حضرت گنگوہی کی صاجزادی) پردے کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھیں، یہ حضرات پردے کی دوسری جانب بیٹھے۔ انھوں نے وہاں سے تھالی میں دو پان رکھ کر پیش کیے ایک بڑا تھا، ایک چھوٹا تھا۔ حضرت سہارن پوری نے بڑا پان اٹھایا۔ انھوں نے ادھر سے فرمایا کہ یہ بڑا ان صاجزادے صاحب کا ہے۔ ان کا منہ ہی نہیں بھرتا چھوٹے میں اس لیے بڑا پان ان کے واسطے دیا حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اچھا تم پان کھاتے

ہو؟ لو یہ پان ہے۔ شیخ نے کہا نہیں نہیں، حضرت نوش فرمالیں۔

شیخ نے شرما کر لے لیا، وہاں نہیں کھایا تھا، ہاتھ میں لئے رہے، جب وہاں سے اُٹھ کر چلنے لگے دروازہ پر پہونچکر چپکے سے کھالیا تھا۔

## ۱۴۸۔ شیخ کو تقاضا ہوا

حج کا زمانہ قریب تھا، مجمع زیادہ تھا، روضہ اقدس پر حاضری کا موقع نہیں تھا، حضور ﷺ کی خدمت میں کس طرح حاضر ہوں۔ اس لیے شیخ کو تقاضہ ہوا کہ کسی طرح سے بھی مجھے بھی پہنچاؤ۔ فرمایا: مدرسہ شرعیہ میں سب سے اوپر کی چھت پر لے چلو، چنانچہ وہاں لے جایا گیا۔ وہاں سے صلوٰۃ وسلام عرض کیا حاضر ہو کر۔

## ۱۴۹۔ تمنا اور خواہش یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا اتباع ہو

ایک مرتبہ ہندوستان سے حجاز جانے کیلئے سفر کی تیاری تھی مگر تردد تھا کہ تشریف لیجائیں یا نہ لے جائیں۔ عصر کے بعد مدرسہ قدیم کی مسجد میں جمعہ کے روز ذکر ہوتا تھا، میں بھی ذکر میں مشغول تھا۔ الحاج ابوالحسن نے آکر مجھ سے کہا کہ حضرت کا ارشاد ہے کہ:

’’استخارہ کرو، استخارہ کر کے بتاؤ کہ میں سفر میں جاؤں یا نہ جاؤں‘‘؟

میں نے کہا یہ تو میں بتا دوں گا بغیر استخارہ کے، کہا کہ: ’’نہیں استخارہ کا حکم ہے آئندہ جمعہ کو آؤ تو استخارہ کر کے آنا‘‘ آئندہ جمعہ میں حاضر ہوا تو فرمایا مفتی جی بتاؤ میں جاؤں یا نہ جاؤں؟

میں نے کہا کہ! حضرت! میں نے ایسا دیکھا کہ حضرت کھڑے ہوئے ہیں۔ نہایت قوی کسی قسم کے ضعف کا اثر محسوس نہیں ہوتا اور بالکل خاموش ہیں۔ پنڈلیاں کھولی ہوئی ہیں یہ مجھے معلوم نہیں کہ اوپر لنگی ہے پاجامہ مگر پنڈلیاں کھلی ہیں اور پنڈلیوں پر نشانات ہیں، جیسے جھاڑ جھنکاڑ میں کوئی آدمی چلے اس کے لگنے سے نشانات ہو جاتے ہیں اور ایک جھنڈا ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑے ہیں جو سفید ہے، اس کے اوپر بڑی شعاعیں ہیں۔ جو بڑی دور تک جارہی ہیں لندن، افریقہ، امریکہ وغیرہ ممالک میں جارہی ہیں اور جہاں پر

وہ شعاعیں پہنچتی ہیں۔ وہاں پر ایک چھاپ لگ جاتی ہے ''محمد رسول اللّٰہ'' اور آپ خاموش ہیں، کوئی آس پاس نہیں ہے۔ میں یوں خواب میں سوچ رہا ہوں کہ وہ دستر خوان کے مریدان با اخلاص کہاں ہیں؟ ان میں سے کوئی نہیں ہے، غور کر کے دیکھا چار آدمی نظر آئے۔ دور فاصلہ پر ایک مولانا منور حسین صاحب، ایک مولانا عبدالرحیم صاحب، ایک قاری امیر حسن صاحب ایک مولانا عبدالجبار صاحب۔ اور چاروں کے چاروں اتنے ضعیف اور مضمحل ہیں۔ جیسے معلوم ہوتا ہے ابھی سخت بیماری سے اٹھے ہوں۔ اور ان کے چہروں پر خون کے آثار تک محسوس نہیں ہوتے کہ بدن میں خون ہے۔ بول کوئی کچھ نہیں رہا۔ سب خاموش ہیں۔

حضرت شیخ نے یوں فرمایا خواب سن کر کہ ''اچھا بتاؤ محمد رسول اللہ کیوں لکھا ہوا تھا لا الٰہ الا اللہ کیوں نہیں؟'' میں نے کہا!

وہ تو ظاہر ہے کہ حضرت کا جو کچھ کام ہے وہ اہل توحید میں ہے۔ منکرین توحید میں نہیں جو کلمہ پڑھنے والے ہیں ان کے پاس کلمہ کا پہلا جز و تو موجود ہے۔ آپ کی تمنا اور خواہش یہ ہے کہ ''محمد رسول اللّٰہ'' کا اتباع ہو۔ انہیں لوگوں میں آپ کا کام ہے اور انشاء اللہ کام آپ کا دور تک دیگر مما لک میں پہنچے گا۔ (حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہی)

## ۱۵۰۔ جب وقت آئے گا تم کو طلب کر لیا جائیگا

ایک مرتبہ جس زمانہ میں بخاری شریف کا سبق بھی پڑھاتے تھے اور ''لامع الدراری'' کی تصنیف بھی جاری تھی۔ مولانا سلیم صاحب نے مکہ مکرمہ سے ٹکٹ بھی بھیج دیا۔ حضرت پر بڑا تردد تھا۔ جاؤں یا نہ جاؤں مجھ سے ایک مرتبہ تنہائی میں فرمایا کہ ''مفتی جی! ایک گفتگو کرو اور دیکھو مناظرانہ گفتگو کرنا، یہ نہیں ہو کہ جی حضرت، جی حضرت۔''

فرمایا کہ ''بتاؤ کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں ......؟ میں نے کہا!'' جی! ضرور جائیں۔''

کہنے لگے: ''کیوں جاؤں؟ فریضہ تو میں پہلے ادا کر چکا حج کا'' میں نے کہا وہ جگہ

ایسی ہے ہی نہیں کہ جہاں یہ سوال ہو کیوں جاؤ؟ پھر فرمایا کہ! میری تعلیم کا حرج ہوگا ، بخاری شریف کے سبق کا حرج ہوگا، کتاب کی تصنیف کا حرج ہوگا۔ میں نے کہا!

کوئی بات نہیں، کل ایک مہینے کی بات ہے، ایک مہینہ میں جتنا حرج ہوگا سبق کا۔ اس کی تکمیل انشاء اللہ بعد میں آپ فرمالیں گے۔ لہٰذا حرج نہیں۔ اور تصنیف کا یہ حال ہے کہ اس کو ساتھ لیتے جائیں۔ وہاں ایک گھنٹہ کام کے لیے مقرر کرلیں۔ فرمایا کہ! میں کتاب نہیں لے جائیگا، میری کتاب ضائع ہوجائیگی میں نے کہا کہ!

جی نہیں کتاب تو ضائع نہیں ہوگی۔ کتاب انشاء اللہ آپ کی حیات میں مکمل ہوگی، طبع ہوگی۔ دنیا کو نفع پہونچے گا۔ اور میرے پاس اس کی دلیل اسکے سوا کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی محنت کو ضائع نہیں کرتے۔ ضیاع سے حفاظت فرمایا کرتے ہیں۔

فرمایا کہ: بھائی میں نے ایک درخواست کر رکھی ہے کہ مجھے مدینہ طیبہ میں قبر کی جگہ مل جائے۔ اور مجھ سے وعدہ ہے کہ اس وقت تو جاؤ پڑھاؤ۔ جب وقت آئیگا۔ تم کو طلب کرلیا جائیگا میں اس طلب کو وہ طلب کیوں نہ سمجھوں۔ میں نے تو درخواست دی نہیں۔ دوستوں نے درخواست دیدی ہے۔ میرا پاسپورٹ غائب تھا وہ بھی مل گیا کہ جلدی وہاں سے آگیا۔ یہ سب انتظامات ہو رہے ہیں، تو اس طلب کو وہ طلب کیوں نہ سمجھوں میں پھر وہاں سے نہیں آنے والا۔ میں نے کہا: اس وقت تو آپ تشریف لیجاویں واپسی کے ارادہ سے، اگر وہاں وہ روکیں رک جائیں۔ کتاب کے متعلق یہ ہے کہ ایک گھنٹہ وہاں کام کرلیا کریں۔ اس کا بھی حرج نہیں ہوگا۔ ''بلانا خالی اسی واسطے تھوڑے ہی ہوتا ہے۔ اعزاز واکرام کے لئے بھی ہوتا ہے، انعامات دینے کے لیے بھی ہوتا ہے اور یہ طلب وہ طلب تو ہے نہیں'' آپ نے پوچھا: کیوں؟ میں نے کہا کہ: اس واسطے کہ جب آدمی کی تمنا اور طلب پوری ہوتی ہے۔ تو اسکے قلب میں ایک بشاشت ہوتی ہے۔ آپ کے قلب میں بشاشت نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ طلب یہ نہیں، وہ طلب پھر کسی اور وقت ہوگی۔ پھر فرمایا: میں کیوں جاؤں؟ میں نے کہا کہ: اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں کی ہدایت کیلئے اپنے اولیاء کو جیل خانے بھجواتے ہیں، وہاں جا کر ان کے ذریعہ سے ہدایت ہوتی ہے۔ نہیں معلوم کس کس کے مقدر میں آپ کے

ذریعہ سے ہدایت لکھی ہوئی ہے کہ وہ ہندوستان نہیں آسکتا۔ حجاز جانا اس کو آسان ہو۔ وہاں آپ سے ملاقات کرکے آپ کے ذریعہ ہدایت ہوسکتی ہے۔ (حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہی)

## ۱۵۱۔ آفتابِ نبوت کے سامنے چراغ کا اضمحلال

ایک روز فرمایا کہ ”میں نے دیکھا ہے کچھ سو رہا تھا کچھ جاگ رہا تھا، آواز میرے کان میں آئی۔ ”طلبت زکریا للباقین“۔

بس پھر شرح صدر ہوگیا تھا جانے کے لیے تشریف لے گئے، مجھے بھی حجاز اسی سال جانا تھا۔ مدرسہ صولیتہ میں پہنچ کر میں نے دریافت کیا کہ ”حضرت کے قلب کا کیا حال ہے؟ فرمایا۔ اب تک تو وہی ہے سکون نہیں۔ میں نے کہا! مولوی سلمان کا خط آیا ہے میرے پاس۔ اس میں لکھا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ واپس تشریف لے آئے۔“

میں نے مولانا انعام الحسن صاحب سے پوچھا کہ کیا حضور ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی تھی واپسی کی تو انھوں نے بتلایا کہ ہاں اجازت تو جبھی دیدی تھی۔ جب ہم پہونچے تھے۔ شیخ نے فرمایا: یہاں بھی خواب دیکھ رہے ہیں کہ مستقل قیام یہیں ہوگا۔ میں نے کہا: جی وہ بھی خواب تھا یہ بھی خواب ہے۔ کہا: ہاں وہ تو خواب ہی ہے۔

پھر وہاں سے مدینہ طیبہ جب تشریف لے گئے۔ تو میں نے پوچھا وہاں پہنچ کر کہ اب کیا حال ہے؟ فرمایا اب بالکل سکون ہے۔ جس روز میں مدینہ طیبہ سے چلنے لگا۔ تو میں نے مصافحہ کیا۔ اس وقت چپکے سے مجھے بتلایا کہ:

میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں رخصتی سلام کے لئے روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور وہاں میرا انتقال ہوگیا اور میں نے اس خواب کا تذکرہ انعام و ہارون سے نہیں کیا کہ بچے رونا شروع کردیں گے۔ میں نے کہا: حضرت یہ وہ انتقال تھوڑے ہی ہے یہ تو آفتاب نبوت کے سامنے چراغ کا اضمحلال ہے۔ یہ بات کرکے میں وہاں سے چلا آیا تھا۔ (ایضاً حوالہ بالا)

## ۱۵۲۔ یہ ناکارہ کہاں اس قابل ہے

حضرت شیخ قدس سرہٗ نے خود ہی خواب دیکھا اور تخلیہ میں اس ناکارہ سے فرمایا کہ! دو فرشتے آئے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ ان کا کوئی گناہ رجسٹر میں ہے تو دوسرے نے جواب دیا۔ کوئی گناہ نہیں۔ اس ناکارہ نے عرض کیا: اولئك الذين يبدّل الله سيئا تهم حسناتٍ تو سرد آہ کھینچ کر فرمایا کہ یہ ناکارہ کہاں اس قابل ہے۔

## ۱۵۳۔ اب تو آپ کی ذمہ داری بہت بڑھ گئی

ایک صاحب نے خواب بیان کیا کہ ایک مجلس ہے جس میں حضرت شیخ ہیں اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت رائپوری ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اکابر موجود ہیں تو حضرت مدنی مسکرا کر حضرت شیخ سے فرما رہے ہیں "اب تو آپ کی ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے"۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ! میں نے اس کو یہ کہکر ٹال دیا کہ اکابر کے وصال سے واقعی ذمہ داری بڑھ گئی ہے کہ ان کے متوسلین کی تعلیم و تربیت کا خیال کرنا پڑ رہا ہے پھر یہ تحریر کیا کہ "گنگوہ حاضر ہو کر حضرت قطب صاحب کے مزار پر حاضر ہونے لگا تو یہ آواز آنے لگی۔ بچے کہاں جاؤ ہو یہیں پڑے رہو"۔

یہ آواز بیٹھنے کے بعد بھی بار بار آتی رہی۔ جب تک وہاں رہا۔ یہ نہیں کہہ سکتا کہ کان سے آواز آرہی تھی یا دل میں آواز ہو رہی تھی۔ تم بتلاؤ کہ کیا بات تھی؟ میں نے جواباً عرض کیا کہ: یہ تو میرے تاثرات کی تصدیق ہے، جناب کو اللہ تعالیٰ نے مقام قطبیت سے نوازا ہے ۔مزید نعمتوں سے انشاءاللہ سرفراز فرمائیں گے جواب موصول ہوا۔

تمہاری ترجمانی اب تو مولانا علی میاں صاحب کر رہے ہیں ان کا اصرار ہے کہ ان کے ساتھ حجاز کا سفر کروں ۔ تمہاری تو مشغولی ہے ورنہ لکھتا کہ فلاں تاریخ تک سہارن پور آجاؤ یہ ناکارہ حاضر خدمت ہوا۔

## ۱۵۴۔ سفر حجاز کے موقعہ پر ذوق وشوق اور جذب واستغراق

اکابر مرکز تبلیغ نظام الدین کے سفر حجاز سے واپس ہونے کے بعد حضرت کی سفر حجاز کی تیاری شروع ہوئی۔ دروازہ بند کر کے اندر دونوں چوبتروں پر سامان پھیلا دیا گیا کہ کونسا سامان ساتھ جائیگا اور کون سا یہاں رہے گا۔ مغرب بعد تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ بس حضرت نوراللہ مرقدہٗ حاجی ابوالحسن صاحب اور بندہ اور غالباً حافظ صدیق تھے اور بس کہاں تک لکھوں یہ منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ نہ لکھنے سے اور نہ سنانے سے اس کا تعلق ہے۔ مغرب سے تقریباً پون گھنٹہ بعد اکابر نظام الدین حضرت جی، مولانا انعام الحسن صاحب مدظلہ، مولانا عمر صاحب مدظلہ، مولانا ہارون صاحب مرحوم نے اندر آنے کے لئے دروازہ کی زنجیر کھٹکھٹائی۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ حضرت نے سنی۔ ان سنی کر دی۔ حاجی ابوالحسن صاحب نے دبی زبان سے کہا حضرت جی وغیرہ نظام الدین سے آئے ہوئے ہیں۔ حضرت نے توجہ نہیں فرمائی۔ سامان درست کراتے رہے۔ بار بار زنجیر کھٹکھٹانے پر فرمایا کون ہے؟ حاجی ابوالحسن صاحب نے کہا کہ دہلی کے حضرات معلوم ہوتے ہیں، قدرے تامل کے بعد فرمایا، دیکھو کون ہے؟ حاجی ابوالحسن صاحب نے دروازہ کھول دیا۔ اکابر اندر آئے، سلام کیا۔ مگر حضرت متوجہ نہیں ہوئے۔ سامان درست کراتے رہے۔ قدرے تامل کے بعد فرمایا! منور یہاں ہو؟

میں نے عرض کیا جی حاضر ہوں۔ تو حضرت نے فرمایا: کیا میں حجاز جا رہا ہوں یا نہیں؟ میں نے عرض کیا تشریف لے جا رہے ہیں۔ غالباً قدرے تامل کے بعد تین دفعہ مجھ سے فرمایا: منور تم ہو! کیا میں حجاز جا رہا ہوں یا نہیں؟

''میں نے عرض کیا تشریف لے جا رہے ہیں''۔ قربان جاؤں اس ادا پر۔ پھر مولوی ہارون مرحوم سے فرمایا! کیا ہارون میں حجاز جا رہا ہوں یا نہیں؟ اگر چہ تم لوگ نہیں گئے۔ مولوی ہارون مرحوم تو میری طرف بالکل خاموش جھک گئے۔ کاٹو تو لہو نہ نکلے پھر مولانا محمد عمر صاحب سے فرمایا! کیا مولوی عمر تم لوگ مجھے حجاز نہیں لے گئے۔ تو جا رہا ہوں یا

نہیں؟ تو موصوف بالکل سکتہ میں رہے۔ کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب سے فرمایا۔ کیا مولوی انعام تم لوگ مجھ کو حجاز نہیں لے گئے۔ تو جا رہا ہوں کہ نہیں۔ تو حضرت جی مدظلہٗ نے آبدیدہ ہو کر بڑی سنجیدگی سے فرمایا:

اب تو حضرت یہی کہا جائیگا کہ مقدر میں نہیں تھا۔ تب حضرت نے بڑی خندہ پیشانی سے سلام جواب عنایت فرمایا۔ اور فرمایا کہ اچھا مولوی انعام الحسن صاحب ہیں۔ مولوی عمر ہیں مولوی ہارون ہیں۔ پھر ملاطفت فرمائی، مزاج پرسی کی اور خاطر و مدارات کروائی اور احوال سفر معلوم کرتے رہے۔ (روایت مولانا منور حسین صاحب)

## ۱۵۵۔ اری جا۔ چلی جا

جب یہ ناکارہ درسِ حدیث کیلئے مظاہر بلایا گیا تھا۔ تو اخیر سال میں سخت بیمار ہو گیا تھا۔ آپ بھی اس سال مشکوٰۃ شریف پڑھتے تھے۔ بیماری میں میری کیفیت عجیب ہو گئی تھی۔ مولانا عبدالرحیم صاحب متالا سے حضرت کو کہلا بھیجا۔ حضرت نوراللہ مرقدہٗ نے فرمایا:

''اری جا چلی جا'' بس میری وہ قبض کی کیفیت جاتی رہی۔

## ۱۵۶۔ اچھا چلا جائیگا

ایک مرتبہ بہت پہلے میں نے حضرت سے عشاء کے قریب اپنی قلبی قساوت کی شکایت کی تو فرمایا ''اچھا'' بس حضرت کے کمرہ سے اُترتے ہوئے یہ شکایت کی۔ اور زینہ سے اُترنے بھی نہ پایا تھا کہ رونا شروع ہو گیا۔ کھانا بھی رات کو نہیں کھایا رات بھر دن بھر روتا ہی رہا۔ مغرب کے بعد جب حاضری ہوئی میں نے عرض کیا کہ حضرت کل رات سے اب تک میری یہ حالت رہی ہے کہ روتا ہی رہا۔ تو فرمایا ''اچھا چلا جائیگا'' چنانچہ فوراً سکون ہو گیا۔ (حوالہ بالا)

## ۱۵۷۔ دل کا حال عجیب ہوتا گیا

ایک دفعہ یہ واقعہ پیش آیا کہ سردی کا زمانہ تھا۔ میں اوپر کام کرتا رہا۔ اور حضرت

نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ اور جاتے ہوئے زینہ کا نیچے کا دروازہ مقفل فرمادیا چابی اپنی جیب میں رکھ لی میں اندر بند۔ جب حضرت نماز سے فراغت کے بعد تشریف لائے۔ تو دروازہ مقفل پایا۔ سوچ میں پڑ گئے کہ منور گیا تو مجھے چابی دیکر کیوں نہیں گیا۔ اپنا بند کرنا حضرت کو یاد نہیں رہا۔ چابی کس کے حوالہ کر گیا۔ دیر تک حضرت دکان کے سامنے ٹہلتے رہے۔ سوچتے رہے۔ اچانک ہاتھ جیب میں گیا تو چابی ملی۔ اوپر تشریف لائے۔ تو دیکھا کہ منور موجود ہے۔ انہیں ایام میں مجھے قسادتِ قلب کی کیفیت تھی۔ یا قبض کہہ لیجئے۔ زینہ کے سر پر اترتے ہوئے عرض کیا تو فرمایا:

اچھا جاتا رہے گا بندہ زینہ سے اترتا رہا اور دل کا حال عجیب ہوتا گیا۔ زینہ سے اترا تو بے ساختہ رونا آ گیا۔ قیام گاہ پر آیا۔ نماز پڑھی مگر رونا موقوف نہیں ہوا کھانے پر بیٹھا تو کھانا نہیں کھایا گیا۔ رات بھر یہی کیفیت رہی۔ صبح بھی یہی حال رہا۔ شاخ پڑھانے کے لئے گیا۔ دن بھر یہی حال رہا۔ غرض یہ کہ جب حضرت کی خدمت میں بعد مغرب حاضر ہوا اور کام میں مشغول ہو گیا۔ تو بھی وہی کیفیت رہی۔ تخلیہ ہونے پر عرض کیا کہ کل عشاء کے وقت سے اب تک دل کا عجیب حال ہے۔ بس رونا ہی رونا آتا ہے۔ تو فرمایا! اچھا چلا جائے گا۔ پھر کیا تھا۔ حالت سابق بدستور ہو گئی۔ (حوالہ بالا)

## ۱۵۸۔ آثار سلطان الاذکار

ایک دفعہ ایسا حال پیش آیا کہ چوکی سے اُتر رہا تھا کہ دونوں پیر بے شان وگمان لڑکھڑا گئے۔ کیا بات ہوئی۔ یہ تو اللہ ہی کو معلوم مگر سُنا جاتا ہے کہ سلطان الاذکار میں ایسی بات پیش آتی ہے۔ اس طرح ایک دن ایسا ہوا کہ کھانے کے بعد ہاتھ دھونا کے لئے کھڑا ہوا تو بے شان وگمان دونوں پیروں میں ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ ایک دیوار اور ایک دوسرے صاحب کے سہارے کھڑا ہو سکا۔ حضرت کو لکھا یا ان سے ذکر کیا، صحیح یاد نہیں کہ مجھے لقوہ یا فالج کا خطرہ ہو رہا ہے۔ فرمایا! نہیں، جب ایسی کیفیت ہو۔ تو اپنے آپ کو مطالعہ کتب وغیرہ میں مشغول کر ڈالو۔

# ۱۵۹۔ جاؤ جا کر آرام کرو

ایک دفعہ سہارن پور میں عید کا دن تھا۔ تقریباً گیارہ بجے دن کو سب احباب واپس چلے گئے۔ بندہ اکیلا حضرت کے پاس رہ گیا، حضرت خاموش تھے میں اکیلا تھا۔ معلوم نہی کیا ہوا۔ کہ میرے جسم کا ایک ایک ریشہ سخت نقل وحرکت میں آ گیا۔ جس کی وجہ سے حضرت کے سامنے بیٹھے رہنا دشوار ہو گیا، کبھی دائیں ہاتھ کو زمین پر ٹیک کر سہارا دیا۔ اور کبھی بائیں ہاتھ پر، کبھی اس پہلو پر کبھی اس پہلو پر، مگر بیٹھنا بہت دشوار ہوا۔ حضرت نوراللہ مرقدہٗ کو ادراک ہوا تو فرمایا ''جاؤ جاؤ آرام کرو'' (روایت مولانا منور صاحب)

# ۱۶۰۔ بندہ کی شان عاجزی وتواضع کی ہونی چاہئے

ڈاکٹر اسماعیل نے کچھ سلوک کی باتیں اس ناکارہ سے دریافت کی تھیں۔ اس پر بندہ نے حضرت ہی کے حکم سے انکا جواب بھی لکھ کر بھیجا تھا۔ اس میں رابطہ نسبت کے متعلق کچھ تحقیقات لکھنے کے بعد یہ لکھدیا تھا، من ذاق دریٰ ومن لم یذق لم یدر۔ اس پر حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ نے جرح فرمائی تھی۔ اس کا مطلب یہ کہ اس جملہ میں درپردہ دعویٰ ادراک ہے۔ بندہ کی شان عاجزی وتواضع کی ہونی چاہے۔ (حوالہ بالا)

# ۱۶۱۔ حضرت کا تبرک میں چکھوں گا

ایک مرتبہ حضرت نوراللہ مرقدہٗ نے مجھے زیتون کا ایک ڈبہ دیا اور فرمایا: اس کو گھر لے جانا، گھر والوں کو کھلانا۔ اور خود کھانا۔ ابا جان کو نہ دینا۔ ورنہ وہ مریدوں میں بانٹ دیں گے...... جب میں آیا۔ تو حضرت والد صاحب سامنے تشریف فرما تھے۔ میں نے ازخود حضرت والد صاحب نوراللہ مرقدہٗ کے پاس جا کر ساری باتیں نقل کر دیں۔ جو حضرت رائپوری نے فرمایا تھا۔ اس پر حضرت والد صاحب نوراللہ مرقدہٗ فرمایا ''کہ جا گھر میں لیجا'' میں نے جب اصرار کیا کہ نہیں یہیں رکھ لیں تو حضرت والد صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ:

''نہیں، لے جا، جب حضرت نے منع فرما دیا۔ تو پھر کیوں یہاں چھوڑو۔ جب تم ا

س ڈبہ کو کاٹو گے تو دو چار دانے مجھے بھی اوپر دار التصنیف میں دیدینا۔ حضرت کا تبرک میں بھی چکھ لوں گا۔ (روایت مولانا محمد طلحہ صاحب)

## ۱۶۲۔ دو نشان قلب پر

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کا غیر معمولی رعب اور عظمت میرے اوپر طاری ہوتی تھی اور ان کے سامنے سے گزرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ حضرت کی شفقت اپنے اوپر بے انتہا محسوس کرتا تھا۔

ایک مرتبہ واپس ہردوئی ہونے لگا تو حضرت نے بغور نظر کر کے دیکھ لیا تو عرصہ تک مجھے یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ نشان قلب پر حضرت کی نظر کے پڑ گئے ہیں اور مجھے روشنی بھی معلوم ہوتی رہی نظر کے نور کی۔ (روایت قاری امیر حسن صاحب ہردوئی)

## ۱۶۳۔ سید سلیمان ندوی اس پر میرے معتقد ہو گئے

بندہ ایک مرتبہ کچے گھر کھانے کے وقت دیر سے پہنچا۔ اور حضرت نور اللہ مرقدہٗ سے ایک گستاخانہ بحث بھی کی۔ جس کا افسوس اب تک ہے۔ حضرت نے پہونچتے ہی فرمایا کہ جگہ خالی نہیں بیٹھ جا۔ میں نے کہا بیٹھ کر کیا کروں گا؟ فرمایا: قل ھو اللہ پڑھ کر ایصال ثواب کر۔

میں نے پوچھا کس کو؟ ......فرمایا!......مجھ کو......عرض کیا زندوں کو؟ فرمایا:......تو نے مشکوۃ شریف نہیں پڑھی؟......عرض کیا پڑھی تو ہے۔ فرمایا:...... مسجد عشار والی روایت نہیں پڑھی؟......عرض کیا پڑھی تو ہے۔ پوچھا کہ! کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا مشکوٰۃ کتاب الفتن میں...... یہ روایت مشکوٰۃ کتاب الفتن باب الملاحم کی فصل ثانی میں ہے......حضرت نور اللہ مرقدہٗ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: مولانا سید سلیمان ندوی اس حدیث پر میرے معتقد ہو گئے۔ ''فرمایا'' ایک مرتبہ سید صاحب تشریف لائے۔ انھوں نے یہ حدیث معلوم کی۔ میں نے کہا ابوداؤد میں ہے۔ سید صاحب نے پوچھا کہ کہاں ہے؟ میں نے کہا کتاب الملاحم میں۔ اور پھر کتاب منگا کر دیکھا بھی دی۔'' (روایت مولانا محمد یونس صاحب)

# ۱۶۴۔ حضرت مولانا فخر الدین صاحب کا اعزاز واکرام

ایک دفعہ جمعہ کے دن میں حضرت کے پاس ملاقات کے لیے سہارنپور گیا۔ حضرت کے یہاں جمعہ کی عصر کے بعد کا وقت کس قدر قیمتی تھا۔ حضرت کے خلفاء خوب جانتے ہیں۔ دیوبند سے جاتے وقت حضرت استاذی سیدی وسندی مولانا سید فخر الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ:

''حضرت شیخ الحدیث صاحب سے میرا سلام عرض کر دینا اور کہنا کہ آج میں فلاں وقت سہارن پور پہنچ رہا ہوں اور پہلے آپ کے پاس آؤں گا۔ ملاقات کر کے مراد آباد جاؤں گا''......

اتفاقاً جو گاڑی کا وقت سہارنپور پہونچنے کا تھا۔ وہ جمعہ کے دن عصر کے بعد کا تھا۔ میں یہ سمجھا کہ حضرت مولانا سید فخر الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے ڈانٹیں گے تو نہیں مجھے، مگر چہرے پہ حضرت شیخ الحدیث صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شکن ضرور پڑے گی۔ میں نے اطلاعاً جا کر عرض کر دیا۔ اور حضرت کے چہرے پر نظر رکھی کہ حضرت کے چہرے پر شکن پڑتی ہے یا نہیں۔ یعنی حضرت شیخ الحدیث صاحب سہارن پوری کے یہاں جمعہ کے دن عصر کے بعد کا وقت بڑا قیمتی ہے۔ ذکر الٰہی کا وقت ہے۔ یہ ملاقات اور بات چیت کا وقت ہے ہی نہیں، ناگوار گزرے گا۔ چہرے پر شکنیں پڑیں گی۔ مگر حضرت نے ہنس کر فرمایا:

''بہت اچھا، حضرت سے کہہ دینا انتظار رہے گا۔''

اس روز اتفاقاً دارالعلوم دیوبند میں شوریٰ ہو رہی تھی۔ حضرت مولانا سید فخر الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت مقررہ پر جانا چاہا۔ مگر حضرت مولانا اسعد صاحب نے روک لیا کہ حضرت شوریٰ کے ختم ہونے کے بعد جاویں۔ آپ کے جانے کے بعد گڑبڑ ہوگی۔ شوریٰ عشاء کے بعد ختم ہوگئی۔ اور حضرت مولانا سید فخر الدین احمد رات کے ایک بجے سہارن پور پہنچے۔ حضرت شیخ انتظار میں تھے۔ اور کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔ حضرت نے

رات کے ایک بجے تک بخار کی حالت میں انتظار کیا اور رات کے ایک بجے حضرت شیخ الحدیث صاحب سہارن پوری نے حضرت مولانا سید فخر الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے ساتھ بیٹھ کر چند لقمے بھی کھائے۔ (روایت مولانا فیض الحسین صاحب دیوبندی)

## ۱۶۵۔ کیا بیعت کے بغیر کوئی کمال تک نہیں پہنچ سکتا

اس سیاہ کار کے ذہن میں یہ تھا کہ کچھ اشکالات حضرت سے حل کر کے بیعت ہوں گا۔ چوں کہ بیعت کے بارے میں میں جب بھی کبھی سوچا تو کبھی بھی حضرت شیخ کے علاوہ کوئی اور ذہن میں نہ آیا تھا۔ جب تخلیہ میں وقت موعود پہ حاضر ہوا تو کچے گھر کے صحن میں حسب معمول حضرت شیخ چارپائی پر ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ اور اس سیاہ کار کو کواڑ لگا کر پاس والے چبوترے پر بیٹھنے کے لیے فرمایا اس عاجز نے ذرا سے سکوت کے بعد چھوٹتے ہی یہ سوال کیا کہ ''حضرت بیعت کے بغیر کوئی کمال تک نہیں پہنچ سکتا؟ تو حضرت نے جو کہ ٹیک لگائے تھے ٹیک چھوڑ کر بہت زور سے فرمایا۔

''پہنچ سکتا ہے۔ کون کہتا ہے کہ نہیں پہنچ سکتا''؟

اس پر اس سیاہ کار پر جیسے برف گر گئی۔ چونکہ میرے ذہن میں تھا کہ حضرت فرمائیں گے کہ نہیں پہونچ سکتا۔ اور میں اپنے دلائل دونگا اور جو جواب حضرت دیں گے ان کے آگے جوابات بھی سوچ رکھے تھے۔ اور ایک لمبا خاکہ ذہن میں بنایا ہوا تھا۔ حضرت کے اس زوردار اور بالکل خلاف توقع جواب سے وہ ساری عمارت ہی گر گئی۔

اور پھر دوسرے ہی لمحے اس سیاہ کار نے اپنے دونوں ہاتھوں سے حضرت کا دستِ مبارک تھام لیا کہ پھر مجھے بیعت فرمالیں۔ اور حضرت نے بھی بالکل کسی ادنیٰ تامل کے اپنے دونوں ہاتھوں سے میرے ہاتھ پکڑ کے فرمایا: ہاں، ضرور۔ (روایت مولانا عبد الحفیظ صاحب مکہ مکرمہ)

## ۱۶۶۔ گھڑی کے بغیر نظام نہیں قائم رہ سکتا

ایک دفعہ یہ سیاہ کار گاڑی چلا رہا تھا۔ حضرت ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ بقیہ ساتھی پیچھے تھے۔ حضرت نے وقت پوچھا (یہ سیاہ کار اس زمانہ میں اہتمام سے گھڑی نہیں پہنتا

تھا۔ حضرت کو بھی اس کا علم تھا اور اسی کا گویا خیال فرما کر ذرا سا غصہ سے فرمایا، تم تو کہدو گے گھڑی نہیں ہے''۔

اور پھر غصہ ہی میں سکوت فرمایا۔ جس کا اس سیاہ کار پر اثر ہوا۔ پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا'' پیارے! تم جیسے مشغول آدمی کو تو اہتمام سے ہر وقت گھڑی رکھنی چاہئے ورنہ نظام نہیں قائم ہوسکتا۔ (مولانا عبدالحفیظ صاحب)

## ۱۶۷۔ بھاگ جا۔ اب کیوں آیا ہے

ایک مرتبہ مغرب کی نماز کے بعد جب حضرت طویل نفلوں سے فارغ ہوئے میں مسجد ہی میں مطالعہ میں مصروف تھا۔ حضرت نے یاد فرمایا۔ میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ آج عشاء کے بعد آجائیو۔ عشاء کے بعد جب حضرت تشریف لے گئے۔ مجھے جانے میں دیر ہوگئی یا بھول ہی گیا تھا کہ اچانک خادم بلانے آئے کہ حضرت بلا رہے ہیں۔ جیسے ہی کچے گھر میں قدم رکھا۔ نہایت زور سے ڈانٹ کر حضرت نے فرمایا!

''بھاگ جا، اب کیوں آیا؟'' پہلی ڈانٹ دارالطلبہ کی مسجد میں خیر سے سنتوں کے دوران دور سے پڑی تھی۔ اس لیے تحمل ہوگیا تھا۔ مگر اب کے صرف قَابَ قَوْسَیْن کے فاصلہ سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ جلال کیسے برداشت ہوتا۔ مگر نہ معلوم حضرت کی اندرونی شفقت کا اثر ظاہری مصنوعی ڈانٹ پر غالب رہا کہ مجھے ہنسی آگئی۔ اس پر حضرت بھی مسکرا دیئے۔ اور تبسم کے ساتھ فرمایا:

ابے! تجھے کہا تھا کہ عشاء کے بعد آجانا۔ لے یہ کھالے اور بھاگ جا۔ پھر تو اس مجلس کی حاضری بھی مستقل ہوگئی اور اس میں ضابطہ کے حصہ کے علاوہ حضرت کے دست مبارک سے حضرت کے بقیہ تبرک سے ضرور حصہ لگتا۔ اور کبھی یہ فرما کر بار بار ملتا کہ ارے احمد حسین! تجھے تو ملا ہی نہیں۔ کبھی فرماتے۔ مجھے تو ہر دفعہ میں تو ہی نظر آوے ہے۔

اللہ تعالیٰ معاف فرمادے کہ بالکل ہی ان شفقتوں کی قدر نہ کی۔ (روایت مولانا یوسف متالا)

## ۱۶۸۔ میں نے آپ کیلئے تربوز رکھوار کھا ہے

ہمارے دوست چودھری شاہین صاحب نے اپنا واقعہ سنایا کہ میں مفتی مقبول احمد صاحب کے ساتھ مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ! رات عشاء کے بعد کھانے پر میرے یہاں آجایا کرو اور وقت ملے تو عصر کے بعد کتابہ ہوتی ہے اس میں آجانا۔

اور مفتی صاحب سے فرمایا۔ فجر کے بعد ذکر ہوتا ہے جی چاہے تو اسمیں شرکت کر لیا کریں۔ چنانچہ ہم عشاء کے بعد حاضر ہوتے رہے...... ایک مرتبہ راستہ میں تربوز دیکھ کر میں نے مفتی صاحب سے کہا کہ اسے خرید کر رکھ لیا جائے۔ تو رات تک ٹھنڈا کھانے کے قابل ہو جائے گا۔ مگر اذان ہوگئی اس لیے خرید نہ سکے۔ حسب معمول عشاء کے بعد حضرت کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے میں فارغ ہو کر اٹھنے لگا۔ حضرت نے فرمایا کہ:

میں نے آپ کیلئے تربوز فریز ر میں رکھوار کھا ہے۔ خوب ٹھنڈا ہو گا تشریف رکھئے ابھی آرہا ہے۔ (جناب چودھری شاہین صاحب)

## ۱۶۹۔ مصافحہ کے ساتھ تینوں باتوں کا جواب

جب حضرت دوسری مرتبہ انگلستان تشریف لائے تو میں زیارت کے ساتھ تین تمنائیں لیکر حاضر خدمت ہوا۔

(۱)۔ ایک یہ کہ حضرت کی خدمت میں کچھ رقم پیش کرنا چاہتا ہوں۔

(۲)۔ دوسرے حضرت کو گلاسکو تشریف بری کی دعوت دینی تھی

(۳)۔ تیسرے جی چاہتا تھا کہ مسجد کیلئے حضرت کی طرف سے تبر کا چندہ مل جاتا۔ مصافحہ کے ساتھ تینوں باتوں کا جواب مل گیا فرمایا کہ میں نے یوسف سے وعدہ لیا تھا کہ میں کہیں اور جاؤں گا نہیں۔ صرف ایک دن تبلیغی مرکز جاؤں گا۔ دوسرے یہ کہ وہاں کسی سے ہدیہ نہیں لوں گا۔ میں نے تو خود ہی تمہاری مسجد کے لئے کچھ پیش کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے۔ یہ فرما کر ایک سو پونڈ مرحمت فرمائے۔ (چودھری شاہین صاحب انگلستان)

## ۱۷۰۔ تیرے رونے نے مجھے کھینچ لیا

۷ ذی قعدہ ۸۶ھ کو چونکہ حضرت کا اچانک سفر حج ہوا کہ دہلی حاجیوں کو الوداع کرنے تشریف لے گئے تھے۔ ہمیں الوداع فرما کر خود ہی وہاں سے آگے شریک قافلے ہوگئے۔ اس لیے دہلی مطار پر اچانک جدائی کا دل پر سخت صدمہ ہوا اور اتنا رویا کہ حضرت کے سامنے چیخیں نکل گئیں۔ جس کے متعلق حضرت نے واپسی کے بعد فرمایا کہ! مطار پر تیرے رونے نے مجھے کھینچ لیا۔'' اور وہاں سے گرامی نامہ سے بھی نوازا۔ اور واپسی کے بعد ایک لنگی مرحمت فرمائی۔ جس میں ایک پرچہ پر چند سطور تحریر تھیں کہ'' اسی میں میں نے عمرہ کیا ہے اور یہ زمزم میں بھگوئی گئی ہے۔ اس لیے خیال رکھنا کہ یہ ناپاک نہ ہو''۔ اور اس سفر سے واپسی پر جب حضرت کار کے ذریعہ دہلی سے سہارن پور پہونچے تو سیکڑوں کا مجمع ایک دم مصافحہ کیلئے آگے بڑھا۔ حضرت نے فرمایا کہ! اس وقت کسی سے مصافحہ نہیں ہوگا۔ مسجد میں جائیں وہاں مصافحہ ہوگا۔ جب گھر میں پہونچے تو فرمایا کہ پہلے تجھے مل لوں۔ یہ فرما کر معانقہ فرمایا اور جب مسجد سے واپسی میں حضرت کا ناک کا کپڑا وہاں سے اٹھتے ہوئے گر گیا۔ جو میں نے اٹھا کر جیب میں رکھ لیا اور کچے گھر پہونچ کر حضرت کے مطالبہ پر میں مسکرا دیا تو حضرت نے فرمایا کہ ارے حرمین کے سارے آنسو اسی میں ہیں۔ (روایت مولانا یوسف متالا)

## ۱۷۱۔ میں تو آج اسی کو کھاؤں گا

ایک مرتبہ حضرت مغرب کی نماز کے لئے تشریف لیجارہے تھے۔ حضرت کے مکان کے برابر میں جہاں شیخ عالم کا مکان ہے۔ وہاں خالی میدان ہے۔ جہاں کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہے۔ خدام نے تربوز کاٹ کر چھلکے وہاں پھینکے ہوئے تھے۔ حضرت کو ان چھلکوں میں کچھ سرخی نظر آئی۔ دو چار ٹکڑے اٹھوا کر دیکھے تو سب میں تھوڑی سرخی پائی۔ غصہ میں فرمایا!

کون تھا اس طرح کاٹنے والا؟......ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔'' ان سب کو لیجا کر دھو

کر سرخ حصہ کاٹ لو"۔ اور رات کو عشاء کے بعد کی مجلس میں سب سے پہلے اسی میں خود کھایا اور فرمایا کہ "یہ کوڑے پر سے اٹھا کر اس میں سے کاٹا گیا ہے۔ جس کا جی چاہے اسے کھائے۔ میں تو آج اسی کو کھاؤں گا۔" (حوالہ بالا)

## ۱۷۲۔ بچھو کے ڈنک کا اثر جاتا رہا

ایک شب مسجد نور کے مہمان خانہ سے باہر کھلے میدان میں حضرت کی چارپائی کے قریب ریت پر بستر بچھا کر میں سو رہا تھا کہ بچھو نے کاٹا۔ آنکھ کھلی تو انگلی کے ساتھ لٹک رہا تھا۔ ہاتھ جھٹکا تو دور جا کر گرا، تکلیف اور جلن بہت زیادہ تھی۔ اس خیال سے کہ حضرت کی نیند خراب ہوگی۔ ہاتھ پکڑ کر بیٹھا رہا۔ حضرت تہجد کیلئے بیدار ہوئے تب عرض کیا۔ حضرت وضو فرما کر تشریف لائے اور کچھ پڑھ کر لعاب دہن ڈنک کی جگہ لگا دیا۔ ساتھ ہی تکلیف کافور ہوگئی۔ ذرا بھی اثر نہ رہا۔ (روایت مولانا یوسف متالا)

## ۱۷۳۔ آج پھر ملک الموت آئے تھے

ایک مرتبہ تہجد کے وقت جب میں وضو کرانے لگا، پوچھا: کون؟ میں نے عرض کیا یوسف۔

فرمایا!...... "آج پھر ملک الموت آئے تھے" میں نے پوچھا حضرت نے کوئی خواب دیکھا؟"

فرمایا...... "نہیں، میں لیٹا ہوا تھا بیدار ہی تھا کہ تشریف لے آئے اور مسکراتے ہوئے بڑی دیر تک باتیں کرتے رہے"............ ملک الموت کی بیداری میں یہ دوسری زیارت تھی۔ (روایت مولانا یوسف متالا)

## ۱۷۴۔ جن کا تم رات انتظار کر رہے تھے

میری پیشانی پر ایک بڑا دُنبل نکلا۔ حکیمی علاج جاری تھا۔ اس سلسلے میں ایک علاج کے متعلق یہ بتلایا گیا کہ اس دوا سے سارا مواد تحلیل ہو جائے گا۔ رمضان کی راتیں تھیں اور

سحری کھانے میں ابھی کافی دیر تھی۔ تکلیف مجھے اتنی شدید ہوگئی کہ میں یہ سمجھا کہ یہ میرا آخری وقت ہے۔ گھر والوں سے باصرار میں نے سحری کھانے کو کہا۔ یہ سوچ کر کہ اگر میں مرگیا تو یہ سب سحری کھانے سے رہ جائیں گے۔ اسی تکلیف کی شدت میں، میں کبھی آنکھیں کھول رہا تھا۔ کبھی بند کررہا تھا کہ اب ملک الموت آنے والے ہوں گے۔ مگر وہ تکلیف ورم کی تحلیل ہونے کی تھی۔ آہستہ آہستہ مجھے افاقہ ہوا۔ اور حسبِ معمول صبح جب میں اوپر کتب خانہ میں تھا۔ پیچھے سے سیڑھی کا دروازہ بند تھا۔ تو ایک خوب صورت آدمی میرے سامنے آئے میں نے پوچھا کون ہو؟ کہنے لگے وہی جنکا تم انتظار کررہے تھے۔ میں نے کہا پھر اب لے چلئے۔ فرمانے لگے ابھی نہیں۔'' (روایت مفتی مقبول احمد صاحب)

## ۱۷۵۔ میرے مرنے کا فکر نہ کرو

برطانیہ کے دوسرے سفر میں شدت ضعف کی بناء پر جب حضرت ہسپتال داخل کیے گئے۔ داخلہ کے دوسرے دن ہمیں حالت تشویشناک معلوم ہوئی۔ اس قدر کے لندن سے مدینہ طیبہ تک خصوصی طیارہ کے لئے بھی بات چیت کرلی گئی۔ جب حضرت صحت مند ہوکر دارالعلوم واپس تشریف لائے اور اس کا تذکرہ آیا۔ تو حضرت نے فرمایا! میرے مرنے کا فکر نہ کرو، میں ابھی مرتا نہیں ہوں، ''مجھ سے وعدہ ہے''۔

اس کے بعد فرمایا کہ...... ''ملک الموت کی زیارت والا خواب تو تم نے سنا ہوگا کہ میں ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں بیمار ہوا۔ اسی دوران میں نے خواب دیکھا۔ دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان میرے پاس آئے۔ میں نے پوچھا کون؟'' کہنے لگے ملک الموت؟ میں نے کہا پھر لے چلئے فرمانے لگے یہاں نہیں آپ مدینہ طیبہ پہنچیں گے۔ میں وہاں آؤں گا۔

اس کے بعد مکہ مکرمہ سے جب میں مدینہ طیبہ آگیا تو خواب میں دیکھا کہ وہ خوب صورت نوجوان کی شکل میں جارہے ہیں۔ میں نے کہا اور تم نے کہا تھا کہ جب مدینہ طیبہ پہنچ جاؤ گے تو میں آؤں گا۔ اب میں پہونچ گیا ہوں۔ تو ہنس کر فرمانے لگے ابھی تم سے

کچھ اور کام لینا ہے۔'' انتقال سے تقریباً تین دن قبل حضرت نے کونے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا! دیکھو! وہ شیطان کھڑا ہے۔ تمہیں نظر آ رہا ہے؟''

(حسب نظام پہنچ تو گیا جیسا کہ احادیث میں خبر دی گئی ہے مگر آگے بڑھنے کی جرأت کہاں سے لائے)

تین چار روز قبل ہی مولوی نجیب اللہ صاحب حضرت کو استنجاء کرا رہے تھے میں برابر والے کمرہ میں تھا۔ رات بارہ بجے کے بعد کا وقت تھا۔ باہر کوئی زور سے دو مرتبہ چیخا۔ نجیب اللہ، نجیب اللہ میں بھاگا ہوا فوراً گیا تو وہاں نہ کوئی آدم تھا نہ آدم زاد۔

بالکل اسی طرح اماں جی کے ساتھ بھی یہی قصہ پیش آیا کہ وہ قرآن ختم کر کے مرحومین میں سے کسی کے لیے ایصال ثواب کرنا چاہتی تھیں۔ بڑے زور سے ان کا نام لے کر انہیں کسی نے پکارا۔ حالانکہ گھر کے دو تین افراد کے سوا ان کا نام بھی جاننے والا وہاں کوئی نہیں تھا۔ یقیناً یہ ہاتف غیبی کی طرف سے پکار تھی مقصد اللہ ہی کو معلوم۔ (روایت مولانا یوسف متالا)

## ۱۷۶۔ مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ تیرا خادم ہے

دار جدید کے رمضانوں میں سے ایک رمضان کا قصہ ہے کہ میری طبیعت مضمحل رہا کرتی تھی۔ تعب وتکان کے ساتھ ساتھ بدن اور سر میں درد رہا کرتا تھا۔ بندہ احباب کے اصرار کے باوجود اپنے ساتھ رمضان گزارنے کیلئے کسی کو ساتھ نہیں لیجایا کرتا تھا۔ میں لوگوں کے اصرار پر صاف کہہ دیا کرتا تھا کہ خط لکھ کر خود اجازت حاصل کرو۔ پھر جاؤ۔ مگر اس رمضان میں صحت کی خرابی کی وجہ سے ایک رفیق بے تکلف کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جو کبھی کبھی تیل کی مالش کر دیا کرے۔

میں نے بنگال کے ایک طالب علم مولوی صادق علی بیر بھومی کو خط لکھ کر مراد آباد سے بلالیا تھا۔ حضرت کے یہاں دستور تھا کہ شب کو بارہ بجے جانے والے باہر چلے جاتے تھے۔ اور صدر درواز مقفل ہو جایا کرتا تھا۔ شب کو بارہ بجے سے تین بجے تک

حضرت کو لوگوں کا چائے نوشی کرنا وغیرہ بہت ناگوار رہوتا تھا۔ حضرت چاہتے تھے کہ ان مبارک ساعتوں میں لوگ انہماک کے ساتھ مشغول رہیں۔ اور اگر کسیکو تحمل نہ ہوتو سو جائے۔

بندہ تلاوت میں مشغول تھا۔ پتہ نہیں چلا۔ اس نو وارد طالب علم نے دوسرے یا تیسرے روز شام کا کھانا نہیں کھایا تھا اور بارہ بجنے کے بعد دار جدید کے حجرے کی کھڑکی سے چائے خرید کر پی لی۔ حضرت کو اپنے انتظامی افراد کے ذریعہ اسکی اطلاع پہونچ گئی۔ حضرت نے اس کو اپنے معتکف میں بلایا۔ اور اپنے نورانی ہاتھوں سے دو یا تین دھپ لگائے۔ اور جب بعد میں حضرت کو معلوم ہوا کہ یہ طالب علم نو وارد ہے اور مولوی معین الدین کا خادم ہے۔ تو حضرت نے مجھے بلوایا۔ میرے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ مگر حضرت نے بڑی شفقت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ''مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ تیرا خادم ہے اور نو وارد ہے''۔ پھر حضرت نے اس بڑی شفقت فرمائی۔ اور پانچ روپے عنایت فرمائے۔ جو اس طالب علم کے پاس اخیر زمانۂ طالب علمی تک محفوظ رہے، بعد کا علم نہیں۔

(روایت مولانا معین الدین صاحب مراد آباد)

## ۱۷۷۔ اپنے کام میں لگئے دوسروں کی فکر نہ کیجئے

ایک مرتبہ مولوی عبدالرزاق صاحب پٹنہ سے آئے ہوئے تھے اور مولانا اسعد صاحب مدظلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں دو عشرہ گزار کر آئے تھے۔ آخری عشرہ حضرت شیخ کی خدمت میں گزارنا طے کیا تھا۔

جب ایسے حضرات، حضرت اقدس کی خانقاہ میں آتے تو میرا جی چاہا کرتا تھا کہ ان کی حضرت سے ملاقات ہو جائے محروم واپس نہ جائیں۔

انھوں نے کئی مرتبہ مجھ سے کہا کہ حضرت سے ملاقات کرا دیجئے۔ میں خدام ادب کے حوالے کرتا رہا۔ ایک روز میں نے وعدہ کر لیا اور ہمت کر کے معتکف میں پہنچ گیا قبیل عصر کا وقت تھا۔ میں نے جوں ہی بات شروع کی تو ڈانٹ پڑی۔ اور فرمایا: عزتِ نفس

کے لئے آپ ذریعہ بنتے ہیں وہ خود براہِ راست کیوں نہیں ملتے؟

میرے ہوش غائب ہوگئے۔ پھر فوراً شفقت فرمائی اور ارشاد فرمایا "اپنے کام میں لگئے دوسروں کی فکر نہ کیجئے۔

غالباً حضرت کا منشاء مبارک یہ تھا کہ جو جس کام کیلئے مقرر ہے وہی اس کام کو انجام دے۔ بقیہ لوگ اپنے اپنے کام میں لگے رہیں۔ کیونکہ ہر ایک کی ترقی اس کے متعلقہ امور ہی سے وابستہ ہوتی ہے۔ (روایت مولانا معین الدین صاحب مرادآباد)

## ۱۷۸۔ آپ یہاں رہیں گے تو بچوں کی عید کس طرح ہوگی

ماہ مبارک میں میرا دستور یہ تھا کہ حضرت کے ساتھ عید کی نماز پڑھ کر اپنے وطن گونڈہ جاتا اور گیارہ شوال کو مدرسے میں حاضر ہوجاتا...... شعبان میں میری اہلیہ کا انتقال ہوا۔ اس رمضان کے تیسرے عشرے کے شروع ہونے سے پہلے مجھے معتکف میں بلایا اور فرمایا کہ تم آخری عشرہ کے اعتکاف کی نیت نہ کرنا عید بچوں میں کرنی ہے۔"

پھر ستائیس رمضان کو بلایا اور فرمایا کہ: پیارے! میں نے تجھے ایک قصہ سنانے کے لئے بلایا ہے اور وہ یہ ہے کہ:

"حکیم نھو میاں گنگوہی کی اہلیہ کا انتقال ہوا تو وہ حضرت اقدس حضرت مدنی کی خدمت میں جا پڑے اور عید وہیں کرنی چاہتے تھے۔ حضرت اقدس حضرت مدنی نے ان سے فرمایا کہ "آپ گنگوہ شریف ہی میں جا کر عید کیجئے۔ آپ یہاں رہینگے تو بچوں کی عید کس طرح ہوگی"۔ تو "میں بھی تمہیں حکم دیتا ہوں کہ جاؤ گھر پر بچوں کے ساتھ عید کرو"۔

"قربان جایئے۔ حضرت اقدس کی شفقت وعنایات پر کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کا بھی کس طرح خیال رکھا۔ اور ہر ہر امر میں اکابر کی اتباع کا کس قدر جذبہ تھا کہ اولاً حضرت اقدس نے حضرت مدنی کا یہ واقعہ سنایا یا پھر بچوں میں عید کرنے کا حکم فرمایا۔ (روایت مولانا مرادآباد)

## ۱۷۹۔ کچھ کرلو آج شب قدر ہے

اکیسویں شب کی مغرب میں بارش ہوئی۔ حضرت والا پر جلال تھا۔ عشاء کے بعد تراویح و کتاب سے فراغ پر فرمایا کہ: ........... ''پیارو! کچھ کر لو۔ آج شب قدر ہے'' ........... معتکف کے اندر جا کر چند خصوصی خدام جو تیل لگاتے اور بدن دباتے تھے۔ ان کو بھی تھوڑی ہی دیر بعد رخصت فرمادیا کہ'' جاؤ کچھ کرلو''۔ ایک خادم نے عرض کیا حضرت والا نے تو آج شب قدر ہونا فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ!'' مجھے تو مغرب کے فرضوں میں ہی خیال ہو گیا تھا۔ اور پھر بارش نے میرے اس خیال کو اور مؤکد کر دیا''۔ سالکین وطالبین مشغول ہو گئے۔ (مولانا محمد یحیٰ صاحب مدنی)

## ۱۸۰۔ آٹو گراف کیا ہوتا ہے؟

ایک دفعہ سہارن پور سے دلی آتے ہوئے ٹرین کے سفر میں حضرت شیخ مولانا یوسف صاحب اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت شیخ کے علومرتبت کو ان اندھی آنکھوں نے آج تک بھی نہ پہنچانا۔ اس وقت تو اور بھی ناواقفیت تھی۔ بے تکلفی سے میں حضرت کے پاس بیٹھا ہوا تھا معاً اپنی آٹو گراف بک نکال کر پیش کی۔ اور آٹو گراف کی درخواست کی۔ فرمایا:...... آٹو گراف کیا ہوتا ہے؟...... میں نے عرض کیا کوئی نصیحت اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمادیں۔ برجستہ حضرت نے تحریر فرمایا۔

از دروں شو آشنا و زبروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم تر بود اندر جہاں

یہ شعر آٹو گراف بک میں تو ہے ہی۔ قلب حزیں پر بھی آج تک نقش ہے۔

(روایت الحاج بھائی جمیل احمد صاحب حیدر آباد)

## ۱۸۱۔ میرے یہاں کیا رکھا ہے

دلی میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری ؒ کے خلیفہ حضرت حافظ

فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میرے روابط بڑھے۔ حسب عادت حافظ صاحب سے بھی بے تکلفی کا معاملہ ہوگیا۔ ان کا کشف بہت مشہور تھا۔ ایک دفعہ مجھ سے فرمایا کہ:

آپ کی تکمیل حضرت شیخ کے یہاں ہوگی۔ ان کا دامن پکڑ لو، مگر وہ آسانی سے بیعت نہیں کریں گے۔ ان سے چمٹ جانا۔

میرے گزشتہ پیرو مرشد حضرت احمد صاحب بالیمین کا چونکہ مدت ہوئی وصال ہو چکا تھا۔ اور کسی شیخ کامل کی تلاش تھی۔ چنانچہ ایک تبلیغی سفر کے دوران وقت نکال کر بیعت کی نیت سے حضرت کی خدمت میں سہارن پور حاضر ہوا، میں نے جب اظہار مطلب کیا۔ تو فرمایا! میں تو گاؤں کے گاؤدیوں کو بیعت کرتا ہوں، آپ جیسوں کو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونا چاہیے''۔ جب میں نے عرض کیا حضرت! میں تو صرف آپ ہی سے بیعت کے ارادے سے حاضر ہوا ہوں، بہت سے مشائخ دیکھ چکا ہوں۔ مگر کسی سے مناسبت نہیں ہوئی۔ تو حضرت نے حضرت مدنی کے مناقب بیان فرمائے اور ایک تعارفی پرچہ لکھ کر مولانا عبدالمنان دہلوی مرحوم کے ہمراہ باصرار مجھے دیوبند بھیجا وہاں تین دن تک حضرت مدنی کی خدمت میں میرا قیام رہا۔

اس اثنا میں دارالعلوم کی شوریٰ کے اجلاس میں حضرت شیخ بھی دیوبند تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ حضرت کے حسب الحکم یہاں حاضر ہوگیا ہوں مگر میں تو حضرت ہی کی غلامی میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حضرت ہی کے ساتھ واپس سہارن پور جا رہا ہوں۔ وہاں مکرر سہ کرر درخواست پر فرمایا۔ ''اچھا رائپور ہو آؤ'' میں نے عرض کیا۔ ''مجھے ذکر جہری سے بالکل مناسبت نہیں ہے''۔

(میں ہمیشہ ذکر جہری کے دوران کندھے ہلانے اور گردن کو جھٹکا دینے کے انداز کو مضحکہ خیز سمجھ کر تنقید کیا کرتا تھا)

حضرت نے میرے اس خیال کی تردید تو نہیں کی، لیکن باصرار پھر فرمایا کہ! ''رائپور ضرور جاؤ'' میں نے عرض کیا کہ ''میں گستاخ اور بے ادب واقع ہوا ہوں مجھے آپ کے سوا کوئی نہیں سنبھال سکتا۔'' جھٹکا دے کر فرمایا۔ ''میرے یہاں کیا رکھا ہے۔''؟ میں نے عرض

کیا ’’اپنی نظروں کو کیا کروں؟‘‘ جھٹکا دے کر فرمایا۔ ’’میرے یہاں کیا رکھا ہے؟‘‘ میں نے عرض کیا ’’اپنی نظروں کو کیا کروں‘‘؟ غرض خواب کشمکش رہی۔ بالآخر جب میں نے قدم پکڑ لیے تب کہیں جا کر بیعت سے مشرف فرمایا: (روایت بھائی جمیل صاحب)

## ۱۸۲۔ نہ جانے بلا لے پیا کس گھڑی

ایک دفعہ مدرسہ قدیم کی مسجد میں ’’فضائلِ صدقات‘‘ جلد اول پڑھی جا رہی تھی اس مین یہ شعر آ گیا۔

رنگا لے نہ چندیا گُند ھا لے نہ سی　　　تو کیا کیا کرے گی اری دن کے دن

نہ جانے بلا لے پیا کس گھڑی　　　کھڑی منہ تکے گی اری دن کے دن

حضرت اس کو بار بار پڑھتے رہے روتے رہے ور سامعین بھی روتے رہے۔

(روایت مولانا احرار الحق صاحب)

## ۱۸۳۔ کیا آپ کو دستِ غیب ہے؟

ایک تبلیغی سفر میں علی میاں صاحب اور مولانا منظور نعمانی صاحب اور صوفی عبدالرب صاحب لکھنؤ سے سہارن پور تشریف لائے۔ مولانا علی میاں صاحب اور مولانا منظور نعمانی صاحب نے کہا کہ دوپہر کا کھانا ہم شیخ کے ساتھ کھایا کریں گے۔ صوفی عبدالرب صاحب نے بھی اس پر اصرار کیا کہ میں بھی شیخ کے ساتھ کھایا کرونگا جب تک سہارن پور میں ان حضرات کا قیام رہا۔ میرے ساتھ کھاتے رہے۔ اور جب جانے کا دن ہوا۔ تو صوفی عبدالرب صاحب نے کہا! ’’مجھے آپ سے تنہائی میں بات کرنا ہے‘‘۔ میں نے کہا کہو، تو صوفی صاحب نے کہا کہ:۔

میں بہت غور سے اب تک آپ کی ڈاک اور منی آڈر اور ہدیہ وغیرہ دیکھتا رہا۔ آپ کے خرچ کی حیثیت سے وہ بہت کم ہے کیا آپ کو دست غیب ہے؟۔

دوسری بات یہ ہے کہ تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں نکلو۔ اللہ کے راستے میں نکلو اللہ کے راستہ میں اور مولوی لوگ حقوق حقوق کہتے رہتے ہیں۔ ہم کس کی بات مانیں اور

کس کی بات نہ مانیں؟ میں نے پہلی بات کا جواب دیا کہ:

ہاں دست غیب ہے، وہ یہ ہے کہ آپ قرض لے کر کام کرلیا کریں اور وقت موعودہ پر ادا کر دیا کریں اور اگر آپ کے پاس نہ ہو تو دوسرے سے لیکر ادا کر دیا کریں۔ پھر دوسرے کو تیسرے سے لیکر وقت موعود پر ادا کر دیں۔ اسی طرح ادا کرتے رہیں۔ اور جب کوئی چیز منگائیں تو یہ نہ کہیں کہ اتنے پیسہ کی اتنے روپیہ کی لاؤ۔ بلکہ یہ کہو ایک کلو آدھا سیر ایک دھڑی لاؤ۔

انھوں نے کہا کہ ہاں سمجھ میں تو آتا ہے۔ لیکن مشکل ہے۔ میں نے کہا کہ کیا دستِ غیب آسان ہے؟ دوسرے سوال کا جواب میں نے یہ دیا کہ:

اگر گھر پر کوئی دیکھ بھال کرنے والا معتمد منتظم آدمی ہو۔ تو مولوی کا کہنا نہ ماننا۔ بلکہ جماعت میں نکل جانا۔ گھر والی بیوی کو خط لکھتے رہو کہ تیری یاد بہت آتی ہے وغیرہ وغیرہ

(روایت مولانا احرار الحق صاحب)

## ۱۸۴۔ یہ رشوت دے رہا ہے

رمضان المبارک سہارن پور گزار رہا تھا۔ بہرائچ کے ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ حضرت سے سفارش کر دو کہ حضرت میری اہلیہ کو غائبانہ بیعت کرلیں، میں نے حضرت مولانا مسعود الٰہی صاحب سے کہا کہ آپ سفارش کر دیں۔ میری ہمت نہیں ہوتی۔ وہ تشریف لے گئے۔ اور حضرت سے کہا کہ یہ مولوی صاحب کے آدمی ہیں۔ حضرت انکی اہلیہ کو بیعت فرمالیں۔ حضرت نے فرمایا! ''اس کو بھیجو''۔

جب میں ڈرتے ڈرتے گیا تو حضرت نے فرمایا کہ: جب یہ تیرے آدمی ہیں تو تو نے دوسرے کو واسطہ کیوں بنایا۔ خود کیوں نہ آیا۔ جا تجھ سے تین دن تک بات نہ کروں گا۔ حضرت کے اس فرمان سے ایسا معلوم ہونے لگا کہ زمین میرے پاؤں کے نیچے سے ہٹ گئی۔ آ کر لوگوں سے پوچھنے لگا۔ کہ کیا کریں۔ لوگوں نے مختلف تدبیریں بتلائیں پھر حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب متالا سے پوچھا۔ انھوں نے فرمایا کہ: حضرت سے پیر

پکڑ کر معاف کرالو۔''

چنانچہ اسی دن کانپتے ڈرتے بڑی ہمت کر کے پہونچا اور حضرت کا پیر پکڑ کر معاف کرالیا۔ اور اپنی مرعوبیت کا عذر پیش کیا اور حضرت خوش ہو گئے۔ اس کے بعد میرے پاس ایک نیا رومال تھا اس کو ہدیہ میں دینے لگا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ............ ''یہ رشوت دے رہا ہے''؟ میں نے کہا کہ حضرت یہ اس لیے دے رہا ہوں کہ حضرت اس کو قبول فرما لیں گے تو مجھے تسلی ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت نے اس کو قبول فرمالیا۔

(مولانا احرار الحق صاحب)

## ۱۸۵۔ یہ سب پیار کی باتیں ہیں

حضرت جب حج کو تشریف لیجاتے تو لوگوں کو روک دیا کرتے تھے کہ وہ نہ آئیں۔ حضرت کے روکنے کے باجود میں چلا گیا۔ حضرت نے مصافحہ نہیں کیا اور کہا کہ! جب روک دیا تھا تو کیوں آیا''؟ پھر بعد میں مصافحہ کرلیا۔

اس کے دو یا تین سال حضرت پھر تشریف لیجا رہے تھے پھر میں دہلی پہونچا تو حضرت نے مصافحہ نہیں فرمایا اور کہا کہ ''اس سے پہلے بھی تم کو روک چکا تھا۔ پھر بھی تم آ گئے؟ چنانچہ تقریباً ایک ہفتہ قیام رہا۔ اور حضرت مصافحہ نہیں کر رہے تھے۔ طبیعت بہت مرجھائی مرجھائی سی تھی۔ حضرت مولانا اظہار الحسن صاحب نے حضرت سے فرمایا کہ: ''مولوی احرار بہت رنجیدہ ہیں۔ بہت اُداس ہیں۔ کھانا بھی ان سے نہیں کھایا جا رہا ہے اس پر حضرت نے فرمایا کہ ''وہ تو میرے مخصوص لوگوں میں سے ہے یہ سب تو پیار کی باتیں ہیں۔'' (مولانا احرار صاحب)

## ۱۸۶۔ وہ پیر کیا جو دور کی خبر نہ رکھے

ایک مرتبہ بندہ نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت! بندہ کی مراقبہ وغیرہ میں اتنی طبیعت نہیں لگتی جتنی ذکر میں۔ تو فرمایا ''کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ مراقبہ سے مقصود اللہ کے ذکر و فکر اور دھیان کا پیدا کرنا ہے۔''

بندہ جب شاخ کا مدرس ونگراں ہو گیا اور اس کے پاس ہی محلہ پٹھان پورہ میں امام مقرر ہو گیا۔ تو ایک روز بندہ نے عرض کیا کہ حضرت! مکان کے اعتبار سے اب آپ سے اس ناکارہ کی دوری ہوئی جارہی ہے۔ اور حضرت اقدس کی خدمت میں حاضری کا موقعہ کم ہوتا ہے۔ اس سے بڑی فکر ہوتی ہے۔ تو حضرت نے ایک بڑی اہم اور اونچی بات فرمادی کہ:

''کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ وہ پیر کیا جو دور کی خبر نہ رکھے۔'' (مولانا قطب الدین صاحب بہاری)

## ۱۸۷۔ تین وقت میں تین قسم کا آدمی

ایک مرتبہ ایک نو وارد مہمان جو حضرت کے نظام الاوقات سے واقف نہیں تھا۔ آتے ہی آپ کے دارالتصنیف کے وقت میں اوپر چلا گیا۔ حضرت نے ڈانٹ کر نیچے واپس لوٹا دیا۔ کیونکہ حضرت کے مزاج عالی کے خلاف تھا۔ تصنیف کے وقت میں کسی سے ملاقات کرنا اِلّا ماشاء اللہ۔

جب تصنیف سے فارغ ہو کر کھانے کے وقت ساڑھے گیارہ بجے کے قریب آپ نیچے تشریف لائے اور سب سے پہلے اس مہمان کو تلاش کرا کے بلوایا اور کھاتے وقت اپنے پاس بٹھایا اور خوب ہی خاطر و تواضع کے ساتھ کھلایا پلایا۔ اس کے بعد وہ عصر کے بعد مجلس میں شریک ہوا۔ جو حضرت کی خاص طریقت و تصوف کی مجلس ہوتی تھی۔ ان تاثرات کو لیکر وہ مہمان جب واپس اپنے گھر گیا۔ وہاں سے اس نے حضرت کی خدمت میں خط لکھا کہ:

میں نے آپ کو تین وقت میں تین قسم کا آدمی پایا۔ صبح کے وقت جب میں اوپر دارا لتصنیف میں چلا گیا تھا۔ اس وقت میں نے آپ کو اپنا بڑا مخالف اور دشمن سمجھا، دوپہرے کے وقت کھانے کے دسترخوان پر میں نے آپ کو اپنا سب سے خلص دوست اور شفیق باپ سمجھا اور عصر کے وقت جب آپ کو مسند شیخت پر بیٹھا دیکھا۔ تو اپنے وقت کا ولی کامل اور سب سے بڑا شیخ سمجھا۔'' (مولانا قطب الدین صاحب)

## ۱۸۸۔ تم نہ آئے تو کیا سحر نہ ہوئی

علی گڑھ کے ایک صاحب جن کا نام مجھے معلوم نہیں ہے۔ جوان سیاہ داڑھی اس وقت ان کے تھی وہ حضرت کو بہت مانتے تھے اور حضرت ان کو بہت مانتے تھے۔

حضرت مدرسہ قدیم کی مسجد میں معتکف تھے۔ حضرت کی خواہش تھی کہ وہ رمضان المبارک پورا سہارن پور میں گزاریں۔ لیکن غالباً انھوں نے تین دن قیام فرمایا۔ ۲۵ رمضان کو آئے اور ستائیسویں کی صبح کو حضرت سے مصافحہ کر کے جانے لگے تو حضرت نے فرمایا۔ رہ گئی بات کٹ گئی رات تم نہ آئے تو کیا سحر نہ ہوئی۔

(روایت مولانا احرار الحق صاحب)

## ۱۸۹۔ مال کی محبت دل سے نکالو

کسی شخص نے حضرت شیخ کو خواب میں دیکھا کہ وہ نابینا ہو گئے اور لوگوں سے پیسے مانگ رہے ہیں، اس سے لوگوں نے غلط اثر لیا میں نے اس کی تعبیر دی کہ نابینا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مخلوق کے عیوب سے آنکھیں بند کر لی ہیں اور پیسے مانگنے مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو ہدایت کر رہے ہیں کہ مال کی محبت دل سے نکالو۔

(روایت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب)

## ۱۹۰۔ اسٹیشن بھی نہیں گئے

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ اپنے چچا مولانا الیاس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سفر حج سے واپس ہونے کے موقع پر سہارن پور اسٹیشن تک بھی (بغرض استقبال) تشریف نہیں لے گئے کہ کہیں سبق کی ناغہ ہو جائے؟ (حوالہ بالا)

## ۱۹۱۔ تواضع کا تعلق قلب سے ہے

ایک مرتبہ حضرت شیخ کے یہاں مولانا عبدالقادر صاحب رائپوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ لیگ اور احرار میں سخت اختلاف چل رہا تھا۔ اتفاق سے مولانا

حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے ہوئے تھے جو احرار سے تعلق رکھتے تھے اسی دوران کہ یہ تینوں حضرات بیٹھے ہوئے تھے رائپوری سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے آنے پر حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوگئے مگر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کھڑے نہ ہوئے انھوں نے چند منٹ حضرت رائپوری سے گفتگو کی اور چلے گئے کہ ان سے ملنے آئے بھی تھے ان کے جانے کے بعد مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ آپ دونوں بزرگ انکے آنے پر کھڑے ہوگئے اور میں کھڑا نہ ہوا مگر میں نے حدیث ''من تواضع لغنی لغناہٗ ذھب ثلث دینہ'' (جس نے غنی کے لئے تواضع کی اس کے غنا کی وجہ سے اس کا ایک تہائی دین ضائع ہوگیا) کو مدنظر رکھتے ہوئے قیام نہیں کیا۔

اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہ حدیث مجھے معلوم ہے بلکہ ایک دوسری روایت بھی معلوم ہے جس میں دو تہائیں دین ضاع ہونا وارد ہوا ہے مگر اس کے باوجود میں نے حدیث ''اذاجاء کم کریم قوم فاکرمہ'' (جب کسی قوم کا سردار تمہارے پاس آئے تو اس کا اکرام کرو) کے مطابق قیام کیا ہے وہ کہنے لگے کہ یہ دونوں حدیثوں میں تعارض ہوگیا اب رفع تعارض کی کیا صورت ہو؟ ہر ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ رفع تعارض کی صورت آپ بیان کریں۔

بالآخر حضرت شیخ نے فرمایا کہ اچھا میں بیان کرتا ہوں بشرطیکہ حضرت رائپوری پورا تبصرہ فرمادیں یہ نہ کہیں کہ حضرت صحیح ہے، اس پر حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اچھی توجیہ فرمائیں گے تو میں یہ تو کہنے سے رہا کہ حضرت غلط ہے اس کے بعد شیخ نے فرمایا کہ تواضع کا تعلق قلب سے۔ ہے اور قلب حق تعالیٰ شانہ کے سامنے جھکنے کے واسطے ہے غیر اللہ کے لیے اس کا جھکنا صحیح نہیں ہے۔ البتہ اکرام کا تعلق ظاہر سے ہے قلب سے نہیں وہ غیر اللہ کے لیے جائز ہی نہیں، بلکہ اس کا حکم دیا گیا ہے؟ (حوالہ بالا)

## ۱۹۲۔ میں نے اپنے اکابر کے یہاں دونوں طریق دیکھے ہیں

ایک مرتبہ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ سہارن پور سے دیوبند حضرت مولانا اسعد صاحب

مدظلہ العالی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ کی شادی میں تشریف لانے والے تھے جمعہ کا دن تھا طے ہو گیا کہ سہارن پور کے قریب کیلاش پور نامی گاؤں کی اس مسجد میں نماز جمعہ ادا کریں گے جو سڑک کے قریب ہے اور اس میں جمعہ نہیں ہوتا چنانچہ حسب تجویز وہاں (کیلاش پور) پہونچے، میں ساتھ تھا۔ میں نے ہی جمعہ پڑھایا اور مختصر خطبہ پڑھا اس کے بعد دیوبند تشریف لائے؟ یہاں (دیوبند) حافظ عبدالعزیز صاحب خلیفہ حضرت رائپوری ثانی بھی پاکستان سے تشریف لائے ہوئے تھے کہ وہ بھی مدعو تھے انھوں نے ہی نکاح پڑھایا، حضرت شیخ نے نکاح ہوتے ہی چھوارے لٹائے اور مٹھی بھر بھر کر لوگوں کی طرف سے یہ کہہ کر پھینکے کہ اپنی آنکھ اور چشموں کو بچائیو۔ اس پر حافظ صاحب موصوف (ناکح) بہت خفا ہوئے اور حضرت شیخ کو بہت ڈانٹا کہ علماء کے یہاں بھی ایسا ہوگا تو عوام کا کیا حال ہوگا۔ شیخ خاموشی کے ساتھ سنتے رہے پھر فرمایا کہ ''میں نے اپنے اکابر کے یہاں دونوں طریق دیکھے ہیں لٹانا بھی اور تقسیم کرنا بھی، مجھے کسی ایک طریق پر اصرار نہیں اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ خفا ہوں گے تو میں لٹانے کو اختیار نہ کرتا'' حافظ صاحب نے فرمایا کہ آپ نے اتنا موقع کہاں دیا ہے کہ منع کرتا۔ نکاح ہوتے ہی آپ نے پھینکنے شروع کر دیئے۔ بعد میں مولانا فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے مجھ سے دریافت کیا کہ مفتی صاحب کیا اس طرح چھوارے لٹانا ثابت ہے میں نے عرض کیا کہ جی ہاں ثابت ہے بیہقی میں روایت موجود ہے۔ (حوالہ بالا)

## ۱۹۳۔ سانپ دیکھنے کی تعبیر

حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہٗ خواب میں سانپ دیکھنے کی تعبیر مال سے دیا کرتے تھے۔ چنانچہ مولوی نصیر صاحب منیجر کتب خانہ اختری سہارن پور نے خواب دیکھا کہ حضرت شیخ کے نیچے کے کمرے میں بہت بڑا اژدھا ہے جس نے ان (مولوی نصیر صاحب) کو گھیر رکھا ہے۔ نیز دیکھا کہ میں (حضرت مفتی صاحب دام مجدہٗ) بھی اس کمرہ میں ہیں مگر میں کسی طرح بچ کر نکل آیا حضرت شیخ سے تعبیر معلوم کی تو فرمایا کہ مال ہے اور اس نے

(حضرت مفتی صاحب دام مجدہٗ) نے تو دس روپے کی ملازمت کر لی؟ (بحوالہ مذکورہ)

## ۱۹۴۔ عنایتِ الٰہی محیط ہوگئی

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ نے مولانا عنایت الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور کو خواب میں دیکھا کہ وہ ان کو چمٹ گئے اور پورے محیط ہوگئے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب) سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ سے تعبیر معلوم کی تو فرمایا کہ وہ عنایت الٰہی تھی جو آپ کو محیط ہوگئی، خواب میں اس کو مولانا عنایت الٰہی صاحب کی صورت میں دکھا یا گیا ہے۔ (حوالہ مذکورہ)

## ۱۹۵۔ جامیں نے معاف کیا

حضرت شیخ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ ''میری والدہ کے آدھے جسم سے جان نکل چکی ہے۔ آدھے جسم میں ابھی باقی ہے۔ جس کی وجہ سے بہت تکلیف میں ہیں وہ چونکہ آپ کو اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو گالیاں دیتی تھیں اس لیے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کو معاف فرمادیں''۔

حضرت شیخ نے کہا کہ جامیں نے معاف کیا اور حضرت مدنی کی طرف سے بھی معاف کیا۔ اس کے بعد یہ شخص گھر کیلئے روانہ ہوا تو اس کے گھر پہونچنے تک اس کی والدہ کا انتقال ہوگیا اور مشکل آسان ہوگئی۔ (حوالہ مذکورہ)

## ۱۹۶۔ چاروں طرف کتابوں کا انبار

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کے چاروں طرف کتابوں کا انبار لگا رہتا تھا۔ انہی کے درمیان بیٹھے کام میں مشغول رہتے ایک روز ایک کتاب اٹھانی چاہی تو اس کے نیچے سانپ دکھلائی دیا، کوئی اور وہاں نہیں تھا، جو اس سانپ کو مار سکے اس لیے اس کو یونہی رہنے دیا دوسرے وقت اس کو اٹھایا تو وہ سانپ نہیں تھا؟ (حوالہ بالا)

## ۱۹۷۔ بعض اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں

ایک طالب علم نو مسلم تھے مظاہر علوم سہارنپور میں پڑھتے تھے۔ طلباء عصر بعد تفریح کے لئے مرگھٹ اور قبرستاں کی طرف جاتے وہاں پر مندر بھی ہے ایک روز یہ بھی وہاں گئے ہوئے تھے، یہ نو مسلم ان کے پاس بیٹھ گئے بس ان کی حالت بگڑ گئی، اب نہ پڑھنے میں جی لگتا ہے نہ نماز میں دھیان ہے، عجیب کیفیت ہوگئی رات کو سونے کیلئے لیٹے تو ننگے پنڈتوں کی تصویر نظر آتی رہی اور وہ کہتے رہے کہ تو کہاں چلا گیا۔ ہمارے ساتھ آجا یہی راستہ صحیح ہے، صبح کو اس نے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ سے تذکرہ کیا۔ حضرت نے ایک پرچہ لکھ کر دیا اور کہا کہ یہ پرچہ رائپور حضرت مولانا عبد القادر صاحب کے پاس لیجاؤ۔ یہ پرچہ لیکر وہاں پہنچے اور پرچہ حضرت کو دیدیا حضرت نے چند دن وہاں قیام کے لئے فرمایا۔ انھوں نے قیام کیا مگر فائدہ محسوس نہ ہوا اس لیے حضرت سے عرض کیا کہ میں تو یہاں پر علاج کی غرض سے آیا ہوں اگر آپ کے پاس میرے مرض کا علاج ہو تو میں قیام کروں ورنہ خالی غذا کھانے کیلئے میں یہاں نہیں آیا مجھے اجازت دیدیں حضرت نے اول ناجنس کی صحبت سے بچنے کی بڑی تاکید کی اور وعدہ لیا کہ آئندہ کبھی ایسے ویسوں کے پاس نہیں بیٹھیں گے پھر فرمایا میں تو کچھ نہیں مگر دنیا میں بعض اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر تمہارے قلب کی طرف ہاتھ سے یوں اشارہ کردیں تو تمہارا قلب جاری ہو جائے بس اتنا کہتے ہی ان کا قلب فوراً جاری ہوگیا اور پہلے کی طرح ذکر و شغل شروع کر دیا اور وہ کیفیت جو پنڈتوں کے پاس بیٹھنے سے پیدا ہوگئی تھی ختم ہو گئی۔ (بحوالہ بالا)

## ۱۹۸۔ مزارِ سید پر دعاء مغفرت کرنی چاہیے

حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے کہ ایک دفع فرمایا لیجئے سرسید خاں بانی مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کی بھی مغفرت ہو رہی ہے اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ انکا مقصد عامۃ المسلمین کو فائدہ پہونچانا تھا پھر فرمایا کہ غالب کی بھی مغفرت ہو

رہی اس کے بعد (حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ علی گڑھ سرسید کی قبر پر تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا۔ شیخ نے فرمایا کہ بھائی گناہ گار تو سب ہیں، دعائے مغفرت کرنی چاہیے؟ (حوالہ بالا)

## ۱۹۹۔ میاں زکریا کے تیور

ایک بزرگ حافظ فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت سہارنپوری کے مجاز غازی آباد میں ریلوے ملازم تھے۔ مسلم لیگ کے حامی تھے اسی زمانہ میں عنایت اللہ مشرقی لیڈر خاکسار تحریک کے خلاف فتاویٰ شائع ہوئے کہ اس کے عقائد غلط ہیں ادھر مسلم لیگ نے اس جماعت کو تحریک آزادی کے سلسلہ میں اپنے ساتھ شریک کرلیا اسی دوران سہارن پور حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ کی مجلس میں حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں خاکساریوں کا ذکر آ گیا کسی نے کہا ان کے خلاف تو فتاویٰ شائع ہو رہے ہیں اس پر حافظ صاحب موصوف نے کہا فتاویٰ تو چلتے ہی رہتے ہیں فتووں کا کیا! اس پر شیخ نے تیور بدل کر فرمایا یہ آپ نے کیا کہا مجھے خطرہ ہے کہ آپ کی نسبت نہ سلب ہو جائے (یعنی شرعی فتاویٰ کے بارے میں لااُبالی پن سے ایسا کہہ دینا۔ محل جرات ہے۔ غیر عالم کو فتاویٰ پر تنقید کا حق نہیں اس پر حافظ صاحب نے بار بار استغفار پڑھا ''استغفر الله ربی من کل ذنب و اتوب الیه '' اور کوئی لفظ نہیں کہا پھر بعد میں مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے فرمایا کہ ہم تو میاں زکریا کے تیور بدلے ہوئے دیکھ کر سہم گئے تھے۔ ان کی ہمت تھی کہ ایسے بڑے شیخ کو ایسا کہدیا؟ (حوالہ بالا)

## ۲۰۰۔ ہماری دعا بھی اوپر چڑھ جائے

جس وقت اسرائیل نے حملہ کیا اس وقت حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ حرم شریف میں معتکف تھے حضرت کے قریب ہی باب عمر پر مولانا یوسف صاحب بنوری اور مولانا اسعد صاحب مدنی معتکف تھے۔ شیخ نے بخاری شریف ختم کرائی تو مولانا یوسف صاحب نے دریافت کرایا کیا ہم کو بھی اجازت ہے کہ دعا میں شریک ہو جائیں اس پر شیخ نے فرمایا

ہم تو خدا سے چاہتے ہیں کہ دعاء میں کوئی اللہ کا بندہ ایسا آجائے جس کی دعاء کے ساتھ ہماری دعاء بھی اوپر چڑھ جائے۔ (حوالہ بالا)

## ۲۰۱۔ اتنے میں وہ چلا گیا

حضرت شیخ ایک مرتبہ صرف لنگی پہنے ہوئے کھانے کے بعد چارپائی پر لیٹے تو کمر کے نیچے کچھ گلگلاہٹ محسوس ہوئی دیکھا بڑا کنکھجورا ہے سوچا کیا کروں، کوئی مارنے والا نہیں، چولہے کے پاس چمٹا رکھا ہوا تھا، اس کو اٹھانے گئے اتنے میں وہ چلا گیا بستر کا پلا ادھر دیکھا اُدھر دیکھا وہ کہیں نہ پایا پھر پڑ کر سو گئے۔ (حوالہ بالا)

## ۲۰۲۔ گود میں اٹھا کر پیچھے لیجا کر رکھ دیا

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کو اپنی مجلس میں اگر کسی صاحب کو آگے بلانا ہوتا تو فرما دیتے خود ہی آگے کھسک آؤ یہ آگے بیٹھنے والے تو پیچھے کھسکنے سے رہے۔

ایک مرتبہ کسی صاحب کو آگے بیٹھنے والوں سے فرمایا کہ ذرا پیچھے جاؤ۔ ایک بوڑھا چہار زانو بیٹھے تھے انھوں نے اپنے زانوؤں کو اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے حرکت دی اور ذرا پیچھے نہ کھسکے میں نے ان کو گود میں اٹھا کر پیچھے لیجا کر رکھ دیا اس پر وہ خفا ہوئے؟ (حوالا بالا)

## ۲۰۳۔ ماشاءاللہ سب کچھ حاصل ہے

فیصل آباد (پاکستان) میں حضرت شیخ نے اعتکاف کیا خواص سے پوچھتے کہ کیا حال ہے کیا خواب دیکھا وہ بتلاتے کہ خواب دیکھا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کوئی خواب نہیں دیکھا۔ اس پر پھر شیخ نے فرمایا کہ کیا احساس ہے؟ میں نے عرض کیا دو چیزوں کا احساس ہے ایک یہ کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو اطمینان و سرور حاصل ہوتا ہے وہ الحمد للہ یہاں میسر آرہا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت سہارنپوری کو میں نے یہاں دیکھا نہیں مگر یہ تصور ہوتا رہا کہ ابھی یہاں تشریف فرما تھے ابھی وہاں تھے کچھ فرما رہے تھے اس پر شیخ نے فرمایا کہ بس بس ماشاءاللہ سب کچھ حاصل ہے۔ (حوالہ بالا)

## ۲۰۴۔ مسجد قدیم میں معتکفین کی کثرت

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ نے مظاہر علوم کی مسجد قدیم میں اعتکاف کیا میں اس وقت کانپور کے مدرسہ میں تھا وہاں اخیر عشرہ کے اعتکاف کیلئے آیا معتکفین کی کثرت تھی۔ شیخ نوراللہ مرقدہٗ نے مجھ سے معلوم کیا کہ مفتی جی مسجد کے اوپر خیمہ لگوادیں اور ایک سیڑھی رکھدیں تاکہ معتکفین اوپر اعتکاف کرلیں کہ نیچے تو جگہ رہی نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ معتکفین اُترتے چڑھتے رہیں، میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ جولوگ پہلے سے اعتکاف کررہے ہیں ان کا اعتکاف ختم کرادیا جائے اور نئے آنے والوں کے واسطے جگہ خالی کرادی جائے اس پر ایک صاحب بولے کہ حضرت آپ کو جگہ میں دوں گا۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو یہاں اعتکاف کروں گا ہی نہیں دوسری مسجد حکیم جی والی میں کروں گا۔ (حوالہ بالا)

## ۲۰۵۔ اس کے بعد نکیر فرمانا ترک کردیا

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ پنکھے پر نکیر کیا کرتے تھے فرماتے تھے کہ کسی آلہ سے ہوا کرانا حدیث سے ثابت ہے؟ ایک مرتبہ سہارن پور تشریف لائے میں نے حضرت شیخ سے چپکے سے عرض کیا کہ پنکھے سے ہوا کرنا حدیث میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نمازیوں کو پنکھا جھلتے پھرتے تھے شیخ نے فرمایا اچھی بات ہے کتاب لے آؤ۔ تنہائی میں گفتگو کریں گے چنانچہ تنہائی میں شیخ نے عرض کیا کہ پنکھا کرنا حدیث سے ثابت ہے، حضرت مدنی نے فرمایا کہاں کہ حدیث ہے شیخ نے فرمایا بخاری شریف مسلم شریف کی حدیث تو ہے نہیں باقی وہ ایسی کتاب کی حدیث ہے جو دارالعلوم کے مہتمم مولانا حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے اور شیخ الادب والفقہ مولانا اعزاز علی صاحب نے اس کی شرح بھی لکھی ہے اور حوالہ نقل کیا ہے، دارالعلوم میں داخلِ نصاب بھی رہی ہے، اس کا نام ہے قصیدہ لامتیہ المعجزات پھر وہ حدیث بتلائی اس پر حضرت مدنی خاموش ہوگئے اور اس کے بعد پنکھے پر نکیر فرمانا ترک کردیا۔ (حوالہ بالا)

# ۲۰۶۔ مجبی ومحبوبی

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ تشریف لائے ،حضرت شیخ نے تلبینہ (ایک قسم کا حریرہ جوآٹے شہد گھی وغیرہ سے تیار کرایا جاتا ہے دودھ کے مثل سفید اور پتلا ہوتا ہے) تیار کرا کے حضرت کی خدمت میں بھیجا اور ساتھ میں ایک پرچہ بھی لکھا کہ حضرت کے معالج طبیب کو اس کے کھانے کے اجزائے ترکیبہ وغیرہ بتا کر تحقیق کرلیا ہے کہ یہ کھانا نہ حضرت کے مزاج کے خلاف ہے نہ طبع کے نہ مرض نہ دوا کے،مقوی اور مفرح قلب ہے اور فلاں حدیث میں اس کی ترغیب بھی ہے۔لہٰذا حضرت کی خدمت میں پیش ہے نوش فرمالیں مادی نفع اور عدم مضرت دونوں چیزیں بتلادیں اور جتنی دین کی بات تھی کہ حدیث شریف میں ترغیب آئی ہے وہ بھی ظاہر کردی اور اس واسطے نہیں بتائی کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہ تھا وہ تو علم کے بحر ذخار تھے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو لے لیا، پرچہ پڑھا اور جواب لکھا مجبی ومحبوبی آپ نے جوش محبت میں اصول کی رعایت نہیں کی پہلے ہی حدیث سنادی۔اب مجھے اندیشہ ہے کہ اگر کھانے میں مجھ کو مزیدار معلوم نہ ہو اپسند نہ آیا تو جس چیز کی ترغیب حدیث شریف میں آئی ہے اس سے بدمزگی اور ناپسندیدگی لازم آئیگی اگر پہلے مجھے یہ پیش کرتے پھر میرے پسند کرنے پر حدیث سناتے تو زیادہ راحت ملتی ۔ لہٰذا آپ کا تحفہ جواب کے انتظار میں رکھا ہے ، جیسا جواب آئے (احادیث اور روایات کی یہ حضرات اس قدر رعایت رکھنے والے تھے کہ لذیذ اور غیرلذیذ ہونا حالانکہ شرعی چیز نہیں مگر پھر بھی جس چیز کی حدیث میں ترغیب وارد ہوئی ہے اور طبعی طور پر لذیذ معلوم نہ ہو یہ انکو برداشت نہ تھا ان سے بڑھ کر حدیث وسنت کی قدر کرنے والا کون ہوگا۔ پھر یہ بھی نہ کیا کہ اس کو واپس کردیتے کہ دل شکنی کا باعث ہوگا اس کی رعایت کی)۔

حضرت شیخ نے جواب لکھا کہ حضرت اول تو لذیذ اور غیرلذیذ ہونا زیادہ تر پکانے والے کی مہارت پر موقوف ہے جو ماہر ہوتا ہے وہ معمولی چیز کو بھی لذیذ پکا دیتا ہے اور جوا

ناڑی ہوتا ہے وہ عمدہ چیز کو بھی بگاڑ اور خراب کر دیتا ہے۔ پس اگر یہ لذیذ معلوم نہ ہو تو یہ توجیہ ہوگی جس چیز کی ترغیب حدیث شریف میں آئی ہے وہ ان پکانے والوں کے قابو میں نہیں آئی یہ اچھی طرح نہیں پکا سکتے دوسرے یہ کہ اس کو دوسری حدیث میں نافع اور مفید کہا گیا ہے۔ لذیذ ہونا نہیں کہا گیا۔ دوسرے دوائے تلخ مفید ہوتی ہے مگر لذیذ نہیں ہوتی۔ پس لذیز نہ ہونا حدیث کے خلاف نہیں، تیسرے یہ کہ بعض روایات ہے دیکرہ المریض (مریض کو اچھی نہیں لگتی ناگوار گزرتی ہے) اگر لذیز معلوم نہ ہوئی تو اس سے حدیث کی مزید تقویت ہوگی تائید ہوگی نہ کہ مخالفت، اس لیے اس کو نوش فرمالیں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو نوش فرمایا اور کچھ نہ فرمایا کہ لذیذ معلوم ہوئی یا نہیں۔ (حوالہ بالا)

## ۲۰۷۔ میاں زکریا کا قرض اترواد یجئے

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا الیاس صاحب سے چھ سال بڑے تھے ایک مرتبہ حضرت مولانا الیاس صاحب نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے کہہ کر میاں زکریا (حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ) کا قرض اترواد یجئے۔ اس پر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ تو پیر جی ہیں کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے۔ جس سے اللہ تعالیٰ تابع دار ہو جائیں۔ حضرت مولانا الیاس صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے بتلا رکھا ہے ادعونی استجب لکم مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا؟ (حوالہ بالا)

## ۲۰۸۔ مفتی جی! تمہارے مہمان ہرجائی ہیں

ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں نے تصوف میں ایک کتاب لکھی ہے میں نے کہا بہت اچھا، اس نے کہا کہ میں پیر تلاش کر رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ تصوف میں کتاب پہلے ہی لکھدی پیر اب تلاش کر رہے ہو۔ اس نے کہا کہ مجھے ایسا پیر چاہیے جو دل کی بات بتلا دے، میں نے کہا کہ ہمارے اکابر کو تو معاف کرو، میرے پاس کئی روز ٹھیرے کھانے کیلئے میرے ساتھ جاتے تھے شیخ کے مکان پر اس اثناء میں مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ان سے دسترخوان پر کہا کہ آپ سے مرید ہونا چاہتا ہوں۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے لقمہ دیا کہ راستے چلتوں کا دامن پکڑتے ہو۔ بیعت ہونا ہے تو جاؤ ۔نظام الدین حضرت مولانا الیاس صاحب نے تھوڑی دیر سر جھکایا پھر سر اٹھایا فرمایا کہ ایک گرو اور چیلے کا قصہ سنا تھا کوئی شخص کسی گرو کے پاس تھا کہ دیکھا کہ ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھے ہیں چاروں طرف خادمین ہیں معلوم کیا کہ کون ہے۔ کسی نے جواب دیا کہ یہ گرو ہے اس نے پوچھا کہ ان کا کیا کام ہے بتلایا کہ انکو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اپنے چیلوں کو حکم کرتے ہیں۔ کبھی غصہ آتا ہے تو ان پر ناراض ہوتے ہیں پھر اس نے خادمین کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ کون ہیں بتلایا کہ یہ چیلے ہیں پوچھا کہ ان کا کام کیا ہے بتلایا کہ یہ اپنے گرو کی خدمت کرتے ہیں۔ آٹے کی ضرورت ہوتی ہے تو آٹا لاتے ہیں لکڑی لاتے ہیں۔ غرض یہ کہ ہر ضرورت پوری کرتے ہیں اس پر اس شخص نے کہا کہ پہلے تو میرا جی چاہتا تھا کہ مجھے چیلہ بنوادو، اب تم مجھے گرو بنوادو اس واقعہ کو سنا کہ حضرت مولانا الیاس صاحب نے فرمایا پہلے چیلے تو گرو ہی بننا چاہتے تھے اور اب تو خدا بننا چاہیں یعنی یوں چاہتے ہیں کہ مرید ہو کر خدا کی صفات ہمارے اندر آ جائیں۔ میں نے ........ اپنے جی میں سوچا کہ وہ چور پکڑا اندر کا اس کے بعد حضرت مولانا الیاس صاحب نے اس شخص سے پوچھا کہ میاں زکریا نے ٹھیک کہا تم میرے پاس آؤ تم مجھے دیکھو میں تم کو دیکھوں پھر دیکھنا کیا رائے ہے۔

پھر مولانا الیاس صاحب تو چلے گئے دہلی اور حضرت رائپوری رحمہ اللہ تشریف لائے، ان کے پاس بیٹھ کر ان مہمان نے حضرت رائپوری سے کہا کہ میں آپ سے بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ مفتی جی تمہارے مہمان ہر جائی ہیں میں نے عرض کیا کہ کوئی بھلا آدمی میرے پاس مہمان آتا۔ جیسا میں ویسا ایسا مہمان پھر بیعت ہو گئے تھے حضرت رائپوری سے۔ (حوالہ بالا)

## ۲۰۹۔ مقام فنائیت

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ آخری عمر میں فرماتے تھے کہ مجھے اب مردوں سے زیادہ تعلق

ہے بنسبت زندوں کے طبیعت چاہتی ہے کہ حضرت اقدس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر گزاروں اور کسی کو اپنے پاس نہ آنے دوں تم جیسے مولوی کی مجھ کو ضرورت نہیں بس دو بچے کافی ہیں جو مجھے کھانا وغیرہ دیدیا کریں اس سے حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کی قناعت خوب ظاہر ہے۔ (حوالہ بالا)

## ۲۱۰۔ اُن سے پوچھئے جنھوں نے آپ کو بھیجا

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ تشریف لے گئے لندن واپسی پر مجھ سے فرمایا مفتی جی بتاؤ کیا ہوا وہاں لندن جا کر میں نے ذرا زور سے کہا بتاؤں دوبارہ کہا بتاؤ تو فرمایا کہ ہاں پوچھ تو رہا ہوں میں نے کہا مجھے کیوں پوچھتے ہیں ان سے پوچھئے جنھوں نے آپکو بھیجا ہے اس پر شیخ کی آنکھوں سے آنسوں آگئے فرمایا ہاں بھائی بات تو یہی ہے کئی مرتبہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لندن جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں پھر شیخ نے فرمایا کہ کلکتہ والے عرصہ سے بلا رہے ہیں میں اپنی بیماری و کمزوری کا عذر کر دیتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ مکہ و مدینہ بھی جاتے ہیں میں کہہ دیتا ہوں کہ تم اپنے کلکتہ کو قیاس کرتے ہو مکہ و مدینہ پر لیکن اب تو لندن بھی ہو آیا اب کیا جواب دوں گا۔ میں نے عرض کیا اس کا جواب میں نے دیا ہے فرمایا کہ (میں نے کہا)

ضعفِ پیری کثرتِ امراض کر دش مضمحل
ایک بہرِ محنت ِ دیں ہمتے دارد جواں
مکہ،طیبہ، پاک، افریقہ رسید فیض او
ساخت مرکز زامبیا، رنگوں،لندن انڈماں
کرداوقاتِ عزیزش براشارت منقسم
گاہ اور درطیبہ آیدگاہ درہندوستاں
بے اجازت نقل و حرکت وصل و ہجرت ہیچ نیست
شد فنا قصدش بقصدِ سید پیغمبراں

اس پر فرمایا کہ ہاں بھائی کبھی نہ میں بغیر اجازت آیا اور نہ بغیر اجازت گیا مدینہ طیبہ پہنچا تو اجازت سے وہاں سے آیا تو اجازت سے۔ (حوالہ بالا)

## ۲۱۱۔ یا اللہ ہم تو گھبرا گئے تھے

شیخ نور اللہ مرقدہ کے قیام لندن کے دوران ایک روز مولانا عبدالرحیم صاحب متالا (یکے از خلفائے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ) میرے پاس آئے بہت گھبرائے ہوئے کہ خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کا یہاں پر انتقال ہو گیا اور ہم لوگ پریشان ہیں کہ قبر کہاں بنائیں میں نے کہا پریشانی کی کوئی بات نہیں مدینہ طیبہ سے منتقل ہو کر یہاں آئے، یہ انتقال ہوا۔ آپ لوگوں نے شیخ کو بلا تو لیا ہے۔ لیکن آپ کے پاس ایسے آدمی نہیں جن کو لا کر شیخ نور اللہ مرقدہ کی مجلس میں بٹھائیں جو شیخ کی بات کو سمجھ لیں یہ ہے کہ وہ قبر کی جگہ جو تلاش کر رہے تھے انھوں نے کہا یا اللہ ہم تو گھبرا گئے تھے کہ یہ کیا ہوا؟

(حوالہ بالا)

## ۲۱۲۔ اہلِ تعلق کے ساتھ تعلق خاطر

۱۳۹۹ھ کی تشریف آوری ہند کے موقع پر رمضان المبارک میں سہارنپور حاضری نصیب ہوئی میرے فرزند ڈاکٹر زین الساجدین اور ان کی والدہ صاحبہ جو حضرت سے بیعت ہیں اور خواہرزادہ حسن علوی اور ان کی بیگم (جو بیعت کے آرزومند تھے) ساتھ تھے حضرت نور اللہ مرقدہ مظاہر علوم کی وسیع نو تعمیر مسجد کے اندرونی دالان میں معتکف تھے مسجد کے دالان اس کا وسیع و عریض صحن بالائی حصہ اور مسجد سے متصل جدید التعمیر کشادہ ہوسٹل پٹا پڑا تھا ۸۔۱۰ ہزار سے کم حاضرین کیا ہونگے میں مایوس ہو گیا کہ حضرت تک رسائی کیا ہوگی۔ خوش قسمتی سے ایک دوست نے جو وہاں کے منتظمین میں سے تھے مجھے دیکھ لیا اور خود ہی میری حاضری کی حضرت کو اطلاع کر دی۔ اپنے ادنیٰ خادموں اور گفش برداروں کے ساتھ حضرت کو تعلق خاطر تھا اس کی بناء پر فوراً طلبی ہوئی۔ انہی صاحب کی رہنمائی میں معتکفین کے بستروں پر گزرتا ہوا حضرت تک پہونچا۔ حضرت نے حسب معمول بڑی

شفقت کے ساتھ گفتگو فرمائی اور میاں علوی اور ان کی بیگم صاحبہ کو (مسجد کے عقبی دروازہ سے پس پردہ بلاکر، بیعت فرمایا، پھر مجھے ایک صاحب کے حوالہ کیا جن کا بستر قریب ہی تھا، بعد ظہر اور بعد عصر ذکر تلاوت قرآن اور کتب فضائل کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا افطار بھی سب نے اپنی جگہ کیا۔ اس کے بعد سنن ونوافل میں مشغول ہو گئے، تراویح میں نے مسجد کی بالائی منزل میں پڑھی کیوں کہ ضروریات کے لے باہر گیا تھا پھر مسجد میں آنے کیلئے جگہ نہ ملی تھی تراویح نصف شب کے قریب ختم ہوئی سر کی تکان اور سہ پہر کو معمول کے خلاف جاگنے کی وجہ سے بدن چور چور ہو رہا تھا۔ سونے کے لئے میرا انتظام ایک مراد آبادی تاجر صاحب کے ساتھ ہوسٹل کے ایک وسیع حجرہ میں کر دیا گیا تھا۔ میں مسجد سے نکل کر حجرہ کی طرف چلا تا کہ آرام کروں یکا یک لاؤڈ سپیکر پر میرے نام کا اعلان ہوا کہ اسے حضرت اقدس یاد فرما رہے ہیں، جہاں کہیں ہو حاضر ہو جائے۔ اپنی نا طاقتی کم ہمتی اور عافیت پسندی پر حضرت نوراللہ مرقدہٗ کی شفقت غالب آ گئی حاضر خدمت ہوا تعلیم وتلقین کا سلسلہ جاری تھا بڑی شفقت کے ساتھ اپنے پاس بیٹھنے کا حکم دیا۔

غالباً ڈیڑھ دو بجے شب فراغت ہوئی کمرہ میں پہونچا، سحری کھا کر آرام کیا۔ پھر صبح کو حاضر خدمت ہو کر۔ واپسی کی اجازت چاہی حضرت والا نے بھی میری کم ہمتی اور نا طاقتی کو غالباً محسوس فرما لیا تھا۔ اجازت مل گئی۔ (روایت مولانا قاضی زین العابدین صاحب میرٹھ)

## ۲۱۳۔ الحمد للہ ایسا نہیں ہے

مظفر نگر میں ایک وقف کی میٹنگ تھی اس زمانہ میں حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہٗ سہارن پور تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں نے حاضری کا ارادہ کیا۔ لکھنؤ کے ایک رئیس جو اس کمیٹی میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ میرے ساتھ سہارن پور جانے کیلئے تیار ہو گئے ہم لوگ جس وقت درِ دولت پر پہنچے ہیں تو تقریباً ایک بجا تھا اطلاع کرائی اور حاضری ہوئی حضرت والا چار پائی پر تکیوں کے سہارے بیٹھے ہوئے تھے۔ حسبِ معمول چار پائی کے برابر میں چبوترے پر ہم کو بیٹھنے کا حکم ہوا فوراً دستر خوان بچھا اور قسما قسم کے

کھانے آنے شروع ہو گئے پھر مزاحیہ انداز میں اچھی طرح ان سے محظوظ ہونے کی تاکید بھی شروع ہو گئی میرے ہمراہی لکھنوی رئیس صاحب آزاد طبع تھے بے تکلف بولے "کیا علما کرام کا ذوق نانِ جویں ختم ہو گیا، میں حیران رہ گیا مگر حضرت کے چہرہ پر ذرا سی ناراضی کا اثر ظاہر نہ ہوا بڑی سنجیدگی سے فرمایا الحمد للہ ایسا تو نہیں ہے مگر مہمانوں کے اکرام کا حکم ہے" وہ صاحب خاموش ہو گئے اور اپنے سوال پر شرمندہ ہوئے"۔

(روایت قاضی صاحب میرٹھ)

## ۲۱۴۔اب رائے پور جا کر بدل دینا پڑیگا

۱۳۸۱ھ کے ۱۵ رمضان المبارک کی شب میں حضرت شیخ قدس سرہٗ عشاء وتراویح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد مکان جاتے ہوئے کتب خانہ یحیوی کے پاس ٹھیر گئے اور کھڑے ہو کر فرمایا کہ میرا معمول ماہ مبارک میں پوری رات بیدار رہنے کا ۱۳۳۸ھ سے ہے۔اب رائے پور جا کر بدل دینا پڑے گا اور تراویح کے بعد سونا ہوگا۔ کیونکہ حضرت (رائے پوری) کے یہاں آٹھ بجے دن میں مجلس ہوتی ہے۔

(روایت مولانا امام الدین صاحب پورنوی)

## ۲۱۵۔میرے لیے جائز نہیں ہے

حضرت کی طرف متوجہ ہونے میں سب سے زیادہ حضرت کے تقویٰ کو دخل ہے۔
حضرت کی اجازت سے میں دار جدید منتقل ہو گیا تھا وہاں مسجد کے علاوہ صرف تین کمرے تھے دو مسجد سے ملے ہوئے تھے ایک میں گجرات کے طلبہ اور دوسرے میں بمبئی کے رہتے تھے تیسرا کمرہ جہاں اب حوض ہے اس کے قریب تھا وہ میری خواہش پر تنہا مجھ کو مرحمت فرما دیا گیا تھا۔ جو مدرسہ مظاہر علوم کے نظام کے بالکل خلاف تھا کمرے کے سامنے کافی صحن تھا قفل بھی لگا ہوا تھا اس میں چند پھول کے درخت لگے ہوئے تھے جس کی میں نے نگرانی کی جب پھول لگے ایک روز میں پھول لے کر حضرت کے یہاں گیا اور پھول پیش کئے حضرت نے دریافت فرمایا کہ کہاں سے لائے میں نے جو صورت تھی بیان کر دی۔حضرت

نے فرمایا کہ وہ زمین وقف کی ہے اس سے فائدہ اٹھانا طلبہ کو تو جائز ہے میرے لئے جائز نہیں پھول قبول کرنے سے انکار فرمادیا بعض طلبہ سے معلوم ہوا کہ وہ پودینہ لے کر گئے مگر حضرت نے قبول نہیں فرمایا۔ (روایت مولانا عبداللہ صاحب کرسی)

## ۲۱۶۔ تمہارے لائے ہوئے پھل

ایک مرتبہ حاضری پر کچھ پھل لے کر حاضر ہوا دل چاہتا تھا کہ اماں جان اور بچے استعمال کریں کیونکہ حضرت کے یہاں اس قسم کی چیزیں زیادہ تر مہمان کی نظر ہو جایا کرتی تھی کئی روز کے بعد فرمایا کہ گھر میں طبیعت خراب ہے تمہارے لائے ہوئے پھل ان کے کام آئیں گے۔ (روایت مولانا عبداللہ صاحب)

## ۲۱۷۔ میں چاء کا زیادہ عادی نہیں

ایک مرتبہ حضرت کے ساتھ ایک گاؤں جانا ہوا میزبان دودھ، و چائے لائے اور کہا کہ جس کا جو دل چاہے نوش فرمائے چائے کے ساتھے بس دودھ ہی دودھ تھا چائے کا نام بھی نہ تھا حضرت نے فرمایا کہ لاء مجھ کو دودھ ہی دے دو میں چائے کا زیادہ عادی نہیں۔ (حوالہ مذکورہ)

## ۲۱۸۔ ایک نیلی چادر لاؤ

مولوی عبدالمنان دہلوی نے مجھے سے بیان کیا کہ کئی روز مرکز پر حملہ کا خطرہ رہا۔ حضرت کی وجہ سے کچھ لوگ مسجد کی چھت پر بیدار رہا کرتے تھے ایک روز میں بھی چھت پر تھا نصف رات کے بعد دیکھا کہ ایک طرف سے ایک بہت بڑا مجمع شور وغل مچاتا ہوا مرکز کی طرف آرہا تھا یہ دیکھ کر کوئی رونے لگا کوئی سجدہ میں گر گیا کوئی دعا مانگنے لگا میری سمجھ میں تو کچھ آیا نہیں میں نے جا کر حضرت شیخ کو جگایا اور واقعہ عرض کر دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ تشویش و پریشان ہونیکی ضرورت نہیں ایک نیلی چادر لاؤ، چنانچہ چادر لائی گئی حضرت جس چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اس کو چھوڑ کر دوسری چارپائی پر جو قریب ہی خالی

پڑی ہوئی تھی اس پر چادر کو سر سے پاؤں تک تان کر سیدھے لیٹ گئے پتہ نہ چلا کہ وہ مجمع کہاں غائب ہوگیا۔ صبح کو معلوم ہوا کہ جونا، لامرکز کے قریب ہے وہ اس قدر تیز بہہ رہا تھا کہ اس میں کسی کو پاؤں رکھنے کی ہمت نہیں ہوئی اس لیے مجمع واپس ہوگیا۔ (روایت مولانا عبداللہ کرسی)

## ۲۱۹۔ پھر اس در کو چھوڑ کر کسی کے دروازے پر نہیں گیا

حضرت مدنی کے وصال کے بعد جب بھی میں سہارن پور گیا قیام حضرت شیخ کے یہاں ہوتا تھا لیکن دوستوں اور متوسلین حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو جب میرے آنے کی اطلاع ہوتی تو وہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت لے کر مجھے اپنے ساتھ لے جاتے اور کھانا وغیرہ کھلانے کے بعد واپس پہنچا دیتے ایک مرتبہ ایسا ہوا، کہ ایک بے تکلف دوست اجازت لینے کیلئے شیخ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ مگر آج شیخ نے اجازت دینے کے بجائے یہ فرمایا کہ بھائی میرے مہمان کی کوئی دعوت کرتا ہے تو میں بہت خوش ہوتا ہوں کیوں کہ میں مہمان کے شایانِ شان کوئی اہتمام نہیں کر پاتا۔ میرے یہاں تو وہی شوربا ڈھب ہوتا ہے لیکن میرے مہمان کو اگر کوئی لے جائے گا تو اہتمام کرے گا۔ اس لیے جب کوئی میرے مہمان کی دعوت کرتا ہے تو میں بہت خوش ہوتا ہوں اس کے بعد فرمانے لگے لیکن میرے پیارے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا دستور تو یہ تھا کہ سہارن پور جب بھی تشریف لاتے چاہے سیاسی جلسہ میں شرکت ہو یا دینی جلسہ میں شادی میں شرکت ہو یا مدرسہ کے جلسہ میں غرض یہ کہ کسی بھی مقصد سے سہارن پور سفر ہوتا تو وہیں دیوبند ہی میں داعی حضرت سے فرما دیتے کہ میں تمہارے مدرسہ میں شرکت کروں گا یا تقریب میں شرکت کروں گا مگر کھانا زکریا کے ساتھ کھاؤں گا۔ تو بھائی ان کا یہ طریقہ تھا۔ اب تیرا جو جی چاہے کر میں خاموش بیٹھا سنتا رہا۔ میرے دوسرے بھی موجود تھے تھوڑی دیر کے بعد فرمایا جا! میں نے عرض کیا کہ بس اب نہیں جاتا اور الحمد للہ پھر اس در کو چھوڑ کر کسی کے دروازے پر نہیں گیا۔ (روایت مولانا رشید الدین صاحب مراد آباد)

## ۲۲۰۔ حضرت نے فوراً تاڑ لیا

سہارن پور میں ایک مرتبہ ایک مخلص دو پہر کے کھانے میں خاص طور سے شیخ کے لئے بٹ پکا کر لائے میں نے کبھی کھائی نہیں تھی اس لیے رغبت نہیں تھی مگر شیخ نے خادم کو حکم دیا کہ اس حقیر کو بھی دی جائے میں نے عطیہ شیخ سمجھ کر اس کو کھالیا شیخ نے جب دیکھا کہ پلیٹ صاف ہے تو مجھ کو خطاب کر کے فرمایا کہ اور لے خادم میرے سامنے سے پلیٹ اٹھا کر چلدیا مگر میں خاموش رہا اس پر حضرت نے فوراً تاڑ لیا اور خادم کو آواز دی کہ رہنے دے اسے مت دے یہ تو کچھ بول ہی نہیں رہا اس کو پسند نہیں آئی اور یہ واقعہ تھا کہ میں نے پہلی دفعہ کھائی تھی کوئی رغبت نہ تھی۔ (حوالہ بالا)

## ۲۲۱۔ بس خالی تم کو ہی گرم لگتی ہے

ایک مرتبہ حضرت مدنی قدس سرہٗ کے ہمراہ سہارن پور حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری ہوئی سخت گرمی کا زمانہ تھا۔

بجلی نہیں آئی تھی۔ مغرب کے بعد کا وقت تھا شیخ لنگی باندھے ہوئے کرتا اُتارے ہوئے ایک کھرّی چار پائی پر تشریف فرما تھے۔ خادم بالٹی میں پانی رکھے ہوئے تھا جس سے خس کے پنکھے کو تر کر کے جھل رہا تھا۔

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ نے فوراً کرتا پہنا جلدی سے اٹھے اتنے میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اندر تشریف لے آئے گرمی شدید تھی خادم پنکھا جھلتا رہا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حسبِ عادت خادم کو پنکھا جھلنے سے منع کیا مگر شیخ چوں کہ حضرت مدنی کے مزاج سے واقف تھے اس لیے فوراً فرمایا کہ یہ آپ کو نہیں جھل رہا ہے مجھے جھل رہا ہے۔ حضرت مدنی خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر میں شیخ کھانا وغیرہ کے سلسلے میں زنانخانے میں تشریف لے گئے حضرت مدنی نے پنکھا جھلنے والے کو روک دیا وہ بیچارہ بادل نخواستہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں شیخ اندر سے باہر تشریف لائے تو خادم پھر پنکھا جھلنے کھڑا ہو گیا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے منع کیا۔ شیخ نے پھر وہی جملے دُہرائے مگر اس بار حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دم جلال آ گیا۔ تیز لہجے میں فرمایا کہ

بس خالی تم کو ہی گرمی لگتی ہے اس کو نہیں لگتی کیا یہ انسان نہیں ہے اس پر حضرت شیخ نے فوراً خادم کو اشارہ کر کے بٹھا دیا۔ (روایت مولانا رشید الدین صاحب)

## ۲۲۲۔اباحت ہے تملیک نہیں ہے

ایک مرتبہ چار پانچ آدمیوں کے بعد دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا حضرت نے پیالے میں کھیر بھیجی میں نے اپنے برابر والے کو بھی اس میں شریک کر لیا حالاں کہ وہ میرے ساتھ نہ تھے۔ حضرت نے دیکھ لیا فرمایا کہ اباحت ہے تملیک نہیں۔ جس کو پسند نہ ہو واپس کر دے۔ (حوالہ بالا)

## ۲۲۳۔زکریا نے مجھ کو پوچھا بھی نہیں

ایک مرتبہ بھائی مولانا اسعد صاحب کے ساتھ حاضری ہوئی دسترخوان بچھا کھانا شروع ہو گیا حضرت نے دال کا ایک پیالہ منگوایا مگر وہ اخیر تک تقریباً بھرا ہی رکھا رہا۔ حضرت کی نگاہ اس پر پڑی تو خادم سے فرمایا کہ اس پیالے کو اٹھاؤ پھر فرمایا کہ دیکھو کہ گوشت سید الطعام ہے مجھے کو بہت پسند ہے اور دال بالکل پسند نہیں مگر تم لوگ گواہ رہنا میں اس کو محض اس لیے کھا رہا ہوں کہ کل قیامت کے روز خدا کی بارگاہ میں یہ میری شکایت نہ کر سکے کہ میں دسترخوان پر تھی اور زکریا نے مجھے کو پوچھا بھی نہیں۔ (حوالہ بالا)

## ۲۲۴۔میں تو کچھ کرتا ہوں انہی سے پوچھ کر کرتا ہوں

ایک مرتبہ والد مرحوم حضرت الحاج مولانا سید حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث مدرسہ عالیہ کلکتہ کے ہمراہ سہارن پور حاضری ہوئی اس زمانہ میں حضرت مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ کا قیام سہارن پور میں شاہ مسعود صاحب مرحوم کی کوٹھی بہٹ ہاؤس میں تھا والد مرحوم نے شیخ سے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کے بارے میں معلوم کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ عصر کے بعد میں بھی حضرت کے مجلس میں حاضروں گا اس وقت آپ وہیں یہ سوال کریں۔

چنانچہ حسبِ پروگرام والد صاحب مرحوم نے حضرت رائپوری قدس سرہٗ سے خلفاء کے بارے میں سوال کیا شیخ سامنے کی چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ حضرت رائپوری نے شیخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ خلافت اور اجازت تو یہ جانیں میں جانتا نہیں باقی میرا کوئی خلیفہ نہیں اس وقت کلکتہ میں ایک صاحب تھے جو اپنے آپ کو حضرت رائے پوری کا خلیفہ کہتے تھے خاص طور سے والد صاحب مرحوم نے ان کا نام لے کر پوچھا تو صراحتاً انکار فرمایا پھر دو مشہور و معروف حضرات کا نام لے کر دریافت کیا تو ان حضرات کے بارے میں بھی انکار فرمایا پھر فرمایا کہ توبہ ہر عالم کرا سکتا ہے آپ بھی کرا دیا کیجئے اور گفتگو کے دوران بار بار شیخ کی طرف اشارہ کر کے فرماتے جاتے کہ میں تو کچھ نہیں جانتا یہ بڑے میاں جانتے ہیں میں تو جو کچھ کرتا ہوں انہی سے پوچھ کر کرتا ہوں یہ ضابطہ کے آدمی ہیں۔

## ۲۲۵۔ دارالعلوم کے بارے میں کوئی نیک خبر سناؤ

۲۴، ۲۵ مارچ ۱۹۸۲ء کی شب میں جب کہ طلباء نے دارالعلوم پر قبضہ کیا میں حسبِ معمول عصر کے بعد شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھتے ہی خلافِ معمول مسکرائے مصافحہ میں ہات پکڑ لیا اور مسکراتے ہوئے یہ یادگار جملے ارشاد کہ (بھائی آج تو دارالعلوم کے بارے میں کوئی نیک خبر سناؤ) میں نے عرض کیا کہ کوئی نئی خبر تو ملی نہیں مگر میں نے جب شیخ کے چہرے پر نگاہ ڈالی تو غیر معمولی بشاشت اور مسکراہٹ نظر آئی جو اس سے پہلے بہت کم دیکھنے کو ملتی تھی۔

میں پروگرام کے مطابق اگلے رز حضرت سے رخصت ہو کر مکہ معظّمہ کیلئے روانہ ہو گیا۔ تیسرے دن مغرب کے بعد جب کہ میں معمول کے مطابق حرم تھا اچانک ایک دوست تیزی سے میرے پاس آئے انھوں نے آکر کہا کہ مدرسہ صولتیہ میں مولانا شمیم صاحب کے پاس دہلی سے فون آیا کہ طلباء نے دارالعلوم پر قبضہ کر لیا میں نے کہا کہ بھائی مجھے کوئی خبر نہیں۔

میں عشاء کی نماز کے بعد قیام گاہ پر پہنچ کر فون کروں گا۔ چنانچہ نماز کے بعد اپنے دوست یوسف بٹ کے مکان پر پہنچ کر جہاں میرا قیام تھا دہلی دفتر جمیعۃ علماء ہند کو فون کیا تو تفصیلی باتیں معلوم ہوئیں اطمینان ہوا اسی وقت مدینہ طیبہ ڈاکٹر اسماعیل کو فون کیا شیخ کو تفصیلات بتلا دیں اب جو میں نے شیخ کی بشاشتِ وجہ اور نیک خبر سنانے کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ لگایا تو معلوم ہوا کہ اس واقعہ کو شیخ اپنی فراست سے پہلے ہی دیکھ چکے ہیں صرف اس کا رسمی اظہار باقی تھا اللہ اکبر کیا تعلق تھا شیخ کا دارالعلوم اور اکابر دارلعلوم سے میں یقین سے کہتا ہوں کہ دارالعلوم کے حالات پلٹنے اور سدھارنے میں ۸۰٪ فیصد شیخ کی دعاؤں اور توجہات کو دخل ہے حضرت بار بار اپنی مجلس میں فرمایا کرتے تھے کہ دارالعلوم مجھ کو مظاہر علوم سے زیادہ عزیز ہے۔ کیونکہ میرے اکابر اور اسلاف کی مقدس امانت ہے۔ (مولانا رشید الدین صاحب)

## ۲۲۶۔ مہمان کو میزبان کے مال میں کیا حق ہے

ایک مرتبہ صبح ذکر کی مجلس جب ختم ہوگئی خدام چائے تقسیم کر رہے تھے۔ جب چائے مجھے دی گئی تو میں نے وہ چائے اپنے ایک ساتھی عطاء الرحمٰن کو دے دی یہ سوچ کر کہ ذہین ہیں نیک ذاکر ہیں میں بعد میں پی لوں گا۔ حضرت چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے، دیکھ لیا بڑے زور سے ڈانٹا اور فرمایا تمہیں دعوت کرنی تھی تو حلوائی کے دوکان سے حلوہ منگاتا اور چائے کی دوکان سے چائے منگاتا ہم دونوں ہی گھبرانے لگے اور ڈر کے مارے مولوی عطاء الرحمان صاحب نے وہ چائے مجھے واپس کردی، لیکن چائے کی پیالی میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ حضرت بلند آواز سے کہنے لگے نکل جا دور ہو جا میں ڈر کے مارے دور چلا گیا۔ لیکن نکلا نہیں، پھر حضرت خاموش ہو گئے اور میں بیٹھ کر رو رہا تھا جب سارے مہمان چلے گئے تو حضرت نے بلا کر فرمایا، پیارے اصول بزرگوں کے یہاں کا یہ ہے کہ جس کو چیز دی جاتی ہے وہی لے اس کو حق نہیں دوسروں کو دینے کا مہمان کو میزبان کے مال میں کیا حق ہے۔ پھر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ خادم سے فرمانے لگے اسے فقیر کو چائے لا

کر دے دے۔ جب میں نے چائے لی تو حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے مجھے سینے سے لگالیا۔ (روایت مولانا فقیر محمد صاحب انڈمان)

## ۲۲۷۔ چھوڑو بھائی میں ضعیف انسان ہوں

ایک مرتبہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ تراویح کے بعد آرام فرما رہے تھے۔ خدام حضرات پاؤں داب رہے تھے میں حضرت کے سرہانے بیٹھا تھا مجھ سے فرمانے لگے فقیر تم سب جب چلے جاؤ گئے تو پھر ایک جماعت آئیگی میں نے کہا حضرت کافی رات ہو گئی ہے کون سی جماعت آئے گی فرمانے لگے جنات کی لیکن اپنی اصل شکل میں نہیں، انسانی شکل میں ورنہ مین ڈر جاؤں گا یہ کہہ کر مسکرانے لگے پھر فرمایا وہ آکر پاؤں دابتے ہیں گلے ملتے ہیں میں کہتا ہوں چھوڑو بھائی میں ضعیف انسان ہوں آرام کرنے دو۔ (مولانا فقیر محمد صاحب)

## ۲۲۸۔ مولوی کے یہاں پوچھا نہیں کرتے

ایک مرتبہ ناشتے کے دستر خوان پر کافی چیزیں اور طرح طرح کی میٹھائیاں تھیں کلکتہ کے حاجی غلام رسول صاحب اور ان کے رفقاء بھی دستر خوان پر موجود تھے، میں بھی شریک تھا حاجی غلام رسول صاحب نے ناشتہ کے دوران یہ پوچھا حضرت یہ برفی کتنے روپے کیلو کی ہے۔ بہت ہی لذیذ ہے حضرت نے فرمایا مولوی کے یہاں پوچھا نہیں کرتے کہ کتنے کیلو کی ہے یہاں تو یونہی آتا ہے۔ (مولانا فقیر محمد صاحب)

## ۲۲۹۔ سنت بھی ادا ہو جاتی

اتباع سنت کا ہر چیز میں حضرت کو بہت ہی اہتمام رہتا تھا۔ ضعفِ پیری اور متعدد امراض میں مبتلا رہنے کے باوجود ہمیشہ سے فجر کی نماز کے لئے تہجد کی اذان پر اور ظہر کے لیے گھنٹہ سوا گھنٹہ پہلے اور عصر کیلئے آدھ گھنٹہ پہلے اور مغرب کے لیے پون گھنٹہ پہلے حرم شریف تشریف لے آتے اور عشاء کے تقریباً آدھ گھنٹہ بعد کمرہ واپس تشریف لے جاتے حرم شریف کے اوقات کے علاوہ نوافل و تسبیحات مراقبہ دعا، وغیرہ کے تلاوتِ قرآن کریم

اور کثرتِ درودشریف میں صرف فرماتے اور بسا اوقات اکثر وقت گریہ وزاری میں گزرتا۔ حضرت نور اللہ مرقدہٗ ایک لنگی قائم مقام رومال ہمیشہ پاس رکھتے اس لنگی کا اکثر حصہ آنکھ و ناک کی مسلسل رطوبتوں کے بہنے کی وجہ سے تر ہو جاتا آخر دور میں بسا اوقات بیماری کی زیادتی انتہائی ضعف اور متعدد اعذار کی بناء پر کمرہ میں جماعت سے نماز ادا فرماتے خادم ناکارہ بھی شریک رہتا۔ نماز پڑھانے والے تو ہمیشہ دوسرے ہی ہوتے ایک بار سیاہ کار کیلئے ارشاد ہوا غالباً فجر کی نماز تھی طبیعت کی زیادتی خرابی کی بناء پر لایلاف وقل ھو اللّٰہ پڑھی۔ سلام کے فوراً بعد حضرت نے فرمایا۔ قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس پڑھتا تو سنت بھی ادا ہو جاتی۔ (روایت حکیم عبدالقدوس صاحب)

## ۲۳۰۔ حکیم جی توکل کا سبق دیتے ہیں

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کو توکل علی اللہ کا اعلیٰ درجہ حاصل تھا۔ لیکن اس دار الاسباب میں حسن وتدبیر اور اسباب کو پورے طور پر اختیار فرماتے اور اس سلسلہ میں مناسب کوشش بھی فرماتے اور حقیقی توکل بھی یہی ہے۔ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت عالی میں خادم ناکارہ کی حاضری اور دوا و علاج کے ابتدائی دور کا واقعہ ہے مدینہ منورہ مسجد نبوی علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتسلیم میں حضرت تشریف فرما تھے کہ استنجے کی ضرورت محسوس ہوئی قیام گاہ پر تشریف لائے خادم ناکارہ اور بھائی مولوی عبدالحفیظ صاحب بھی ساتھ ہی تھے استنجے کے لئے بیٹھے استنجا نہ ہوا۔ حضرت نے خادم کو ارشاد فرمایا کہ استنجا نہیں ہوا، خادم نے عرض کیا انشاء اللہ ہو جائیگا فوری طور پر اس وقت کوئی دوا تجویز نہ کی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ حکیم جی توکل کا سبق دیتے ہیں۔ خادم خاموش رہا۔

بھائی عبدالحفیظ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ قبض دور کرنے کے لیے حضرت کو دوا دو۔ (روایت حکیم عبدالقدوس صاحب)

## ۲۳۱۔ معاً حضر اقدس گویا ہوئے

سہارن پور کی اس پہلی حاضری کا واقعہ ہے غالباً پہلا دن تھا عصر کے بعد کی مجلس

میں یہ عاجز بیٹھا تھا۔ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ بالکل خاموش تشریف فرما تھے دل میں یہ خطرہ گذرا کہ اس طرح بیٹھے رہنے سے کیا حاصل کہ معاً حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ گویا ہوئے اور فرمایا کہ مجھے حضرت مولانا وصی اللہ صاحب کا یہ مقولہ بہت پسند آیا کہ جو شخص مجلس میں میرے خاموش رہنے کو اپنے لئے مفید نہ سمجھے وہ میری مجلس میں نہ آئے یہ سننا تھا کہ میں ہمہ تن متوجہ ہو کر بیٹھ گیا۔ (روایت مولانا اشتیاق احمد صاحب بہار)

## ۲۳۲۔ دعا کی قبولیت اور برکت کا مشاہدہ

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ کی دعاء کی قبولیت و برکت کا واقعہ جس کا کھلی آنکھوں مشاہدہ ہوا اور جس کا تذکرہ میں اپنے احباب سے بارہا کر چکا ہوں۔ یہ ہے کہ مجھے بچپن سے دانتوں سے خون نکلنے کی سخت شکایت تھی بعض اوقات کلی کرتے وقت دانتوں سے خون نکلنا شروع ہو جاتا اور آدھ آدھ گھنٹہ کلی کرتا رہتا تھا۔ دانتوں سے پھل پر خون نکلنا کے نشانات آجاتے تھے تقریباً پندرہ سال سے یہ شکایت تھی یونانی انگریزی اور ہمیو پیتھک ہر طرح کے علاج کر کے تھک چکا تھا خون آنے میں معمولی سی کمی بھی واقع نہ ہوئی تھی سہارن پور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری ہوئی ملاقات کے وقت روحانی وجسمانی امراض سے شفاء کی درخواست کی ماہ مبارک ہی میں دیکھا کہ خون کا آنا بند ہو گیا۔ دو چار دن تو اتفاق پر محمول گیا مگر الحمد للہ وہ دن اور آج کا دن تقریباً ۱۶، ۱۷ اسار ہو گئے خون نہیں آیا۔ (حوالہ بالا)

## ۲۳۳۔ اس کی لذت آج تک محسوس ہو رہی ہے

ایک مرتبہ حضرت نوراللہ مرقدہٗ کراچی تشریف لائے ہوئے تھے تو مکی مسجد میں بندہ نے ایک مرتبہ سر مبارک پر تیل لگاتے ہوئے عرض کر دیا کہ چند خدام آپ سے مصافحہ کرنا چاہتے ہیں بس پھر کیا تھا گویا قیامت قائم ہوگئی اور ایسی زبردست ڈانٹ پڑی کہ: بلغت القلوب الحناجر وضاقت علیھم الارض بما رجت کا مصداق سامنے آگیا اور بندہ پر اس قدر گریہ طاری ہوا کہ کادت النفس تزھق کا خطرہ ہو گیا بالآخر جھوٹ

موٹ رونا کچھ کام آگیا اور حضرت نے اپنے پاس بلا کر سینے سے لگالیا اس کی لذت آج تک محسوس ہو رہی ہے۔ (روایت مولانا زبیر کراچی)

## ۲۳۴۔ علماء کو بھی جماعت میں حصہ لینا چاہئے

ایک مرتبہ ایک عرب جماعت سہارن پور آئی ان میں سے ایک نے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑی جنگ واقع ہونے والی ہے جو کچھ ہی ایام کیلئے ہوگی۔ پوری دنیا ہلاک ہو جائیگی صرف وہ لوگ بچے رہیں گے جو جماعت میں حصہ لیتے ہیں، اب تک مجھے یاد ہے کہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے اس دن اعلان فرمایا کہ علماء کو بھی جماعت میں حصہ لینا چاہئے۔ (الحاج احمد ناخدا افریقی)

## ۲۳۵۔ پھر کبھی اسلام کے بارے میں وسوسہ نہیں ہوا

۱۳۸۶ھ میں حضرت حج کے لیے تشریف لے گئے تو ذکر سے دل اچاٹ ہو گیا وسوسہ کا حملہ ہوا جب حضرت حج سے واپس تشریف لائے تب میں نے پرچہ پر علامت شقاوت جلالین شریف کے حاشیہ سے نقل کر کے اس کے نیچے یہ لکھ کر دیا کہ حضرت یہ سب علامتیں میرے اندر ہیں اور وسوسہ سے پریشان ہوں حضرت نے فرمایا پڑھ میں نے دوڑ کر حضرت کا شیشہ لا کر حضرت کو دیدیا حضرت نے غور سے پڑھ کر ذرا سخت لہجہ میں فرمایا ان واہیات میں نہیں پڑا کرتے چل اپنا ذکر کر مجھے بہت برا معلوم ہوا اور میں یہ سوچ کر کہ حضرت کا دامن تو اسی لئے پکڑا تھا۔ میرے ایمان و کفر کا مسئلہ ہے حضرت نے ڈانٹ دیا کوئی توجہ نہیں فرمائی یہ سوچتا ہوا ذکر کرنے بیٹھ گیا پھر میں وسوسہ وغیرہ کو بھول گیا ۔ جب دو ہفتہ بعد مدرسہ مظاہر علوم کے ایک طالب علم نے مجھے ایک پرچہ دیا کہ حضرت کو سنا دینا میں نے کھول کر پڑھا تو وہی وساوس اس کو بھی تھے جن میں میں مبتلا تھا لیکن میں سوچ میں پڑ گیا کہ اب وہ نہیں ہیں کب ختم ہوا تو سوچنے سے یاد آیا کہ حضرت نے ڈانٹا تھا اس کے بعد سے نہیں ہوا ہے۔ وہ ڈانٹ نہیں تصرف تھا اور اس تصرف کا اثر اتنا قوی اور پائیدار ہے کہ آج نو برس اس واقعہ کو ہو رہے ہیں پھر کبھی اسلام کے بارے میں وسوسہ نہیں

ہوا اگر کوئی اُلٹا سیدھا سوال کرتا ہے تو فوراً جواب ذہن میں آجاتا ہے اور دل منشرح رہتا ہے اس تصرف سے اور جو فائدے ہوئے ہیں ان کو میں اور میرا رب جانتا ہے۔ (روایت مولانا حسان احمد مکہ مکرمہ)

## ۲۳۶۔ اور حضرت کی آنکھیں آبدیدہ ہوگئیں

حاجی غلام رسول صاحب کلکتہ والے مع ۳۰، ۳۵ رفقاء تشریف لائے ہوئے تھے، کچے گھر کے دونوں چبوتروں پر دوپہر کا مہمانوں کا کھانا ہو رہا تھا۔ جتنے انواع واقسام کے کھانے ان کے لئے تیار تھے سب ان کے سامنے رکھے گئے۔ مہمانوں نے کھانا شروع کیا اور حضرت قدس سرہٗ اپنی چارپائی پر تشریف فرما ہر طرف ملاحظہ فرماتے رہے اور بار بار فرماتے لونڈو دیکھو کوئی رکابی خالی تو نہیں ادھر دھری ہوئی رکابی سے مہمان نے کئی ایک دو چمچہ لیا ادھر حضرت قدس سرہٗ کی نگاہ پڑی فوراً فرمایا کہ دیکھو فلاں رکابی خالی کیوں پڑی ہے حضرت قدس سرہٗ چاہتے کہ مہمان زیادہ سے زیادہ کھالے اور اس میں حضرت کو جو ایک فرحت اور مسرت محسوس ہوتی اس کو دیکھنے والے ہزار ہا افراد موجود ہیں۔ غرض یہ کہ اپنے ایک خاص خادم کو فرمایا کہ جا تو یہاں سے بھاگ جا جب مہمانوں کو کھانا نہیں کھلا سکتا تو یہاں پر کیوں مسلط ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت قدس سرہٗ نے زور سے فرمایا نجیب اللہ! جا تو باہر جا نفلیں پڑھ یہ نفلیں پڑھنے کی جگہ نہیں، میرے مہمان بیٹھے ہیں انکے سامنے رکابیاں خالی ہیں اور تو منہ تک رہا ہے۔

بہرحال مہمانوں کے فارغ ہونے کے بعد حضرت قدس سرہٗ قریب بلا کر ڈانٹتے رہے اور فرماتے رہے دیکھو پیارو تمہارے کھانا نہ لانے کی وجہ سے میرے مہمان بھوکے اُٹھ گئے اور حضرت کی آنکھیں آبدیدہ ہوگئیں۔ (روایت مولانا نجیب اللہ صاحب مکہ مکرمہ)

## ۲۳۷۔ کس نے کھایا کیسے کھایا

رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ کے آخری عشرہ کا قصہ ہے پاکستان کے ایک معزز مہمان ہمیشہ رمضان حضرت قدس سرہٗ کے ساتھ سہارن پور گزارتے اور عید پڑھنے کے

لئے عید سے دو چار یوم قبل وطن چلے جاتے ۲۴ یا ۲۵ رمضان المبارک کی شب کا قصہ ہے گھر کی مستورات حسب سابق حضرت قدس سرہٗ سے ملاقات کیلئے آئیں ان کے ساتھ بچے بھی آئے۔ حضرت قدس سرہٗ کے اس حجرے میں ان مہمان کا سالن رکھا ہوا تھا ان بچوں نے سالن صاف کر دیا اور چلے گئے مہمان کو کھانا دینے کا وقت ہوا تو دیکھا کہ سالن کی رکابی صاف ہے۔ ایک صاحب نے حضرت قدس سرہٗ کو شکایت کر دی کہ فلاں مہمان کا سالن گھر کے بچوں نے صاف کر دیا اور جب انھوں نے مجھ سے سالن مانگا تو میں نے ان کو بتلا دیا کہ سالن صاف ہے تو ان مہمان نے فرمایا کہ کل تو میں جا ہی رہا تھا اگر ویسے ہی بھگانا چاہتے تھے تو کھانا بند کرنے کی کیا ضرورت تھی مجھے بتلا دیتے میں چلا جاتا۔ یہ نمک مرچ کے ساتھ خبر سن کو حضرت قدس سرہٗ پہلے تو تحقیق فرماتے رہے پھر بہت روئے کہ مہمان کو کتنی تکلیف ہوئی اس کے بعد حضرت قدس سرہٗ ہر ایک سے استفسار فرماتے رہے کہ کس نے کھایا کیسے کھایا تھوڑی دیر کے بعد حضرت قدس سرہٗ قدمچہ پر تشریف لے گئے وہاں سے فارغ ہو کر وضو کرنے کیلئے جب کرسی پر بیٹھے تو بندہ وضو کا برتن لے کر آگے بڑھا حضرت قدس سرہٗ نے برتن کو زور سے دھکا دیا اور بندہ کا دامن پکڑا پھر دامن چھوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور خوب خفا ہوتے رہے اور فرماتے رہے آج تیری بزرگی نکالوں گا سالن کس نے کھایا جلدی بتا۔ لاؤ جوتا لاؤ جلدی سے کوئی مجھے جوتا دو اس کی بزرگی نکالوں اور پوری ڈانٹ ڈپٹ کے دوران نگاہِ مبارک میرے چہرے پر رہی اس کے بعد حضرت قدس سرہٗ نے وضو فرمایا اور اپنے معتکف میں تشریف لے گئے۔ (حوالہ بالا)

## ۲۳۸۔ بے مانگے کچھ ملے تو واپس نہیں کرنا چاہئے

حضرت کو اپنے خدام کے ساتھ ساتھ خدام کے متعلقین کی فکر بھی ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت قدس سرہٗ نے خاص طور سے تخلیہ میں فرمایا کہ نجیب اللہ یہاں تمہاری کوئی آمدنی ہے؟ اس بندۂ حقیر نے نفی میں جواب دیا اس کے بعد اہل وعیال کے سلسلہ میں استفسار فرمایا۔ میں نے عرض کیا صرف بیوی ہے۔ بچہ تو کوئی ہے ہی نہیں۔

(الحمدللہ یہ تحریر جب لکھی جارہی ہے دو بچے ہیں۔ اللہ جل شانہ' ان دونوں کو علم وعمل و رشد وہدایت کے ساتھ عمر طبعی کو پہنچائے) وہ بھی اپنے والدین کے پاس ہیں اور ہمارے یہاں کے رواج کے مطابق والدین اس کے متکفل ہیں لہٰذا جب میرے والدین اسکو اپنے گھر لے جاتے ہیں تو والدین اس کے متکفل ہوتے ہیں یہ سنکر حضرت قدس سرہٗ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد دوسرے یا تیسرے دن یکم مارچ ۱۹۷۹ء کو صوفی اقبال صاحب کی بدست حضرت اقدس نے یکمشت (۹۰۰) نوسو ریال مرحمت فرمائے۔ صوفی اقبال صاحب نے یہ رقم عصر کی نماز کے بعد دی۔ اس کے بعد بندہ نے عشاء کی نماز کے بعد جب کہ حضرت قدس سرہٗ کے پاس کوئی نہیں تھا۔ حاضر ہو کر حضرت کا ہاتھ تھام لیا اور رقم حضرت قدس سرہٗ کے ہاتھوں میں دیتے ہوئے عرض کیا حضرت! یہ حقیر تو خاک روبی کیلئے خدمت اقدس میں پڑا ہوا ہے کھانا حضرت کے دستر خوان پر مل جاتا ہے جیب خرچ بھی حضرت ہر ماہ مرحمت فرماتے رہتے ہیں پھر اتنی رقم کی مجھے کیا ضرورت ہے میں اس کو کیا کروں گا اس پر حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا جا جا پیارے رکھ لے اس کے بعد جب میری طرف سے اصرار ہی رہا تو حضرت نے فرمایا سن پیارے اگر بے مانگے بے طلب کے کچھ ملا کرے تو اس کو رکھ لیا کرتے ہیں انکار نہیں کرتے ہیں۔ بزرگوں اور بڑوں سے سنا ہے کہ بے مانگے کچھ آوے اور اس کو آدمی نہ لے تو ایسا ہوتا ہے کہ بعض وقت آدمی کو ضرورت ہوتی ہے اور وہ مانگتا ہے مگر اس کو نہیں ملتا یا یوں فرمایا کہ اللہ اس کو مانگنے کی ذلت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جالے جا اللہ جزائے خیر دے تم لوگ میری اتنی بیگار اُٹھاتے ہو جالے جا کام کر۔ (حوالہ بالا)

## ۲۳۹۔ ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے خود مختاری کی

حضرت شیخ الاسلام مدنی قدس سرہٗ کے اوصاف عالیہ ومحبت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مدنی قدس سرہٗ تشریف لائے میں کسی گہری سوچ میں تھا۔ حضرت نے آتے ہی برجستہ فرمایا، ناحق ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے خود مختاری کی۔ جو

چاہیں سو آپ کریں عبث ہمیں بدنام کیا۔

ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ حضرت مدنی کے یہ فرماتے ہی محسوس ہوا کہ کسی نے ذہن ودماغ پر کوئی گرہ لگادی تھی وہ فوراً کھل گئی پھر وہ سوچ آئی ہی نہیں۔ (حوالہ بالا)

## ۲۴۰۔عربی زبان کی فضیلت پر ایک رسالہ

۱۱ شوال ۱۳۹۵ھ ۴ نومبر ۱۹۷۵ء شب یوم الثلثاء کو حضرت قدس سرہٗ نے کچھ ملاحظہ فرمایا کہ وہ کتاب جو تو نے عربی زبان کی فضیلت پر لکھی ہے سناؤ حضرت شیخ نے فرمایا کہ بھائی یاد رکھنا عربی زبان کی فضیلت پر ایک رسالہ مدینہ طیبہ پہنچ کر لکھنا ہے۔ چنانچہ فضائل زبانِ عربی کی تالیف مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ (حوالہ بالا)

## ۲۴۱۔ان کو کچھ معلوم ہوا ہوگا مجھے تو کچھ پتہ نہیں

جس زمانہ میں یہ حقیر ضلع فرخ آباد کے ایک مدرسہ میں پڑھا رہا تھا وہاں کے ایک متدین بزرگ جو مولانا منت اللہ رحمانی سے بیعت تھے اور انکا میرے پاس اکثر آنا جانا ہوتا رہتا تھا حضرت شیخ قدس سرہٗ سے بندہ کے ذریعہ متعارف ہوئے انھوں نے سہارن پور چلنے اور حضرت قدس سرہٗ سے ملاقات کی تمنا ظاہر کی چنانچہ ایک دفعہ اس حقیر کا پروگرام سہارن پور کا بن گیا۔ چنانچہ اس حقیر نے ان صاحب سے ذکر کیا کہ فلاں تاریخ کو سہارن پور کا پروگرام ہے موصوف نے ہفتہ عشرہ کی (چونکہ وہ سرکاری ملازم تھے) رخصت لی اور میرے ساتھ سہارن پور کے لئے روانہ ہوگئے رات میں وہاں پہنچے مدرسہ مظاہر علوم کے دفتر میں جو مہمان خانہ ہے اس میں قیام رہا۔ صبح کو ذکر کی مجلس میں شریک ہوئے اس کے بعد چائے سے فارغ ہو کر حسبِ دستور سب لوگ باہر آگئے تھوڑی دیر کے بعد جب کہ حضرت قدس سرہٗ ڈاک لکھوا رہے تھے، بندہ ان کے ہمراہ حاضر ہوا اور ان کا تعارف کرایا وہ صاحب حضرت کے قریب مراقب بیٹھ گئے اور تقریباً ایک منٹ کے بعد ہی پریشانی کے عالم میں بہت ہی سرعت کے ساتھ اُٹھ کر باہر نکل گئے اور وہ جا کر کتب خانہ پر بیٹھ گئے بندہ بھی جلدی سے ان کے پیچھے گیا خدانخواستہ کوئی بات تو نہ ہوگئی

کہ اتنی جلدی وہ اٹھ کر چلد یئے۔ چنانچہ جب میں کتب خانہ پہنچا تو وہ سر جھکائے ساکت وصامت بیٹھے ہوئے تھے بندہ تھوڑی دیر تک ان کے پاس خاموش بیٹھا رہا اس کے بعد ان سے کہا خیریت تو ہے بہت جلد اُٹھ کر آپ آگئے انھوں نے کہا مولانا کیا بتاؤں ماشاء اللہ آپ کے پیر تو بہت ہی اونچے ہیں میں نے ان۔ سے کہا اس میں کیا شک ہے۔ پھر میں نے جلدی باہر آنے کی وجہ پوچھی تو انھوں نے بتلایا کہ جب میں سر جھکا کر حضرت کا فیض حاصل کرنے کیلئے متوجہ ہوا تو دل پر حضرت کی طرف سے اس قدر انوار کا ورد ہوا کہ سانس گھٹنے لگا میں فوراً وہاں سے بھاگا اگر نہ بھاگتا تو خدانخواستہ میری تو روح نکل جاتی پھر وہ رات بھر صبح تک کی کیفیات بتلاتے رہے کہ رات جب میں مدرسہ میں ٹھہرا تو ہر طرف انوار ہی انوار نظر آتے رہے اور صبح جب ذکر کی مجلس میں شرکت ہوا تو اس مجلس کی کیفیت مولانا صحیح بات یہ ہے کہ میں آپ سے بیان نہیں کرسکتا اس کے بعد میں نے حضرت قدس سرہٗ سے ان کی ساری باتیں عرض کر دیں حضرت نے بہت ہی استغناء سے فرمایا ان کو کچھ معلوم ہوگا مجھے تو کچھ پتہ نہیں پھر فرمایا کہ ان سے ضرور ملانا۔ چنانچہ ان کو حضرت قدس سرہٗ سے ملایا۔ حضرت ان سے محبت سے بہت ساری باتیں کرتے رہے۔

(حوالہ بالا)

## ۲۴۲۔ دسترخوان پر ۲۷ انواع واقسام کے کھانے

سید محمد علوی مالکی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے جشن صد سالہ سے فارغ ہو کر سہارن پور تشریف لائے تو حضرت قدس سرہٗ نے انکے لئے جیسا کہ میری ڈائری میں لکھا ہے ۲۷۔۲۳ انواع واقسام کی چیزیں رکھوائیں اس میں سنگھاڑے بھی تھے انھوں نے تعجب سے عربی میں پوچھا یہ کیا چیز ہے؟ اس پر حضرت نے فرمایا ہذا ذوالشوکین اور ساتھ ہی فرمایا کہ شیخ انعام الحسن صاحب امیر تبلیغ اس کو ذوالقرنین فرماتے ہیں تم ان دونوں میں سے جو کہہ لو، وہ اور ان کے رفقاء جب وہ سہارن سے روانہ ہونے لگے تو کچھ سنگھاڑے ان کو ہدیہ ایک ٹوکری میں بندھوا کر مرحمت فرمائے کہ جلدی خراب ہونیوالی

چیز نہیں ہے آپ کا اگر جی چاہے تو اس کو مکہ مکرمہ ضرور لے جائیں اور وہاں پر دوستوں کو ضرور کھلائیں۔ (مولانا نجیب اللہ مکہ مکرمہ)

## ۲۴۳۔ جزاک اللہ

بندہ اس بات کو بہت ہی شدت سے محسوس کرتا تھا کہ جب بھی کسی سے تخلیہ ہوتا یا عمومی مجلس ہوتی حضرت والا لنگی اس طرح ٹھیک کراتے کہ قدم مبارک بھی نظر نہ آتے ایک مرتبہ اعتکاف کے دوران مغرب کے بعد کی مجلس میں بندہ جب کہ بالکل شروع میں بیٹھا ہوا تھا بندہ کی نگاہ پڑی کہ آج حضرت کے قدم اس قدر باہر ہیں کہ پنڈلی کا بھی کچھ حصہ نظر آرہا ہے غیر ارادی طور پر اُٹھا اور لنگی درست کرنے لگا۔ حضرت نے فرمایا جزاک اللہ: (روایت الحاج بھائی صغیر احمد صاحب لاہور)

## ۲۴۴۔ لاؤ بھائی وہ رضائی اور چادر جو گھر کی ہے

ایک مرتبہ جبکہ پاکستان میں بھٹو حکومت کا عروج تھا اور دین والوں پر ہر نوع کی سختی تھی اس دوران حضرت والا کی تشریف آوری پاکستان ہوئی اور بہت سے قانونی مراحل اور تمام با اثر احباب کے اثر کے استعمال کے بعد ۷۲ گھنٹے صرف قیام کی منظوری ملی مگر ۷۲ گھنٹے پورے ہونے سے قبل ہی اس قیام کو منسوخ کر دیا چونکہ آئندہ کے سفر کا جہاز اور سیٹ ۷۲ گھنٹے کے بعد ہی تھی اور ۷۲ گھنٹے پورے ہونے میں ایک شب باقی تھی حکومت وقت کے با اختیار افسران کا یہ مطالبہ تھا کہ یہ ایک شب مکی مسجد میں کسی طرح بھی نہیں گذاری جاسکتی البتہ اتنی رعایت ہوسکتی ہے کہ یہ شب ہوٹل میں گزار دیں۔ خدام کی حالت تو قابل دید تھی مگر حضرت والا پر ظاہر کے اعتبار سے اس کا کوئی اثر ہی نہ تھا جب ہوٹل میں شب کے قیام کا قطعی فیصلہ ہوگیا تو بندہ کی طبیعت ایک بات کے خیال سے شدید پریشان ہوگئی وہ یہ کہ حضرت کیا ہوٹل کا بستر استعمال فرمائیں گے اور حضرت کے ساتھ جن خدام کا قیام طے ہوا تھا ان میں بندہ شامل نہ تھا۔ بندہ اضطراری کیفیت سے اللہ سے دعاء کرتا رہا یا اللہ ایسا تو نہ ہو کہ حضرت ہوٹل کا بستر استعمال فرمائیں گے تو ہی کوئی صورت

پیدا فرمادے اسی اُلجھن پریشانی میں بندے نے اپنے بستر سے رضائی اور چادر نکالی اور اس گاڑی میں جس میں ہوٹل تک جانا تھا خاموشی سے رکھدی۔ ہوٹل تک ساتھ جانے میں بندہ کا جانا بھی منتظم حضرات نے قبول فرمالیا تھا۔ حضرت والا کو ہوٹل کے کمرہ میں پہونچایا گیا اور رضائی وچادر کے رکھنے کا علم بندہ کے علاوہ کسی کو نہ تھا کمرے میں داخل ہوتے ہی حضرت نے فرمایا کہ لاؤ بھائی وہ چادر اور رضائی جو گھر کی ہے۔ سب خدام حیران تھے کہ حضرت نے کیا فرمایا ہے بندہ بھاگا ہوا گیا اور دونوں چیزیں لے آیا حضرت والا کی برکت سے اس شب بھی حضرت کے ساتھ ہی ہوٹل میں قیام رہا۔ (حوالہ بالا)

## ۲۴۵۔ میرے پیارے

غالباً ۶۹ء یا ۷۰ء کی بات ہے کہ حضرت کی تشریف آوری لاہور ہوئی اور بلال پارک میں قیام فرمایا ایک دو شب کیلئے بندہ مع والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ و دیگر برادران حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ غالباً الحاج بھائی ابوالحسن صاحب نے حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ' کا تعارف کراتے ہوئے عرض کیا کہ صغیر کے والد صاحب ہیں مصافحہ کے بعد والد صاحب بیٹھ گئے بندہ بھی ساتھ بیٹھ گیا حضرت نے فرمایا کہ بھائی صغیر ہیں بندہ خاموش رہا اس خیال سے کہ سامنے بیٹھا ہوں دوبارہ فرمایا بندہ پھر خاموش رہا نہ کسی اور نے کچھ کہا حضرت والا نے تیسری مرتبہ غصہ میں اور خاصی بلند آواز میں فرمایا اور وہ فرمانا ایسا تھا جیسے بندہ پر بجلی گر گئی، اس بجلی گرنے کا احساس بھی آج تک خوب ہے اس تیسری مرتبہ کے فرمانے پر بندہ نے بے ساختہ قدم مبارک پکڑ لیے سارا جسم کانپ رہا تھا اور بہت ہی مشکل سے اتنا لفظ نکلا ''حضرت'' بندہ کی اس ناگفتہ بہ کیفیت کو حضرت نے مطلع فرما کر اس لحہ نہایت کریمانہ و مشفقانہ انداز میں فرمایا کہ میرے پیارے میری بینائی اب اتنی بھی نہیں کہ جتنی تو سہارن پور چھوڑ کر آیا تھا۔ (حوالہ بالا)

## ۲۴۶۔ نعمت کی ناقدری اور اس کے ضائع ہونے پر افسوس

۷۳ء کے ماہ مبارک میں بندہ مع اپنی اہلیہ اور تین بچوں سمیت حاضر تھا مکہ مکرمہ

میں معمول اس طرح تھا کہ بعد عصر کی مجلس غروب سے تقریباً نصف گھنٹہ قبل ختم ہوتی اور جب حرم شریف تشریف لے جاتے جس گاڑی میں حضرت تشریف لے جاتے اس گاڑی میں برف کا تھرماس بھی رکھدیا جاتا برف فروش صولتیہ کے باہر ہی بیٹھا کرتا تھا اس روز حسبِ معمول حضرت والا گاڑی میں بیٹھ چکے تھے برف کا تھرماس برف سے بھر کر گاڑی میں رکھا جا چکا تھا اور گاڑی اسٹارٹ ہو چکی تھی۔ حضرت کی نگاہ مبارک ایک چھوٹے سے برف کے ٹکڑے پر پڑی جو وزن کے اعتبار سے بمشکل ایک چھٹانک ہوگا حضرت نے فرمایا ارے بھائی برف پڑی ہوئی ہے یہ ضائع ہو رہی ہے لیکن اٹھائے کون کسی کی ملک نہ تھی۔ حضرت والا کا اصرار تھا کہ یہ ضائع ہو رہی ہے برف والے کو بلاؤ اور اس کو کہوں کہ اس کی برف کے ڈبہ میں محفوظ کر لے چنانچہ خدام نے برف والے کو آواز دی وہ آیا اور اس کو بتایا کہ یہ ٹکڑا تمہارا ہے اس کو اُٹھاؤ اس نے بڑی ہی بے التفاتی سے کہا کہ پڑا رہنے دو کوئی بات نہیں ایک صاحب نے اس کو عربی میں سمجھا دیا اس نے برف کو اٹھا کر پیٹی میں محفوظ کیا۔ پھر گاڑی روانہ ہوئی۔ (حوالہ بالا)

## ۲۴۷۔ انبساط پیدا ہو گیا ہوگا ورنہ ہو جائیگا

ایک مرتبہ والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے ایک تعلق والے نے والد صاحب کی دعوت کی اور بندہ کو اور بندہ کے مرحوم بھائی محمد احمد کو ہمراہ لانے پر اصرار کیا۔ ان صاحب کا مکان مودودی صاحب کے مکان والی گلی کے ساتھ میں تھا۔ انتظام کھڑے ہو کر کھانے کا تھا جب ہم پہنچے تو صاحب خانہ نے والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی رعایت سے ایک کمرہ میں میز کرسی کا انتظام کیا ہوا تھا ہمارے پہنچنے پر صاحب خانہ ہم کو اس کمرے میں لے گئے ہم ابھی پہنچے ہی تھے کہ مودودی صاحب مع اپنے ایک ہمراہی کے آپہنچے صاحبِ خانہ ان کو بھی اس کمرے میں لے آئے والد صاحب کی طبیعت میں مروت بے حد تھی انھوں نے اٹھ کر سلام کے بعد مصافحہ کیا۔ مگر ہم دونوں بھائی بیٹھے رہے والد صاحب کو ہمارا سلام نہ کرنا اور نہ ملنا بے حد ناگوار گذرا اس کے آثار چہرے سے خوب

نمایاں تھے دورانِ کھانا بالکل خاموشی رہی اور فراغ پر بھی بالکل خاموشی رہی اور کوئی بات نہ کی گھر پہنچ کر والد صاحب نے محمد احمد کو بلایا اور فرمایا کہ مجھے یہ بات بالکل ناپسند ہے۔ اختلاف پسند و ناپسند اپنی جگہ ہے۔ مگر سلام کر لینے میں کیا مضائقہ تھا۔ محمد احمد مرحوم نے اسی وقت آ کر ساری بات نقل کی بندہ نے جواباً کہا کہ میری طرف سے جا کر کہدو کہ میں نے اس لئے سلام نہ کیا کہ دیکھنے والے یہ کہیں گے کہ شیخ الحدیث صاحب سے تعلق رکھنے والے جب اس طرح ملتے ہیں تو ہم کو ملنے میں کیا مضائقہ اور اگر آپ کا حکم ہو تو میں ابھی جا کر ان کی جوتیاں صاف کرنے اور ان سے معذرت کو تیار ہوں محمد احمد مرحوم نے یہ بات اسی وقت جا کر نقل کر دی مگر اس پر نہ والد صاحب نے کوئی جواب مرحمت فرمایا اور نا ہی طبیعت کے تکدر میں کمی ہوئی والد صاحب کی ناراضگی کی وجہ سے بندہ کی عجیب حالت تھی نہ کھایا جا تا تھا اور نہ ہی نیند آتی تھی۔ اسی وقت حضرت والا کو عریضہ تحریر کیا اور اس میں مکمل تفصیل بھی تحریر کی اور یہ بھی تحریر کیا کہ اگر بندہ سے غلطی ہوگئی ہے تو حضرت سے درخواست ہے کہ بندہ کے لیے استغفار فرمائیں اور تلافی کی کیا صورت ہوگی۔ بصورتِ دیگر دعا فرمادیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ محض اپنے لطف وکرم سے والد صاحب کی ناراضگی کو رضامندی سے مبدل فرمادیں تاکہ یہ سیہ کار دنیا وآخرت کی بربادی سے محفوظ رہے بندہ نے بہت سوں سے یہ بات سنی تھی کہ ہم کسی سخت پریشانی کے وقت حضرت کی خدمت بابرکت میں عریضہ ارسال کرتے ہیں تو اس کے پہنچنے سے قبل ہی اللہ پاک خلاصی نصیب فرمادیتے ہیں اور اس موقعہ پر بھی بندہ کو خوب تجربہ ہوا عریضہ ڈالے ہوئے ابھی تیسرا دن ہی تھا کہ والد صاحب کا پیغام مرحوم بھائی لے کر آیا کہ صغیر سے کہو کہ مودودی صاحب کے بارے میں اپنے اکابر کی جو تحریرات اگر گھر میں اسکے پاس ہوں تو وہ ورنہ بازار سے لا کر مجھے دے دے بس یہ سنتے ہی بندہ خوشی کے مارے گھنٹوں روتا رہا اور اسی وقت عصر حاضر میں دین کی تفہیم وتشریح لے کر حاضر ہوا اب مجھے شدت سے حضرت کے گرامی نامہ کا انتظار تھا جو کہ ہفتہ عشرہ کے بعد ملا اور اس میں بہت سے دعائیں تحریر فرمائی ہوئی تھیں اور اس میں یہ بھی تھا کہ اول تو والد صاحب کی طبیعت میں تیری

طرف سے انبساط پیدا ہو گیا ہوگا ورنہ ہو جائیگا اور یہ انبساط تیرے لئے موجب ترقیات ہوگا۔ (حوالا بالا)

## ۲۴۸۔ناراضگی ڈانٹ کے بعد ختم ہوگئی

ہندوستان کے زمانہ قیام میں ایک مرتبہ جمعہ کی نماز میں کچھ تاخیر ہوگئی چونکہ فجر کی مستقل اور عشاء کی گاہے گاہے امامت بھی میرے ذمہ تھی وقت ہونے پر تلاش کرایا جب معلوم ہوا کہ ابھی نہیں آیا ہے تو ایک صاحب کو یاد فرمایا معلوم ہوا کہ وہ بھی نہیں ہے تیسرے صاحب کو بلوایا معلوم ہوا کہ وہ وضو فرمار ہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ابھی تو وہ ذکر کر رہا تھا تو کہا بغیر وضو ہی ذکر کر رہا تھا، ایک اور صاحب (افریقی) جنھوں نے کچھ ہی دنوں پہلے حضرت سے اجازت لی تھی کہ اگر عبدالرحیم نہ ہو تو میں امامت کرا دیا کروں ۔ تلاش کرایا معلوم ہوا کہ وہ بھی نہیں ہیں حضرت کو بہت ہی غصہ آیا احقر جماعت میں شریک ہو گیا تھا سلام پھیرتے ہی معلوم ہوا کہ حضرت بہت غصہ میں ہیں بیت الخلاء چلا گیا اور سب ادھر اُدھر بھاگ گئے دعا کے بعد حضرت نے ہر ایک کو آواز دی معلوم ہوا کہ سب استنجاء گئے ہیں حضرت گھر تشریف لے گئے غائبین حضرات یکے بعد دیگرے حاضر ہوتے رہے ہر ایک پر بڑی سخت پڑتی رہی میں بھی حاضر ہوا بہت غصے میں فرمایا اب تو بھی گھر جا اور اپنی بیوی کو بھی ساتھ لیتا جا آہستہ سے ہٹ کر ایک کونے میں بیٹھ کر چوں کر ذکر کی مجلس ہوتی تھی میں نے اپنا ذکر شروع کر دیا چوں کہ وہ بات اب ختم ہو چکی تھی ذکر کے بعد دیکھا ایک خادم جنھیں اس طرح کی ہدایت حضرت کی طرف سے ملی تھی کہ افریقہ واپس جائیں۔ حضرت سے مصافحہ الوداعی کر رہے ہیں اور عرض کر رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں کہ چونکہ حضرت نے فرمادیا چلے جاؤ تو اب جا رہا ہوں۔ فرمایا ہاں ہاں ضرور ان سب کو بھی ساتھ لیتے جانا میں نے اور ساتھیوں نے انہیں باہر لے جا کر کہا یہ کیا کیا؟ وہ کہنے لگے کہ حضرت تو نارض ہو گئے، ہم لوگوں نے کہا حضرت کی ناراضگی تو ڈانٹ کے بعد ختم ہوگئی جا کر معافی مانگ لو۔ چنانچہ وہ حاضر خدمت ہوئے اور معافی

مانگ کر قصہ کو ختم کر دیا۔ (مولانا عبدالرحیم متالا)

## ۲۴۹۔ اپنے بڑوں سے کبھی مستغنی نہ ہونا چاہیے

ایک مرتبہ میری عجیب حالت ہوگئی کہ کسی سے ملنے کو بالکل جی نہیں چاہتا تھا۔ تین دن اسی طرح بیت گئے حتیٰ کہ حضرت سے بھی نہیں ملتا تھا نماز سے فارغ ہونے پر فوراً کمرہ میں جو مسجد سے بالکل متصل تھا جا کر سو جاتا اور طبیعت میں شدید تقاضہ تھا کہ کہیں بھاگ جاؤں کسی تہ خانہ میں چلا جاؤں پہلے جب کبھی طبیعت خراب ہوتی حضرت سے کسی نماز کے بعد حاضر ہو کر دم کراتا، اس دفعہ اس کی بھی نوبت نہ آئی حضرت برابر خیریت معلوم کراتے رہتے تھے جب خود حاضر نہ ہوا تو ایک مرتبہ کمرہ میں بھی تشریف لائے خیریت معلوم کی دم فرمایا اس کے بعد میں نے ایک عریضہ بہت مختصر حضرت کی خدمت میں لکھا کہ مجھ پر عجیب سی وحشت سوار ہے کسی سے ملنے کو جی نہیں چاہتا حتیٰ کہ حضرت سے بھی اور کسی تہ خانہ میں چلے جانے کو جی چاہتا ہے وغیرہ وغیرہ حضرت نے پرچہ سن کر بلوایا فوراً حاضر ہوا مسکرائے ہنسے بہت مبارک بادی اور فرمایا بہت مبارک ہے اللہ تعالیٰ مبارک فرمادے۔ لیکن عمل اس پر ہرگز مت کرنا ہمارے یہاں تبتل اور صحرا نوردی نہیں ہے۔ فرمانے لگے جب میں بھی رائے پور جایا کرتا تھا کبھی کبھی حضرت رائے پوری دریافت فرماتے کیوں جی گھبرا رہا تو میں عرض کرتا توبہ توبہ لیکن اندر سے طبیعت گھبرائی ہوئی تھی (عقلی انشراح کے ساتھ طبعی گھبراہٹ جمع ہوسکتی ہے) اس کے بعد حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا اور بہت ہی عجیب بات۔ ''سلوک میں ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ سالک کو اپنے مشائخ سے علیٰحدگی معلوم ہوتی ہے لیکن آدمی کو اپنے بڑوں سے کبھی مستغنی نہیں ہونا چاہئے۔ (حوالہ بالا)

## ۲۵۰۔ پہاڑ بھی اب سدّ سکندری نہیں بن سکتا

ایک مرتبہ حضرت پر اس قدر غلبہ ہوا کہ کچھ دنوں کیلئے کسی ایسی جگہ چلے جانے کا تقاضہ تھا کہ لوگوں کی آمد و رفت وہاں نہ ہو دو چار خدام ساتھ ہوں اور بس اس کے لیے

حضرت جی اور حضرت مولانا علی میاں صاحب وغیرہ کو خطوط لکھوائے کہ اسکے لیے کوئی مناسب جگہ ہو تو بتائیں اور یہ شعر بھی بار بار پڑھتے تھے:

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم نفس کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو
گر پڑیں بیمار تو کوئی نہ ہو تیما دار
اور مرجائیں اگر تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو

ان حضرات کے جوابات آئے حضرت نے اس کے لیے خاص طور سے گنگوہ شریف کا سفر بھی فرمایا کہ مزار شریف کے متصل جو مسجد ہے وہاں تنہائی رہے گی اسکو اندر باہر سے اچھی طرح دیکھا لیکن مولانا علی میاں صاحب کا جواب آیا کہ اگر کسی پہاڑ کی چوٹی پر بھی تشریف لے جائیں گے تو وہ پہاڑ بھی اب خلق خدا کے لئے سد سکندری نہیں بن سکتا پھر حضرت نے بادلِ ناخواستہ اپنا ارادہ ملتوی فرمادیا۔ (مولانا متالا)

## ۲۵۱۔ میرے تعلقات اس سے ختم ہو گئے

دنیا کی زیب و زینت اور حبِ مال سے انتہائی وحشت تھی فرمایا کرتے کہ میرے دسترخوان پر دو سالنوں کا میں بہت مخالف ہوں ہاں مہمانوں کی نیت سے کئی میں بھی حرج نہیں اور خود بھی کھاتا ہوں۔ فرماتے تھے کہ اپنی نیت سے کبھی نہیں منگواتا اور مہمانوں کی نیت سے منگوا کر خود بھی کھاتا ہوں لیکن مجھے امید ہے ان شاء اللہ اس کا مجھ سے حساب نہیں ہوگا۔ اس طرح کی تنگی اور احتیاط کے باوجود اپنے لیے تو دور کیبات ہے کہ کسی خادم کے متعلق جب یہ معلوم ہو جاتا۔ کہ اس کے تعلقات اہل مال سے ہو رہے ہیں تو حضرت کی نظروں سے وہ گر جاتا خود مجھ سے حضرت نے فرمایا کہ فلاں بہت اچھا چل رہا تھا بڑے اچھے احوال تھے خوب ذکر و شغل بھی کرتا تھا۔ میں نے اسے اجازت بھی دے دی تھی لیکن بعد میں اس کے تعلقات مالداروں سے ہو گئے جس کی وجہ سے میرے تعلقات اس سے ختم ہو گئے۔...... (مولانا متالا)

## ۲۵۲۔ کیا نماز مومن کی معراج نہیں ہے؟

تقریباً دس سال کی بات ہے جب احقر رمضان شریف حضرت کے یہاں ہی گذارتا تھا حضرت نے خادم کو دو مرتبہ تلاش کرایا ایک مرتبہ جب مجھے علم ہوا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو بڑی شفقت سے فرمایا مولوی صاحب میں نے دو مرتبہ آپ کو تلاش کرایا ایک مرتبہ تو آرام میں تھے دوسری مرتبہ آپ معراج میں تھے، پھر تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کیا نماز مومن کی معراج نہیں ہے: پھر فرمایا کہ کیا نظام ہے خادم نے مکان جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو حضرت نے فرمایا اب تو جاؤ، مگر رمضان کے بعد اطمینان سے تین چار روز کے قیام کے ارادہ سے آجانا۔ (مولانا عبدالرحیم صاحب دھامپور بجنور)

## ۲۵۳۔ مدرسہ کے قانون کے خلاف ورزی کرنے والا

مظاہر علوم سہارن میں حصولِ علم کے دوران ایک مرتبہ جب میں مشکوٰۃ میں تھا خدمت میں لگے زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا اور مظاہر میں بھی داخلہ لئے زیادہ وقت نہیں گذرا کہ رات کو شہر میں کسی عالم دین کی تقریر تھی وہ سننے چلے گئے واپسی جب ہوئی تو دارالطلباء کا دروازہ بند تھا۔ تقریباً ۷۵ طالبعلم تھے اس لیے کواڑ تو ناظم صاحب نے کھلوا دیئے مگر سب کے نام لکھ لئے اور صبح حضرت کی خدمت میں مدرسہ کے قانون کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے شکایت پہنچی عصر کے وقت پہلے سے مسجد دفتر میں جا کر بیٹھ جاتا تھا۔ حضرت درسِ بخاری سے دارالحدیث میں سے فارغ ہو کر تشریف لائے تھے اس وقت تک اس مسجد میں بجلی کا پنکھا نہیں لگا تھا اس لیے ہاتھ سے پنکھا کرنے کو موقع ملتا تھا آج جب پنکھا کرنے لگا تو حضرت نے صرف داہنے ہاتھ کے اشارہ سے روک دیا دل میں کھٹکا تو ہوا کہ ناراض معلوم ہوتے ہیں مگر یہ خیال ہوا کہ شاید آج پنکھے کی ضرورت نہ ہو۔ عصر سے فراغت کے بعد حجرہ میں تشریف لے گئے اور وضو کیلئے پانی ڈالنے لگا تو ڈانٹ پڑی اور سختی سے روک کر فرمایا کہ جو شخص مدرسہ کے قانون کی خلاف ورزی کرے میں اس سے اپنی خدمت نہیں لیتا اور باہر نکال دیا پاؤں تلے سے زمین نکل گئی خوب رویا تو

صرف مجلس میں حاضری کی اجازت ہوئی کئی دنوں تک روتا اور معافی مانگتا رہا۔ تب جا کر معافی ہوئی لیکن الحمدللہ اسی دن سے مدارس کے قانون کی پابندی کرنا اور احترام کرنے کا ایسا ملکہ ہو گیا کہ گویا طبیعت ثانیہ ہو گئی۔ (مفتی اسماعیل صاحب کچھولوی)

## ۲۵۴۔ ہماری تمہاری کب سے لڑائی ہو گئی؟

ابتداً آپ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بیٹھا کرتے تھے مگر آپ پر یہ کیفیت طاری ہوئی کہ شیخ محترم کے روبرو ہونے کی تاب بھی نہ رہی پورے رمضان آپ کے پاس نہ جاتے اس خیال سے کہ حضرت کا فیض تو تمام معتکفین کو بے حساب پہنچ رہا ہے کہیں میری قربت سے آپ کو تکلیف نہ پہنچ جائے مولانا منور حسین صاحب مدظلہ اور مولانا مفتی محمود حسن صاحب آپ کو قریب بیٹھنے کے لئے اشارہ بھی کرتے مگر آپ کو ہمت نہ ہوتی ایک مرتبہ آپ نے مولانا سلمان صاحب سے کہا کہ بعض لوگ اللہ اللہ ذکر کرتے ہیں اور بعض اللہ اللہ کہتے ہیں یعنی ضمہ معروف اور ضمہ مجہول میں کیا فرق ہے۔ انھوں نے حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ سے دریافت کیا حضرت شیخ سمجھ گئے کہ یہ ان کا سوال نہیں ہے۔ اس لیے معلوم کیا کس نے پوچھا انھوں نے آپ کا نام بتا دیا۔ فوراً حضرت نے آپ کو طلب کیا اور ہنس کر فرمایا ہماری تمہاری کب سے لڑائی ہو گئی ہے کہ تم نے خود نہیں پوچھا...... آپ نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ ہمت نہیں ہوتی ہے پھر حضرت نے دونوں کے درمیان وجہ فرق بتایا کہ ضمہ مجہول کے ساتھ مبتدی لوگوں کے لئے ہے اور ان لوگوں کے لئے ہے جن کا دل تعلقات میں گھرا ہوا ہو، اور ضمہ معروف از دیاد محبت وشوق کیلئے ہے جو تعلقات سے مستغنی ہیں۔ (مولانا عبدالجبار صاحب اعظمی)

## ۲۵۵۔ اصلاح وتربیت کے تین واقعات

مجھے حضرت قدس سرہٗ نے داخل سلسلہ فرمایا اور اپنا نظام الاوقات بیان فرمایا اور ساڑھے گیارہ بجے دوپہر کو بوقت طعام حاضر ہونے کا حکم فرمایا احقر پانچ سات منٹ تاخیر سے پہنچا ہاتھ دھو کر دسترخوان پر بیٹھ گیا۔ حضرت اقدس نے ڈانٹ کر فرمایا اور مولوی

صاحب اٹھ جاؤ بازار جا کر کھالو سخت ڈانٹ پلائی احقر دستر خوان پر ہی بیٹھا رہا۔

دوسرا قصہ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب پالنپوری کے انتقال پر تعزیتی خط پالنپور روانہ کرنا تھا حضرت قدس سرہٗ کو پتہ یاد نہیں تھا حضرت کے خادم پوسٹ کارڈ حضرت کی طرف سے پتہ لکھوانے احقر کے پاس حاضر ہوئے احقر نے خود پتہ لکھنے کے بجائے خادم سے لکھوانا شروع کیا اس میں قدرے تاخیر ہوگی۔ حضرت اقدس سرہٗ نے فرمایا تاخیر کیوں ہوئی، خادم صاحب نے وجہ بیان فرمائی کہ پتہ لکھوانے میں دیر ہوگئی حضرت اقدس ناراض ہوئے کہ خود پتہ کیوں نہیں لکھا اور غصہ میں پوسٹ کرڈ پھاڑ دیا۔ احقر معلوم ہونے پر معافی کیلئے حاضر خدمت ہوا اس پر حضرت کی طرف سے ڈانٹ پڑی۔

تیسرا قصہ مولانا حبیب اللہ صاحب گجراتی موضع ڈینڈرول نے اپنے حالات حضرت قدس سرہ کو مدینہ منورہ روانہ کئے۔ حضرت قدس سرہٗ نے جواباً تحریر فرمایا اس خط کو محفوظ رکھیں۔ جب میں ہندوستان آؤں مجھے بتلائیں، مولانا موصوف ماہ مبارک میں جبکہ حضرت والا سہارن پور معتکف تھے احقر کے ساتھ وہ خط لیکر حاضر خدمت ہوئے حضرت والا نے وہ حالات غور سے سن کر موصوف کو روانہ کر دیا اور مجھ سے فرمایا میری طرف سے ان کو بیعت کی اجازت دے دے بندہ یہ حکم سن کر کانپ گیا اور ایک عریضہ معذرت کا لکھ کر حضرت قدس سرہٗ کو پیش کیا اس پر احقر کو سخت ڈانٹ پڑی اور ارشاد فرمایا میرے نزدیک تو وہ بن گیا ہے اگر تیرے نزدیک نہ بنا ہو تو بیعت کی اجازت نہ دے۔ آخر احقر نے حضرت کی طرف سے بیعت کی اجازت دے دی۔

(مولانا کفایت اللہ صاحب پالنپور)

## ۲۵۶۔ ندامت وگریہ زاری سے روحانی نفع

۱۳۸۷ھ کے ماہ مبارک میں جو کہ ناکارہ کا سہارن پور میں پہلا رمضان تھا اور وہ دور بندہ کے لئے دلداری اور شفقت ونرمی کا دور تھا جیسا کہ ابتدا میں ہوا کرتا ہے اس رمضان میں بندہ نے تخلیہ کے لئے وقت مانگا جو عموماً ظہر کے بعد ذکر سے فراغت کے بعد

کا وقت ہوتا تھا بندہ چونکہ رات بھر جاگتا تھا اور فجر کے بعد سے بارہ بجے تک سوتا تھا۔ سردیوں کی راتیں تھیں ذکر کے بعد وہیں بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ گئی۔ حضرت نے بندہ کو تلاش کروایا سردی کی وجہ چادر منہ پر پڑی ہوئی تھی اس لیے خادم کو میں نظر نہیں آیا تقریباً دس منٹ تک خادم بندہ کو تلاش کرتے رہے، پھر کسی نے دیکھ کر جگایا کہ حضرت یاد فرمارہے ہیں، جب اندر گیا تو خوب زور سے ڈانٹا کہ میرا اتنا وقت ضائع کیا جب معلوم ہوا کہ معتکف کے بالکل قریب ہی تھا تو خادم کو بھی ڈانٹا بندہ کا اس واقعہ پر برا حال تھا کئی روز تک روتا رہا اور توبہ کرتا رہا کہ حضرت کو بندہ سے تکلیف پہنچی خادم سے تو کئی بار معافی مانگی کہ میری غلطی کی وجہ سے آپ کو ڈانٹ پڑی لیکن حضرت سے براہ راست معافی مانگنے کی ہمت نہیں پڑی لیکن اس ڈانٹ سے اور اپنی ندامت وگریہ زاری سے روحانی نفع بہت ہوا جو الفاظ میں بیان کرنا مشکل و دشوار ہے اسی کے چند روز بعد عید کی رات میں بندہ کو حضرت قدس سرہٗ نے بیعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب مدنی)

## ۲۵۷۔ زمانۂ جیل میں اہلِ خانہ کی فکر اور دیکھ بھال

بندہ ایک دفعہ ایک غلط مقدمہ میں پھنس کر جیل میں تھا جس کے بعد مقدمہ میں برأت کی وجہ سے رہائی ہوئی اس دوران حضرت قدس سرہٗ نے میرے گھر والوں کے پاس تھوڑے تھوڑے دن کے فصل سے تین مرتبہ دو ہزار ریال ارسال فرمائے کہ ان کو اپنے خرچ میں لاؤ۔ رہائی کے بعد جب بندہ نے وہ چھ ہزار ریال لوٹانے چاہے تو انکار فرمادیا اور باوجود بندہ کے اصرار کے قبول نہیں فرمایا۔ (حوالہ بالا)

## ۲۵۸۔ ڈاکٹری کی رعونت ابھی باقی ہے

ابتداً حضرت قدس سرہٗ کا بندہ کے ساتھ معاملہ دلداری اور شفقت کا رہا، سی کے ذریعہ سے تربیت فرماتے رہے تعلق کچھ قدیم ہوگیا اور حضرت نور اللہ مرقدہٗ ۱۳۹۰ھ میں حج کے لئے تشریف لائے۔ بندہ ان دنوں فارغ تھا اس لیے بندہ کے ذمہ ڈاک نماز کی امامت حضرت کو اٹھانے بٹھانے اور اپنی گاڑی میں ڈرائیور کی حیثیت سے مستقر سے حرم

شریف اور حرم شریف سے مستقر لانے اور لے جانے کی خدمت تھی، اس چار ماہ کی حاضر باشی کے دوران شاید کوئی ایسا وقت بھی نہ گزرا ہوگا کہ بندہ پر ڈانٹ نہ پڑی ہو اور ہر ڈانٹ کے وقت بندہ کو اپنی غلطی اور کوتاہی کا احساس ہوتا تھا، دل میں نادم ہوتا تھا کہ حضرت کو مجھ سے تکلیف پہنچ رہی ہے، اتنی کثرت سے میرے اوپر ڈانٹ پڑی کہ ایک مرتبہ حضرت قدس سرہٗ کے ہر وقت کے حاضر باش بے تکلف خادم نے ہنس کر عرض کیا کہ حضرت اب تو اس کی اصلاح ہوگئی ہے اس ڈانٹ کی وجہ غالباً بندہ کا ایک خواب تھا۔ جو ۱۳۸۷ھ میں سہارن پور سے واپسی کے بعد دیکھا تھا کہ حضرت قدس سرہٗ نے ایک بہت بڑا طباق بندہ کو مرحمت فرمایا جس میں کچھ مٹھائی کی۔ قسم کی چیز تھی فرمایا کہ ''جاؤ، اس کو لوگوں میں تقسیم کرو اس وقت خواب ہی میں بندہ نے تعمیل حکم میں وہ طباق تو لے لیا لیکن دل میں یہ خیال بھی آیا کہ میں تو ڈاکٹر ہوں مجھ سے آواز کیسے لگائی جائیگی'' اس خواب کی تعبیر میں حضرت قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا کہ ڈاکٹری کی رعونت ابھی باقی ہے۔ (حوالہ بالا)

## ۲۵۹۔ حرمین شریفین میں متواتر دو ماہ کے روزے

رمضان کے علاوہ بھی باوجود علمی مشاغل کے دن رات کی سنن و نوافل میں روزانہ تقریباً دس پارے پڑھنے کا معمول رہا، روزوں کا حال یہ تھا کہ ۱۳۸۹ء جبکہ حضرت کی عمر مبارک پچھتر (۷۵) برس کی تھی اور جون جولائی کی گرمی کا زمانہ تھا، حضرت نے مدینہ منورہ میں دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے اور سارے مخلصین کے اصرار کے باوجود اس کو نہیں چھوڑا، اسی حال میں مکہ مکرمہ کا سفر بھی فرمایا اس سفر میں مولانا علی میاں صاحب بھی آئے تھے اور وہ بھی روزے رکھنے سے منع فرماتے رہے کہ گرمی بہت ہے، جب واپس جانے لگے تو حضرت قدس سرہٗ نے بھی ان کے ساتھ مکہ مکرمہ جانے ارادہ فرمایا مگر اس سفر میں بھی روزے رکھنے پر اصرار تھا خدام نے بھی عرض کیا اور مولانا موصوف نے بھی فرمایا کہ حضرت گرمی بہت ہے کم سے کم سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھیں بعد میں جیسی رائے ہو'' اس پر حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا'' علی میاں روزہ تو

میں چھوڑنے کا نہیں زیادہ اصرار کروگے تو مکہ مکرمہ کا سفر ملتوی کردوں گا اس پر مولانا علی میاں صاحب بھی خاموش ہوگئے''۔ اس سفر میں اور دیگر اسفار میں حضرت نے اس کا اہتمام فرمایا کہ سہارن پور سے حرمین شریفین تک سفر روزے کے ساتھ گزرے دو مہینہ متواتر روزوں کے بعد مدینہ منورہ کے قیام میں کئی ماہ تک حضرت کا یہ معمول رہا کہ پیر جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھتے تھے۔ (حوالہ بالا)

## ۲۶۰۔ توجہ کا اثر اور عبادات میں سرور

حضرت قدس سرہٗ کی مجلس میں بیٹھنے والوں کا عجیب حال ہوتا تھا آخرت کی رغبت دنیا سے بے رغبتی اور اللہ سے تعلق میں اضافہ شاید ہی کوئی شخص ہو جو اس کا انکار کرے، حضرت کی توجہ کا اثر تو قریب سے ہر شخص محسوس کرتا تھا۔ ہزاروں میل دور سے بھی حضرت کی توجہ کا اثر محسوس ہوتا تھا اس سلسلہ کا ایک واقعہ لکھتا ہوں۔

''بندہ کا قیام مدینہ پاک میں تھا اور حضرت قدس سرہٗ سہارن پور تشریف فرما تھے کئی بار قلب پر ایسی بسط کی کیفیت طاری ہوئی کہ عبادت و معمولات سب میں اس کا اثر محسوس ہوتا۔ ایک دو روز اسکا اثر رہتا، شروع میں تو بندہ اس کو اتفاقی چیز سمجھتا مگر بار بار ہونے لگا تو دن اور تاریخ نوٹ کر لی جب حضرت کا والا نامہ آتا تو وہ اسی تاریخ کا ہوتا، جس دن وہ بسط کی کیفیت ہوتی چنانچہ حضرت کی خدمت میں یہ حال تحریر کیا تو جواب میں تحریر فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ آپ کے قلب میں بہت زیادہ روشنی پیدا فرمائے قبض و بسط تو ذاکرین سب ہی کو مبتدیوں کو منتہیوں کو سب ہی کو پیش آتا ہے یہ کوئی قابلِ التفات چیز نہیں ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ جب کسی کو خط لکھوایا جاتا ہے تو اس کا تصور تو خط لکھوانے والے کے دل میں ہوتا ہی ہے۔ (روایت ڈاکٹر صاحب)

## ۲۶۱۔ جنتی ہونے میں کیا اشکال ہے

۱۳۸۹ھ میں جبکہ مدینہ پاک میں بندہ حضرت قدس سرہٗ کے خدام میں شامل تھا اور حضرت کو اٹھانے بٹھانے کی سعادت حاصل تھی حرم نبوی شریف میں ایک شرطی ہمیشہ

ہمیں یہ خدمت کرتے دیکھتا رہتا تھا۔ایک مرتبہ جب کہ حضرت قدس سرہٗ کو ایک طرف سے بندہ نے سہارا دیا اور اور دوسری طرف سے مولوی اسرار نے سہارا دیکر حضرت کو اٹھایا تو اس شرطی نے جس سے بندہ کی خاصی واقفیت ہو چکی تھی زور زور سے بندہ کو کہنا شروع کیا ''تدخل الجنتۃ'' حضرت قدس سرہٗ نے دریافت فرمایا کہ کیا کہہ رہا ہے مولوی اسرار صاحب نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کو یوں کہہ رہا ہے۔اس پر حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بھائی ڈاکٹر صاحب کو یوں کہہ رہا ہے۔اس پر حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بھائی ڈاکٹر صاحب کے جنتی ہونے میں کیا اشکال ہے۔(حوالا بالا)

## ۲۶۲۔مگر مجھ کو کیسے تسلی ہوگی

اول ملاقات سے لیکر تادم آخر حضرت کی جو عنایات مجھ جیسے پر تھیں اس کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ شفیق ماں سے بھی زیادہ تھیں ایک دفعہ جب میں واپسی کے لئے بغرض آخری ملاقات حاضر ہوا تو دریافت فرمایا کہ چائے پی لی ؟ میں نے عرض کیا نہیں ۔فرمایا سحری والوں کے لئے چائے پکی تھی ۔ میں نے عرض کیا کہ میں صرف یہ سمجھا تھا کہ سحری والوں کے لیے ہے حضرت نے تاسف کے لہجے میں فرمایا کہ ''مجھ سے یا مولوی منور صاحب سے کیوں نہیں پوچھ لیا اس پر میری زبان سے نکل گیا دوکان پر پی لوں گا۔اس پر بہت ہی درد بھرے عنوان سے ارشاد فرمایا کہ تم کو تو سو جگہ چائے مل جائے گی مگر مجھ کو کیسے تسلی ہوگی''۔(روایت مولانا سجاد صاحب جونپوری)

## ۲۶۳۔اتنے مخلص کام کرنے والے کہاں پاؤ گے

ایک مرتبہ اس ناکارہ نے مدارس میں جوڑ پیدا کر کے تبلیغ کا ایک خاکہ حضرت کی خدمت میں مدینہ منورہ ارسال کیا تو حسب عادت خوب تحسین فرمائی۔آگے ارشاد فرمایا کہ مگر پیارے ایک مدرسے کے لوگ تو اس زمانے میں متفق ہوتے ہی نہیں تو تم اتنے مخلص کام کرنے والے مدرسوں میں کہاں پاؤ گے از خود جو ہو سکے کر لو باقی تمہارا حوصلہ بلند ہو تو میں منع نہیں کرتا اس ارشاد کے بعد یہ لایعنی وسوسہ ہی میرے دل سے نکل گیا!

(حوالہ بالا)

## ۲۶۴۔ کل تیرے مولوی نے کیا بیان کیا

۱۳۴۸ھ میں حضرت شیخ الاسلام مدنی قدس سرہٗ کا معمول تھا کہ ہر پنجشنبہ کی شب کو دیوبند سے سہارن پور تشریف لاتے اور جامع مسجد میں سیرت پاک پر وعظ فرماتے طلبہ کو وعظ میں شرکت کی عام اجازت تھی اس لیے ناکارہ بالالتزام وعظ میں شریک ہوتا۔ جمعہ کے دن جب حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ کی خدمت میں حاضری ہوتی تو مزاحاً فرماتے کل تیرے مولوی (حضرت شیخ الاسلام) نے کیا بیان کیا چونکہ یہ ناکارہ فیض آبادی تھا اور حضرت مدنی قدس سرہٗ بھی قصبہ ٹانڈہ ضلع فیض آباد کے اصل باشندے تھے اس لیے بربنائے محبت حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ یوں سوال فرماتے جو کچھ یاد ہوتا عرض کرتا۔

(حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری)

## ۲۶۵۔ مجھے تو تجھ سے محبت ہے

رمضان میں دار جدید کی مسجد میں حضرت کے ساتھ بندہ بھی معتکف تھا بندہ نے حضرت سے اپنے لیے تنہائی چاہی، حضرت نے وقت دے دیا۔ بندہ حاضر ہو گیا لیکن وقت سے شاید چند منٹ پیشتر پہنچ گیا پس حضرت نے بہت بلند آواز سے بہت سخت ڈانٹا ساری مسجد والے سہم گئے سونے والے بھی اٹھ کر ذکر وفکر یا تلاوت یا نماز میں مشغول ہو گئے بندہ سے فرمایا میرے پاس سے چلا جا اور اپنا بستر بھی لے جا بندہ حکم کی تعمیل میں اُٹھ کر چلا گیا اور اپنے بستر کو لپیٹنے لگا آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے بستر سمیٹ کر چلنے لگا گو پاؤں باہر کو نہ چل سکے آخر پھر حضرت کے پاس آکر بیٹھ گیا کسی خادم نے ذکر کر دیا عیسیٰ بیٹھا ہوا رو رہا ہے۔ حضرت نے بہت شفقت سے پاس بلایا اور فرمایا پیارے جو کہنا ہے کہہ مجھے تو تجھ سے محبت ہے، اور بہت پیاری پیاری باتیں فرماتے رہے۔

(روایت میاں جی عیسیٰ صاحب)

## ۲۶۶۔ بھائی وہ تو بزرگ آدمی ہیں

ایک مرتبہ کچے گھر میں کسی محترم مہمان کی ضیافت کے بعد دستر خوان پر تمام خدام کو بیٹھنے کا حکم دیا میں باہر برتن دھو رہا تھا کسی نے مجھے دستر خوان پر آواز دی۔ میں بھی گیا حضرت قدس سرہٗ چار پائی پر تکیئے کے سہارے بیٹھے دستر خوان کی نگرانی فرمارہے تھے مجھ سے مارے ہیبت کے لقمہ نہیں نگلا جارہا تھا کہ کسی ساتھی نے ٹوکا بھائی ذکی تم نہیں کھارہے ہو حضرت اقدس نے سن لیا تو فرمایا ہاں بھائی وہ تو بزرگ آدمی ہیں کھانا کہاں کھاتا ہے۔

(روایت بھائی محمد ذکی صاحب)

## ۲۶۷۔ میرے محسن ہیں۔ میں ان کا شکریہ ادا کروں گا

ایک مرتبہ دار جدید کی مسجد میں اعتکاف فرمانے کے بعد حضرت حاجی شاہ (قبر ستان) کا ارادہ فرمانے لگے کسی نے عرض کیا حضرت بارش کی وجہ سے خاردار جھاڑیوں ،کانٹے دار گھاس خودرو پود۔بہت اگ گئے ہیں راستہ میں بہت گڑھے اور کیچڑ ہے جس کی وجہ سے راستہ بند ہو رہا ہے۔ حضرت اقدس نے اپنے پڑوسی شیخ عالم صاحب سے فرمایا ''تم کل کو دیکھ کر آنا راستہ کیسا ہے'' مجھے یہ سن کر بڑی مسرت ہوئی حضرت اقدس کی خدمت کا ایک موقعہ ہاتھ آیا۔ میں خاموشی سے اُٹھا اور فوراً قبرستان گیا اور تمام راستے کی خاردار جھاڑیاں کاٹ کاٹ کر ایک طرف کا راستہ ہموار کیا راستہ میں بارش کی وجہ سے بڑے بڑے گڑھے ہو گئے تھے ان کو پر کیا قبروں کے قریب بھی گڑھے اور کیچڑ بہت تھی ان سب کو صاف کر کے قبروں کو ہموار کیا۔ شیخ عالم صاحب جب قبرستان پہنچے تو ان کو معلوم ہو گیا کہ میں نے تمام راستہ صاف کیا میرے ہاتھ پیر خاردار جھاڑی اور تیز نوکیلی گھاس سے زخمی ہو رہے تھے، جناب شیخ عالم نے میری حالت اور قبرستان کا ہموار کرنا حضرت اقدس سے ذکر کر دیا۔ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا بھائی ذکی کو میرے پاس لانا میرے محسن ہیں میں ان کا شکریہ ادا کروں گا۔ دوسرے روز شیخ عالم صاحب مجھ سے حضرت اقدس کے پاس چلنے کیلئے اصرار کرنے لگے لیکن میری ہمت نہ ہوئی کہ حضرت

اقدس کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوتا کہ میں نے یہ کام انجام دیا ہے۔(حوالہ بالا)

## ۲۶۸۔مجھ سے جھگڑا کر رہی ہیں

ایک مرتبہ حضرت قدس سرہٗ کا سفر بذریعہ کار سہارن پور سے گنگوہ تھانہ بھون کا ندھلہ، پانی پت، سرہند شریف، چلی، براس، جالندھر، لدھیانہ وغیرہ ہوتے ہوئے پاکستان پہنچنے کا تھا وہاں سے مدینہ منورہ کا سفر تھا ہند پاک کی سرحد تک بہت سے احباب کا ساتھ جانے کا پروگرام تھا۔مختلف بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتے ہوئے جب کاندھلہ کے قبرستان میں حضرت اقدس مراقب ہوئے تو کچھ دیر کے بعد حضرت والا نے پانی مانگا۔میں حضرت اقدس کے قریب ہی تھا فوراً تھرماس سے ٹھنڈا پانی نکال کر حضرت اقدس نور اللہ مرقدہٗ کو پیش کیا۔حضرت اقدس نے فرمایا''نہیں قبرستان کے کنویں کا پانی کنویں کے اوپر رکھے ہوئے مٹی کے لوٹے میں لاؤ''میں فوراً لیکر چلا گیا۔حضرت اقدس نے پانی پیتے ہوئے مسکراتے ہوئے مجھ سے فرمایا''بھائی ذکی یہ سارے قبرستان کی ہڈیاں مجھ سے جھگڑا کر رہی ہیں۔(حوالہ بالا)

## ۲۶۹۔یہ پورے ملک کا قطب ہے

ایک مرتبہ سہارن پور کے کچے گھر میں بڑے بڑے مشائخ جمع تھے نسبندی کا خطرناک ماحول پورے ہندوستان میں پھیلا ہوا تھا۔''حضرت اقدس چار پائی پر آرام فرما تھے مشائخ آپس میں مشورہ فرما رہے تھے کہ حضرت اقدس نے پوچھا کہ آپس میں کیا گفتگو چل رہی ہے مولوی محمد کاندھلوی نے کہا کہ حضرت ملکی مسائل پر بات ہو رہی ہے ،اس کا کیا حل ہو۔حضرت اقدس نے فرمایا اس کا حل؟ پھر فرمایا اس کا حل تو وہ ہے وہ اور کونے میں بیٹھے ہوئے حضرت حافظ مقبول صاحب مرحوم (خلیفہ حضرت اقدس مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا لوہے کو لوہا کاٹے ہے اور فرمایا چچا جان مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ یہ دہلی کا قطب ہے میں تو یوں کہوں کہ یہ پورے ملک کا قطب ہے۔(حوالہ بالا)

# ۲۷۰۔ نس بندی کے موقعہ پر حکام شہر کی آمد

نسبندی کے خطرناک موقع پر کلکٹر اور حکومت کے دوسرے بڑے عہدیداران حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ سے ملنے آئے، اطلاع پہلے سے آ گئی۔ تمام خدام اور متعلقین کو فکر ہوئی کہ خدا معلوم کیا سوال جواب ہوں؟ کیا حادثہ پیش آجائے؟ جیسا کہ ملک کے دوسرے حصوں میں بعض اکابر کو پیش آچکا تھا۔ بہرحال کلکٹر آیا تو مارے رعب و ہیبت کے ہاتھ جوڑے کھڑا رہا۔'' حضرت اقدس نے نحیف انداز میں دو ایک مرتبہ بیٹھنے کو بھی فرمایا ''لیکن وہ اور دوسرے اعلیٰ عہدیداران ہاتھ جوڑے کھڑے رہے پھر حضرت والا نے ان سے فرمایا'' بھائی یہ صوفے کرسیاں تو آپ ہی حضرات کیلئے ادھر اُدھر سے مانگ کر جمع کی ہیں'' لیکن وہ حضرات صوفوں اور کرسیوں پر نہیں بیٹھے بلکہ درمیان میں بچھی ہوئی ایک دری پر حضرت اقدس کے پلنگ کے قریب سب بیٹھ گئے حضرت اقدس نے خدام سے فرمایا ان کی تواضع کرو، خدام نے فوراً دستر خوان لگایا مختلف قسم کے پھل اور مٹھائیاں رکھی گئی اتنے میں حضرت اقدس کی نگاہ چبوترے کے کنارے بیٹھے ہوئے دو آدمیوں پر پڑی حضرت والا نے خدام سے پوچھا وہ کون ہیں خدام نے بتایا کلکٹر صاحب کے چپڑاسی اور ڈرائیور ہے۔ حضرت اقدس نے ان سے فرمایا بھائی تم بھی دستر خوان پر آجاؤ لیکن وہ بھلا کب زندگی میں ایک دستر خوان پر کلکٹر صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوں گے اس لیے ان کی شریک ہونے کی ہمت نہیں ہوئی اور وہیں سے ہاتھ جوڑ کر گویا معذرت کی۔ حضرت اقدس نے فرمایا'' بھائی اگر تمہارے صاحب کے اصول کے خلاف نہ ہو تو تم بھی دستر خوان پر شریک ہو جاؤ۔ اگر تمہارے صاحب کو ناگوار ہو تو تمہارے لیے الگ دستر خوان لگا دیں'' کلکٹر مارے شرم کے دھیرے دھیرے ان چپڑاسیوں کو اشارے سے بلا رہا تھا آخر آواز دے کر ان لوگوں سے کہا آجاؤ آجاؤ جب سب دستر خوان پر بیٹھ گئے تو کھانا شروع ہونے سے قبل حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کلکٹر صاحب ایک بات کہوں آپکی تو لوگوں نے ہمیشہ ہمیشہ عمدہ عمدہ کھانوں پھلوں اور مٹھائیوں کی ہی دعوت کی ہوگی۔

اور آپنے خوب کھائی ہوگی، لیکن سنگھاڑے کی دعوت آپ کی کس نے نہیں کی ہوگی دستر خوان پر عمدہ مٹھائیاں بھی تھیں اور سنگھاڑے بھی تھے۔

حضرت اقدس قدس سرہٗ نے سنگھاڑے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کلکٹر صاحب یہ سنگھاڑے آپ کے لیے ہیں اور ان چپڑاسیوں ڈرائیور کی طرف مخاطب ہو کر حضرت اقدس نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا بھائی تم لوگ سنگھاڑے تو خوب ہی کھاتے ہونگے یہ مٹھائیاں اور پھل تمہارے لیے ہیں عجب منظر تھا۔ ایک ہی دستر خوان پر کلکٹر صاحب سنگھاڑے کھا رہے تھے اور ان کی ہمت دوسری چیز کھانے کی نہیں ہو رہی تھی گویا دستر خوان کی دوسری چیز ان کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ (حوالہ بالا)

## ۲۷۱۔ گاڑی دوسری طرف لے چلو

حضرت اقدس نور اللہ مرقدہٗ کو گاڑی میں لیجاتے ہوئے راستہ میں کوئی جانور بکری کتا وغیرہ آجاتا اگر کوئی خادم اس ہٹانا چاہتا فوراً حضرت قدس سرہٗ منع فرما دیتے کہ گاڑی دوسری طرف لے چلو۔ (حوالہ بالا)

## ۲۷۲۔ سُنت کا اہتمام

سنت کا حضرت اقدس نور اللہ مرقدہٗ کو ہمیشہ سے بہت اہتمام رہا کھانے پینے میں پہننے میں نشست و برخاست میں اکرام ضیف میں، عبادات میں قریب رہنے والے احباب نے جس کو خوب مشاہدہ کیا ہے۔ ایک مرتبہ سہارن پور میں خدام حضرت کو نہلا رہے تھے، مظاہر علوم کے ایک مولوی صاحب حضرت اقدس کے پیروں کو دھونے لگے اور پہلے بایاں پیر دھونے لگے حضرت اقدس نے فرمایا مولوی صاحب دوسری سنتوں پر اگر عمل نہ ہو سکے تو وضو غسل کی سنتیں تو بہت آسان ہیں، اسی طرح خلاف سنت موزے پہننا نے اتارنے میں کسی خادم سے کبھی غلطی ہو جاتی آپ فوراً ہاتھ روک لیتے، انتہائی معذوری کے باوجود جبکہ مسواک کو اپنے ہاتھ سے کرنا تو درکنار ضعف، نقاہت، غنودگی کی وجہ سے بولنا ہی ناممکن تھا، منہ میں دانت نہیں، مسواک چبا نہیں سکتے زبان سے مانگ نہیں سکتے

ایسی حالت میں کسی نے بغیر مسواک وضو کرانا چاہا تو منہ بند کرلیا اور نگاہ سے ٹکٹکی باندھے مسواک کی جانب جہاں مسواک رکھی جاتی دیکھنے لگے، فوراً وضو کرانے والے احباب کو تنبہ ہوا کہ مسواک اٹھا کر منہ میں پھیر دی تب حضرت اقدس نے وضو فرمایا۔ (حوالہ بالا)

## ۲۷۳۔ احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ

حضرت نوراللہ مرقدہ معمول بعد ظہر خطوط کے جوابات لکھوانے کا تھا، بندہ پیر دبا رہا تھا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کسی کے خط کا جواب لکھوا رہے تھے، مفصل دعاؤں پر مشتمل جواب تھا، بندے کو خیال آیا کہ حضرت خطوط کے جواب تو مختصر لکھواتے ہیں اور ہدیہ کے جواب میں مفصل لکھواتے ہیں۔ یہ خیال گزرنا تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمایا کہ "احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ دینا چاہئے اور یوں ہی چھوڑنا نہیں چاہیے۔" (مولانا محمد ہاشم پٹیل لندن)

## ۲۷۴۔ وقت کا انضباط و اہتمام

حضرت نوراللہ مرقدہ کو بخاری شریف کے درس سے پہلے دو چیزوں کا بہت ہی اہتمام دیکھا کہ وضو فرماتے ہیں اور عطر بکثرت استعمال فرماتے ہیں اور وقت پر اہتمام سے پہنچ جاتے ہیں۔ ۸۵ھ میں جب دورۂ حدیث ہوا تو پورا سال برابر یہ دیکھا کہ حضرت مسجد کلثومیہ میں تشریف لاتے، اُدھر مدرسے کا گھنٹہ بجتا اسکے خلاف کبھی نہیں دیکھا۔ حضرت نوراللہ مرقدہ میں یہ بھی دیکھا کہ دارالحدیث تک جانے اور آنے میں ہمیشہ نیچی نگاہ رکھتے دیکھا کبھی نہیں ادھر ادھر نگاہ گئی ہو اور متواصل الحزن کیفیت دیکھی۔ حضرت رحمہ اللہ کو یہ بھی دیکھا جب کسی نے بیعت کی درخواست کی اور حضرت نے بیعت فرمالی پھر اسی نے ہدیہ دیا تو قبول نہیں فرمایا اور یوں فرمایا یہ بھی ایک قسم کا معاوضہ ہو جاتا ہے۔

(روایت مولانا محمد ہاشم پٹیل)

## ۲۷۵۔ پیارے انگریز کب سے بن گئے

ایک مرتبہ میرے زنجیر والا بٹن کرتے میں لگا ہوا تھا حضرت نوراللہ مرقدہ نے شانہ پکڑ

کر فرمایا کہ ''میرے پیارے کب سے انگریز بن گئے''۔ بحمد اللہ فوراً نکال کر پھینک دیا اور آج تک پہننے کی نوبت نہیں آئی سنت کے خلاف حضرت کا جسم مبارک برداشت نہیں کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے جوتا بائیں پاؤں پہنانا شروع کیا بیساختہ حضرت نے زور سے پاؤں مارا فوراً میں سمجھ گیا پھر دائیں سے شروع کیا! (صوفی عبدالاحد صاحب بہار)

## ۲۷۶۔ اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہیں کہتے

۱۹۷۶ء کی بات ہے کہ ہندوستان میں ایمرجنسی لگی ہوئی تھی اور اس کی آڑ میں جبری نسبندی شروع ہو چکی تھی، مظفر نگر میں کتنے مسلمان جام شہادت نوش کر چکے تھے، ہر طرف سے تشویش ناک خبریں آرہی تھیں حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ ان واقعات پر مضطرب تھے۔ اسی دوران ایک مرتبہ جمعہ کے دن سید خلیل صاحب حاضر خدمت ہوئے بعد نماز عصر تا مغرب دفتر مظاہر علوم سہارن پور کی مسجد میں حلقہ ذکر میں حضرت شیخ تشریف رکھتے تھے نماز مغرب کے بعد حضرت شیخ کسی سے مصافحہ نہیں فرماتے تھے لیکن سید صاحب سے مصافحہ کا معمول تھا، بعد سنت سے فراغت کے بعد حسب معمول سید صاحب حضرت شیخ سے مصافحہ کے لیے اگلی صف میں پہنچ کر حضرت کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضرت شیخ نے دیکھا تو مصافحہ کے لیے سید صاحب کی طرف ہاتھ بڑھا دیئے، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ہاتھ تھام لیے اور بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا ''اپنے نانا جان (جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے کیوں نہیں کہتے ہو یہ کیا ہو رہا ہے'' میں اس وقت سید صاحب کے پیچھے کھڑا ہوا تھا اور پوری مسجد صحن تک بھری ہوئی تھی حضرت شیخ کی آواز میں ایسا سوز اور درد تھا کہ لوگ حیرت زدہ ہو کر حضرت کی طرف دیکھنے لگے اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے یہ کیا ہوا، قریب کی صفوں میں جن لوگوں نے یہ الفاظ سنے تھے وہ تو راز پا گئے تھے۔ لیکن جو لوگ ابھی نماز میں مشغول تھے یا فاصلہ پر تھے وہ صرف حضرت نور اللہ مرقدہ کی آواز کا درد ہی محسوس کر سکے۔ (سید خلیل حسین صاحب دیوبند)

## ۲۷۷۔اضطرابی کیفیت زائل ہوگئی

ایک مرتبہ ناکارہ کو بوڈا ہیری ہی میں اطلاع ہوئی کہ حضرت اقدس ہجرت فرما کر یہاں سے تشریف لے جارہے ہیں اب یہاں تشریف نہیں لائینگے یہ خبرسن کر انتہائی صدمہ اور قلق واضطراب ہوا مگر پھر معلوم ہوا کہ ابھی نظام الدین ٹھہر رہے ہیں، دو چار روز قیام فرما کر تشریف لے جائیں گے۔ناکارہ اپنے شاگرد خلیل کو جس نے تبلیغ میں کافی کام کیا تھا اور نظام الدین میں کافی دید وشنید رکھتا تھا لے کر نظام الدین پہنچا،حضرت ایک کمرے میں تشریف فرما تھے ناکارہ حاضر خدمت ہوا حضرت نے مصافحہ کرتے ہوئے فرمایا''ارے تو کیوں آیا تو وہاں تھوڑا مل لیا تھا تو ناکارہ کی زبان سے بے ساختہ خودرفتگی کے عالم میں یہ نکل گیا کہ حضرت کہاں؟ میں تو بوڈا ہیری تھا وہیں معلوم ہوا کہ حضرت ہجرت فرمارہے ہیں اور کبھی نہیں آئیں گے اس وجہ سے انتہائی صدمہ وافسوس ہوا۔اس پر حضرت تیز ہو گئے اور فرمانے لگے کہ میں تو عمرے کو جارہا ہوں،تو کہہ رہا ہے افسوس ہوا، تجھے کیوں افسوس ہوا چل اُدھر بیٹھ، جا کے۔حضرت کی اس ڈانٹ کے بعد قدرتی طور پر قلب پر ایسا سکون طاری ہوا کہ اس سے پہلے جو اضطراب کی کیفیت تھی سب زائل ہوگئی۔(روایت سید صابر حسن صاحب ضلع سہارنپور)

## ۲۷۸۔میں اپنے دوستوں سے غافل نہیں رہتا

ایک مرتبہ یہ ناکارہ حاضر خدمت ہوا۔حضرت عمرے کے بعد تشریف لے جارہے تھے ناچیز نے اپنے معمولات بیان کرنے کے بعد عرض کیا کہ حضرت باطن کی حالت بہت خراب ہے،اس پر حضرت فرمانے لگے''باطن کیسے خراب ہے؟ اچھا تو مجھے یوں بتا باطن خراب کیسے ہوتا ہے؟ بار بار کہتا ہے باطن خراب ہے اللہ نے اپنے ذکر کی توفیق عطاء فرما رکھی ہے پھر باطن خراب کیسے ہے یوں نہ کہا کرو تم یوں ہی کرتے ہو اس خاکسار کو چونکہ حضرت کے سامنے اور خصوصاً جبکہ حضرت کا لہجہ کچھ تیز ہو کچھ کہنے کی بالکل جرأت نہیں ہوتی تھی بلکہ مافی الضمیر کو ادا کرنے میں احصار کی کیفیت ہو جاتی تھی

۔اس لیے اور تو کچھ عرض نہ کر سکا بلکہ زبان سے یہ نکلا کہ پہلے مبشرات وغیرہ بہت ہوتے رہتے تھے تو اس پر حضرت نے فرمایا ارے وہ تو ویسے ہی دل بہلانے کی باتیں ہوا کرتی ہیں یوں نہ کہا کرو۔ میں نے عرض کیا حضرت عمرے کے لئے تشریف لے جارہے ہیں حضرت نے فرمایا کہ ہاں بھئی عمرے کے لیے جا رہا ہوں اور بھئی ہر مسلمان کی خواہش ہوا کرتی ہے کہ عمرے کو جائے کیا تمہاری طبیعت نہیں چاہتی؟ میں نے کہا جی، حضرت سے بندے نے کہا، حضرت دعاء اور توجہ میں یاد رکھیئے تو حضرت نے فرمایا کہ ''اس سے بے فکر رہو میں اپنے دوستوں سے غافل نہیں رہتا دعاء میں یاد رکھتا ہوں''۔(روایت سید صابر حسن صاحب)

## ۲۷۹۔حضرت آپ تو بادشاہ ہیں

حضرت اقدس مدرسہ قدیم کی مسجد میں کافی دیر تک اوابین پڑھا کرتے تھے اور انتہائی اطمینان کے ساتھ لمبے لمبے سجدے فرمایا کرتے تھے۔موسم گرما میں جب بجلی کے پنکھے وغیرہ نہیں تھے تو بعض خدام پنکھا کرتے رہتے اور بعض حضرت کی کمر پر پانی چھڑکتے رہتے احقر کو بھی کئی مرتبہ پنکھا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، ناکارہ کا جب جانا ہوتا تو دروازے میں کھڑا ہو جاتا اور جب حضرت فارغ ہو کر نکلتے تو نذر ھدیہ پیش کیا کرتا۔ایک مرتبہ بندہ کا کچھ عرصے کے بعد جانا ہوا اور حضرت جب نکلے تو بندے نے حسب معمول نذر پیش کی تو حضرت نے میری گردن میں ہاتھ ڈال لیا اور فرمانے لگے کیا ہے؟ ناکارہ نے عرض کیا نذر ھدیہ ہے۔حضرت نے فرمایا اس کی کیا ضرورت ہے اللہ کا شکر ہے اس نے سب کچھ دے رکھا ہے۔اس پر بندے کی زبان سے آہستہ سے نکل گیا کہ حضرت آپ تو بادشاہ ہیں اس پر حضرت فرمانے لگے نہیں بادشاہ تو نہیں ہوں البتہ یہ میرا کتب خانہ وغیرہ ہے اور حضرت گردن پکڑے پکڑے اسی ہیئت پر کتب خانہ تک تشریف لائے اور پھر حضرت فرمانے لگے تم جلدی جلدی تو آتے نہیں جلدی آیا کرو، پھر حضرت نور اللہ مرقدہ نے نذر ھدیہ بھی قبول فرمالی۔(حوالہ بالا)

## ۲۸۰۔ آخرت میں یہی چیز کام آنے والی ہے

ایک مرتبہ حضرت کے یہاں دیہاتی گاؤں کا کوئی تحفہ لائے تو حضرت فرمانے لگے کہ بھائی جو کچھ تم لائے میرے سر آنکھوں پر مگر بھائی مجھے اب ان چیزوں کی خوشی نہیں ہوتی کیونکہ بھائی اب تو میں بیمار رہتا ہوں اور اب تو مجھ سے کچھ کھایا پیا نہیں جاتا اب تو یہ دوسرے لوگ ہی کھا پی جاتے ہیں اب تو میرے پیر قبر میں لٹک رہے ہیں اب تو مجھے اس کی زیادہ خوشی ہو کہ کوئی الحمد شریف پڑھ کر مجھے بخشدے کیونکہ آخرت میں بس یہی چیز کام آنے والی ہے۔ (حوالہ بالا)

## ۲۸۱۔ جاؤ وزیر اعظم سے کہہ دو

۱۹۷۶ء جب ہندوستان میں فیملی پلاننگ (نسبندی) جبریہ طور پر کی جارہی تھی خاص طور سے مسلمانوں کو ہی نسل کشی کے گھاٹ اُتارا جارہا تھا۔ متوسلین اور متعلقین نیز علاقے کے پریشان حال لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت دعاء فرمادیں یہ تشدد اور ظلم نہ کریں حضرت نے فرمایا۔

سب مل کر دعاء کرو انشاء اللہ یہ ظالم حکومت ہی نہ رہے گی۔ ایک روز ضلع سہارن پور کے حکام ڈی، ایم ایس ڈی ایم، وغیرہ کا قافلہ حضرت کے دولت کدہ پر حاضر ہوا۔ انھوں نے کہا ہم ملنا چاہتے ہیں۔ حضرت نے اجازت دے دی یہ لوگ اندر چلے گئے مگر زبان بند کچھ کہہ نہیں سکے۔ حضرت نے زوردار آواز سے پوچھا کیا کہنا چاہتے ہو؟ کہ کچھ جواب نہ دے سکے، پھر حضرت ہی نے فرمایا ''جاؤ اس وزیر اعظم سے کہدو اگر وہ اس ظلم وتشدد سے باز نہیں آتی تو اس کی وزارت ہی ختم ہو جائے گی''۔

بس چند ماہ ہی بعد اس پارٹی کا اقتدار ہند سے ختم ہو گیا دوسری پارٹی (جنتا) برسر اقتدار آئی اور اس حرکتِ نازیبا سے باز رہی یہ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ کے قطب وقت ہونے کی بین دلیل ہے اس وقت صرف دعاؤں کے لئے فرمایا کہ بس اس وقت یہی ہتھیار کام آئیگا''۔ (روایت حافظ صدیق احمد صاحب مرزاپوری)

## ۲۸۲۔ حضرت کا روزہ تھا اور میرا افطار

خود میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت نوراللہ مرقدہٗ کے اخیر رمضان المبارک میں شعبان کے چاند کی گڑ بڑ سے یہ بحث شروع ہوئی کہ آج مطلع صاف ہے۔ تیس روزے پورے ہوجانے کے بعد اگر شام کو رویت نہ ہوئی تو کل روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں؟ حضرت کا ارشاد مبارک تھا کہ شعبان کے چاند میں شہادت پر مدار تھا۔ بعض وجوہ سے شرعی حجت سے صحیح تھی۔ اس لیے کل کا روزہ نہیں ہے دن بھر بحث رہی شام کو چاند نظر نہ آیا ۔حضرت نے طے فرمایا کہ میرے اتباع کی ضرورت نہیں، سمجھ میں آگیا ہو تو روزہ رکھو ورنہ نہیں بالآخر حضرت کا روزہ تھا اور میرا افطار۔ حضرت کے خدام میں اور بھی متعدد ایسے تھے جنھوں نے افطار کیا اور متعدد نے روزہ رکھا حضرت نے ان سے دریافت بھی نہ فرمایا کہ تم نے افطار کیوں کیا۔ گو مجھے اب تک قلق ہے کہ میں نے اپنی سمجھ کو حضرت کی رائے کے مقابلے میں کیوں قابل اعتناء سمجھا۔ مگر حضرت نے ذرا بھی اشارۃً کنایۃً کچھ بھی نہیں فرمایا بلکہ کچھ تصویب ہی فرمائی۔ (بحوالہ الاعتدال فی مراتب الرجال ص ۲۰۹)

## ۲۸۳۔ زندہ پیر کا عرس

مدرسہ مظاہر علوم میں ایک صاحب مدرس تھے اور حضرت نوراللہ مرقدہٗ سے سخت اختلاف رکھتے۔ آنے والے مہمانوں کے ساتھ برائی کرتے رمضان میں مہمانوں کا بڑا ہجوم ہوتا کہ دنیا بھر کے کونے کونے سے طالبین رمضان گذارنے حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہٗ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور فیضیاب ہوتے ۔ اس دور میں اتنا رجوع دوسری جگہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ مگر وہ صاحب کہا کرتے عرس ہو رہا ہے۔ کہیں مردہ پیروں کا عرس ہوتا ہے یہاں زندہ پیر کا عرس ہو رہا ہے اور بھی طرح طرح کے کلمات مہمانوں کے سامنے کہتے۔ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ کو بھی اس کا علم ہوتا۔ مگر حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ کبھی کوئی جملہ ارشاد نہ فرماتے۔ بلکہ جب حجاز سے تشریف لاتے پہلے ان کے مکان پر جاکر ان سے ملاقات فرماتے اور معانقہ فرماتے۔ جب تشریف لیجاتے تب بھی ان کے مکان پر جاکر ملاقات و

معانقہ فرما کر تشریف لے جاتے۔ (روایت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب)

## ۲۸۴۔ میں نے اکابر کے یہاں دونوں طریق دیکھے ہیں

دیو بند میں حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب دامت برکاتہم ؒ کی ہمشیرہ کی شادی میں شرکت فرمائی۔ حافظ عبدالعزیز صاحب زید مجدہم خلیفہ حضرت رائپوری قدس سرہٗ نے نکاح پڑھایا۔ نکاح کے بعد حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہٗ نے چھوارے لٹائے۔ اور مٹھی بھر بھر کہ یہ کہہ کر لوگوں کی طرف پھینکے کہ اپنی آنکھ اور چشموں کو بچائیو۔ اس پر حافظ صاحب موصوف بہت خفا ہوئے اور تمام مجمع کے سامنے حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ کو بہت ڈانٹا کہ علماء کے یہاں بھی ایسا ہوگا تو عوام کا کیا حال ہوگا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ خاموشی کے ساتھ سب سنتے رہے۔ جب حافظ صاحب خوب ڈانٹ چکے تو فرمایا کہ ''میں نے اپنے اکابر کے یہاں دونوں طریق دیکھے ہیں۔ لٹانا بھی تقسیم کرنا بھی مجھے کسی ایک طریق پر اصرار نہیں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ خفا ہوں گے۔ تو میں لٹانے کو اختیار نہ کرتا''۔

حافظ صاحب نے فرمایا آپ نے اتنا موقع ہی کہاں دیا کہ میں منع کرتا۔ نکاح ہوتے ہی آپ نے پھینکنے شروع کر دیئے۔ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ بعد میں حضرت مولانا فخر الدین صاحب قدس سرہٗ شیخ الحدیث دارلعلوم دیو بند نے حضرت مفتی صاحب زید مجدہم سے دریافت فرمایا کہ کیا اس طرح چھوارے لٹانا ثابت ہے، حضرت مفتی صاحب نے زید مجدہم نے جواب دیا جی ہاں ثابت ہے۔ بیہقی میں روایت موجود ہے۔ (حوالہ بالا)

## ۲۸۵۔ رمضان کی راتوں میں جاگنے کا معمول

میں نے ۳۸ھ میں پہلا سفر حج کیا اس وقت سے رمضان المبارک کی راتوں کو جاگنے کا معمول بنالیا تھا۔ مگر اب ۵، ۶ سال سے بیماریوں نے چھڑا دیا۔ یہ درحقیقت میں نے عرب سے سیکھا تھا وہاں لوگ رمضان کی راتوں میں بیدار رہتے ہیں۔ ہم لوگ وہاں

کے قیام کے زمانہ میں تراویح وغیرہ سے فراغت کے بعد سحری تک عمرہ کیا کرتے تھے۔ دوبارہ جب ۹۴ھ میں وہاں حاضری ہوئی تو بھی یہی دیکھا۔ کہ رمضان المبارک میں بازار رات بھر کھلے رہتے ہیں۔ اور دن میں سناٹا رہتا ہے۔ البتہ گذشتہ سال جب وہاں حاضری ہوئی تو معلوم ہوا کہ بہت سے گھروں میں وہاں رات میں ٹیلی ویژن لگائے جاتے ہیں اوراس کی آوازیں آتی رہتی ہیں۔ (ملفوظ بحوالہ صحبتے با اولیاء)

## ۲۸۶۔ ماہ مبارک میں ایک قرآن شریف یومیہ کا معمول

''۳۸ھ سے ماہ مبارک میں ایک قرآن روزانہ پڑھنے کا معمول شروع ہوا تھا۔ جو تقریباً ۸۰ھ تک رہا ہوگا۔ بلکہ اس کے بعد تک''۔ ابتدائی معمول یہ تھا کہ سوا پارہ جس کو عموماً حکیم اسحاق صاحب کی مسجد میں سنانے کی نوبت آتی تھی یا میرے حضرت نوراللہ مرقدہٗ کے گھر مین اسی کو تراویح کے بعد شب میں قرآن پاک دیکھ کر اور اکثر ترجمہ کے ساتھ سحر تک چار پانچ دفعہ پڑھتا تھا۔ گرمیوں کی شب میں کچھ کم سردیوں میں کچھ زیادہ اسکے بعد تہجد میں اس کو دو مرتبہ اس کے بعد سحر کھانے کے بعد لیکر صبح کی نماز تک اور نماز کے بعد سونے تک ایک دفعہ پڑھتا تھا۔ اور پھر صبح کو سونے کے بعد اٹھکر جو عموماً دس بجے ہوا کرتا تھا چاشت کی نماز میں سردیوں میں ایک مرتبہ گرمیوں میں دو دفعہ اس کے بعد ظہر کی اذان سے پندرہ منٹ پہلے تک ایک مرتبہ یا دو مرتبہ دیکھ کر پھر ظہر کی سنتوں میں ابتداً دو مرتبہ اول کی سنتوں میں ایک دفعہ اور آخر کی سنتوں میں دوسری دفعہ اور بعد میں ہر دو سنتوں میں ایک ہی مرتبہ رہ گیا۔ ظہر کے بعد دوستوں میں سے کسی کو ایک مرتبہ سنانا اور پھر عصر تک موسم کے اختلاف کی وجہ سے ایک یا دو دفعہ پڑھنا۔ عصر کے بعد کسی دوسرے اونچے آدمی کو سنانا۔ ابتداً حضرت کی حیات تک حافظ محمد حسین صاحب اجراڑوی کو۔ اس کے بعد دو تین سال مولوی اکبر علی صاحب مدرس مدرسہ مظاہر علوم کو اس کے بعد بہت عرصہ تک مفتی محمد یحیٰی صاحب کو اور انہی کے ساتھ ان کے دونوں بھائی حکیم الیاس و مولوی عاقل ہی شریک ہونے لگے۔ مغرب کے بعد نفلوں میں ایک دفعہ پڑھنا اور نفلوں

کیبعد تراویح تک ایک دفعہ پڑھنا چوبیس گھنٹے میں اس کی تشکیل ضروری تھی کہ تیس پارے پورے ہو جائیں اللہ کے انعام وفضل سے سالہ سال یہی معمول رہا۔آخیر زمانے میں بیماریوں نے چھڑایا۔(ملفوظات)

## ۲۸۷۔سفر مدینہ منورہ

ہم چند خدام حضرت اقدس کی برکت اور اللہ کے فضل وانعام سے انہیں خطرات میں اولاً سمندر کے کنارے اور اسکے بعد جبل غار کی گھاٹیوں میں چھپتے ہوئے روانہ ہوئے۔اس سفر کی داستان بہت طویل ہے۔اور اللہ کے احسانات قدیمہ جو ہمیشہ سے اس ناکارہ پر ہیں اس کا ایک کرشمہ وہ سفر بھی تھا۔راستے میں حضرت نے ہمارے قافلے کا الائمۃ من قریش (کیونکہ حضرت نور اللہ مرقدہ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے) کے پیش نظر مجھے امیر بنایا تھا اور ہم لوگوں کو آمد ورفت اور تین دن قیام کا حساب لگا کر معمولی پیسے دیدیئے۔اور بقیہ رقوم سب رفقاء کی مکہ مکرمہ میں حاجی علی جان کی دوکان پر جمع کرادی تھی۔اس سفر میں ہمارے قافلے میں بعض لوگ شکاری تھے۔جو شکار کرتے تھے اور اس کو پکاتے تھے کبھی دنبہ بھی خرید لیتے تھے۔البتہ ہمارے ساتھی کھچڑی پکاتے تھے۔میرا دستور یہ تھا کہ ہر منزل پر اتر کر میں پورے قافلے کا گشت کرتا۔اور خبر گیری کرتا۔یہ لوگ کھانا پکاتے تین چار دن کے بعد ماموں لطیف کو دلچسپی سوجھی۔انھوں نے کہا کہ یہ امیر صاحب ادھر اُدھر گھومتے ہیں اب انہیں کھچڑی پکانی ہے۔مولانا منظور احمد خانصاحب نے کہا کہ یہ امیر قافلہ ہیں۔مگر ماموں لطیف کا اصرار تھا میں نے دیگچی میں پانی بھر دیا اور دوڈوئی میں نمک ڈالنے کے لئے اُٹھایا اور اس پر ماموں لطیف بہت خفا ہوئے اور چلا کر کہا کہ ارے یہ کیا کر رہے ہو۔ہمارے قافلے میں ایک سہارنپور کی بڑھیا عورت اور اس کا شوہر تھا وہ عورت یہ سب سن رہی تھی۔اس نے کہا کہ تم لوگوں کو پکانا آتا ہے۔انھیں نہیں آتا اس پر ماموں لطیف اور خفا ہوئے بڑھیا نے کہا کہ ان کی طرف سے میں کھانا پکادوں گی۔اس پر اور زیادہ برہم ہوئے کہ ہمارے بارےمیں کیوں

نہیں کہا۔ قافلے میں کچھ پٹھان بھی تھے۔ وہ آئے اور انھوں نے کہا کہ شیخ کھچڑی پکائیں گے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ ہمارے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ اسی طرح مراد آباد کانپور وغیرہ کے حضرات نے بھی دعوتیں دیں اور کہا کہ حضرت نے ان کو امیر بنایا ہے یہ کھانا نہیں پکائیں گے۔ بفضلہٖ تعالیٰ راستہ بھر گوشت ہی کھایا کھچڑی کھانے کی نوبت نہیں آئی۔ (ملفوظات)

## ۲۸۸۔ ہندی فقیروں کا قافلہ

اس طرح جب چالیس روز ہوگئے تو میں نے جا کر روضۂ پاک پر عرض کیا حضرت ﷺ ''ہم میں کئی حضرات حج بدل پر آئے ہیں۔ انھیں دشواری ہورہی ہے۔ چنانچہ شام ہمارے بدوٗ کو ایک اونٹ مل گیا''۔ اور ایک صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ کل سے مولانا شیر محمد صاحب تم کو تلاش کررہے ہیں۔ ان سے صرف پہچان تھی کہ وہ حضرت اقدس تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے خلفاء میں سے تھے اور میں مولانا یحییٰ صاحب کا صاحبزادہ۔ چنانچہ حرم مدینہ میں ملاقات ہوئی انھوں نے فرمایا کہ تمہارے قافلے کے بارے میں یہاں شہرت ہے کہ ہندوستان کے فقیروں کا ایک قافلہ یہاں پڑا ہوا ہے۔ ہمارا قافلہ امیروں کا شمار ہوتا ہے۔ اس لیے مجھے تمہاری تلاش تھی کیوں کہ ہمارے ساتھیوں کے پاس پانچ سو اشرفیاں ہیں۔ ساتھ لیجانے میں خطرہ ہے اس لیے آپ اپنے ساتھ لیجائیں۔ آپ کے قافلے سے کوئی تعارض نہیں کرے گا۔ کیوں کہ وہ فقراء کے قافلے سے مشہور ہو چکا ہے میں نے ان سے عرض کیا کہ ''تکیہ میں چاقو مار کر دیکھتے ہیں اس لیے ساتھ لیجانا دشوار ہے۔ جب انھوں نے بہت اصرار فرمایا تو میں نے کہا میں ان کو لیجاؤں گا، مگر شرط یہ ہے کہ آپ ان کے روپے بنا کر مجھے دیدیں۔ اور ساتھ ہی ہم کو اجازت دیں کہ ہم خرچ کر سکتے ہیں، ہندوستان پہونچکر چار مہینے میں یہ رقم انشاء اللہ آپ کو ادا کردیں گے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ حضرت اقدس کو اس کی خبر نہ ہو چنانچہ وہ انگنیوں کے ساتھ ہزار بنا کر لائے۔ میں اس رقم کو لیکر اپنے قافلے میں آیا اور اعلان کیا کہ اگر کسی کو ضرورت ہو تو مجھ سے قرض

لے لے۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ مدینہ پاک میں بھی مذاق۔ جب میں نے روپے دکھائے تو یقین آیا میں نے اپنے ساتھیوں کو دو شرطوں کے ساتھ قرض دیا۔ ایک یہ کہ حضرت کو خبر نہ ہو دوسرے یہ کہ ہندوستان پہونچ کر دو مہینے کے اندر یہ رقم مجھے ادا کر دی جائے تا کہ میں حسب وعدہ وہ رقم مولانا شیر محمد صاحب کو واپس کر دوں۔ الحمدللہ ہندوستان آکر وہ رقم ادا کر دی۔ (ملفوظات)

## ۲۸۹۔ بحیثیت امیر کے حکم

ہمارے حضرت اقدس رائپوری نے ۴۵ھ میں سفر حج کیا۔ میں اس زمانے میں حضرت سہارن پوری کے ساتھ حجاز مقدس حاضر ہوا تھا، تو حضرت اقدس رائپوری نے فرمایا کہ آٹھ مہینے سے تم سے ملاقات نہیں ہوئی اس لیے یہ سفر میں نے تم سے ملاقات کے لئے کیا ہے۔ چنانچہ ۱۶ ذی قعدہ ۱۳۴۵ھ کو مدینہ منورہ سے حضرت رائپوری کی میرے ہی ساتھ مکہ معظمہ کو واپسی ہوئی۔ اس سفر میں بھی ''الائمة من قریش'' کہہ کر مجھے امیر قافلہ بنایا گیا۔ حضرت کے خدام آپ کا شغدف اچھی طرح باندھتے تا کہ سفر میں راحت رہے، ایک شریک قافلہ رئیس کو اس بات کی شکایت رہتی کہ ان کا شغدف اچھی طرح نہیں باندھا جاتا۔ ان کے بار بار شکایت کرنے پر میں نے بحیثیت امیر کے حکم دیا کہ وہ حضرت کے شغدف میں سوار ہوں۔ اور حضرت ان کے شعدف میں۔ حضرت تو اپنے شغدف سے فوراً اتر گئے، ان رئیس صاحب نے اُترنے سے انکار کر دیا اس پر میں نے کہا کہ پھر حضرت پیدل چلیں گے۔ حضرت نے بخوشی منظور فرمالیا۔ اور پیدل روانہ ہو گئے رئیس نے بڑی معذرت کی اور بڑے اصرار سے آپ کو سوار کیا پھر شکایت نہیں کی۔ (ملفوظات)

## ۲۹۰۔ میرا ایک مخلص نوجوان

میرا ایک نوجوان غلام نبی گاؤں کا رہنے والا تھا۔ حق تعالیٰ شانہ اس کو بلند درجات عطا فرمائے۔ پہلے اس کا جوڑ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ اخلاص کے ساتھ

تعلقات میں سارے قانون ختم ہو جاتے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد اس کا تعلق مجھ سے قائم ہو گیا۔ اس میں دو باتیں عجیب تھیں۔ ایک یہ کہ وہ مسئلے بہت پوچھا کرتا تھا۔ قاری سعید مرحوم (مفتی اعظم مظاہر علوم) اس کا بہت خیال کرتے تھے۔ جب وہ آجاتا تو اس کے مسائل کے جوابات دیتے تھے۔ وہ مبلغ تھا ہفتہ بھر گھومتا تھا۔ بہت سے لوگوں کو مسلمان بنایا، مساجد بنوائیں۔ اس سے اگر کوئی مسئلہ پوچھتا تو لکھ لیتا اور ہفتہ بھر کے بعد جواب دیتا۔ وہ کہا کرتا تھا جتنی بیماریاں ہوتی ہیں وہ سب سالن سے ہوتی ہیں۔ وہ اپنے سفر میں تین چار روٹیاں اپنے کپڑے میں باندھ لیتا تھا۔

دوسری بات یہ تھی کہ وہ بعض دفعہ مجھ پر بھی اعتراض کرتا تھا۔ مخلص آدمی جب اعتراض کرتا ہے تو تکلیف نہیں ہوتی۔ وہ کہا کرتا تھا کہ جتنے بزرگ پان کھایا کرتے ہیں وہ پیسے بچا بچا کر دین میں لگتے تو کتنا فائدہ ہوتا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ وحضرت سہارنپوری تو پان نہیں کھاتے تھے۔

پہلے مجمع کم ہوتا تھا۔ جمعہ کی مجلس کچے گھر میں ہوتی تھی۔ پہلے میں نو بجے آجایا کرتا تھا اور اب مجبوری کی وجہ سے مجلس ۱۱ بجے ہوگئی ہے، ایک مرتبہ وہ جمعہ کی مجلس میں آیا اور کہنے لگا ''حضرت جی! جتنے لوگ گاؤں سے آتے ہیں وہ سلام کرتے ہیں اور مولوی جتنے آتے ہیں وہ چپکے سے بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے کہنے بعد میں نے خیال تو ایسا ہی پایا''۔ (ملفوظات)

## ۲۹۱۔ حق تعالیٰ مہمانوں کی برکت سے مجھے کھلاتا ہے

ایک مرتبہ لکھنؤ کے ایک رئیس صاحب سہارن پور حاضر ہوئے ان کی آمد سے بیشتر مخدومی حضرت مولانا علی میاں مدظلہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اقدس سے ان کی آمد تذکرہ کیا تھا۔ حضرت مولانا بھی سہارن پور تشریف رکھتے تھے۔ اور بھی کچھ اہم خصوصی مہمان آگئے تھے۔ دوپہر کو دسترخوان پر انواع واقسام کے کھانے دیکھ کر ان رئیس صاحب نے کھانے کے دوران میں حضرت اقدس سے ایک بے تکا سا سوال کیا'' کہ مولویوں کے یہاں تو یہ تکلفات نہیں ہوتے، کیا روزانہ کا یہی معمول ہے۔ یا آج ہی کا؟ جناب کا ذریعہ معاش کیا ہے؟

اس پر حضرت نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ ''حق تعالیٰ مہمانوں کی برکت سے مجھے کھلاتا ہے''۔
حضرت اقدس مدفیوضہم کے یہاں دیکھا گیا ہے کہ جس درجے کے مہمان ہوتے ہیں ویسا ہی حق تعالیٰ شانہٗ انتظام بھی فرما دیتا ہے۔ ان رئیس صاحب نے کہا کہ حضرت! ''اگر جناب لکھنؤ تشریف لائیں گے تو ہم سے تو یہ اہتمام نہ ہو سکے گا۔ حضرت اقدس نے فرمایا آپ اطمینان رکھیں میں لکھنؤ آنے ہی کا نہیں''۔ (روایت مولانا تقی الدین صاحب)

## ۲۹۲۔ یہ تصوف کیا بلا ہے؟

ایک مرتبہ دس بجے صبح کو میں اوپر اپنے کمرے میں نہایت مشغول تھا۔ مولوی نصیر نے اوپر جا کر کہا کہ رئیس الاحرار (مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی) آئے ہیں۔ رائے پور جا رہے ہیں۔ صرف مصافحہ کرنا ہے، میں نے کہا کہ جلدی بلا دے۔ مرحوم اوپر چڑھے اور زینے پر چڑھتے ہی سلام کے بعد مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھا کر کہا رائپور جا رہا ہوں اور ایک سوال آپ سے کر کے جا رہا ہوں اور پرسوں صبح واپسی ہے اسکا جواب آپ سوچ کر رکھیں۔ واپسی میں جواب لوں گا۔ یہ تصوف کیا بلا ہے؟ اس کی کیا حقیقت ہے؟ میں نے مصافحہ کرتے کرتے جواب دیا ''صرف تصحیح نیت'' اس کے سوا کچھ نہیں جس کی ابتداء ''انما الاعمال بالنیات'' سے ہوتی ہے اور انتہاء ''ان تعبد اللہ کانک تراہ'' ہے، میرے اس جواب پر سکتہ میں کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے دلی سے یہ سوچتا آرہا ہوں کہ تو یہ جواب دے گا۔ تو یہ اعتراض کروں گا اور یہ اعتراض کرے گا تو یہ جواب دوں گا اس کو تو میں نے سوچا ہی نہیں۔ میں نے کہا جاؤ۔ تانگے والے کو بھی تقاضا ہو گا۔ میرا بھی حرج ہو رہا ہے۔ پرسوں تک اس پر اعتراض سوچتے رہیو۔ اس کا خیال رہے کہ دن میں مجھے لمبی بات کا وقت نہیں ملنے کا۔ دو چار منٹ کو تو دن میں بھی کر لونگا لمبی بات چاہو گے تو مغرب کے بعد ہو سکے گی۔ مرحوم دوسرے ہی دن شام کو مغرب کے قریب آئے۔ اور کہا کہ کل رات تو ٹھہرنا مشکل تھا۔ اس لیے کہ مجھے فلاں جلسے میں جانا ہے اور رات کو تمہارے پاس پڑنا ضروری ہو گیا ہے۔ اس لیے ایک دن پہلے میں چلا آیا اور یہ کہا کہ تمہیں معلوم ہے مجھے نہ تم

سے بھی عقیدت ہوئی نہ محبت میں نے کہا علی ہذا القیاس۔ مرحوم نے کہا ''مگر تمہارے کل کے جواب نے مجھ پر بہت اثر کیا۔ اور میں کل سے اب تک سوچتا رہا۔ تمہارے جواب پر کوئی اعتراض سمجھ میں نہیں آیا۔ میں نے کہا انشاء اللہ مولانا اعتراض ملنے کا بھی نہیں۔ انما الاعمال بالنیات سارے تصوف کی ابتداء ہے اور ان تعبد اللہ کا نک تراہ سارے تصوف کا منتہا ہے۔ اسی کو نسبت کہتے ہیں اسی کو یادداشت کہتے ہیں۔ اس کو حضوری کہتے ہیں۔

حضوری گرہمی خواہی ازو غافل منشو حافظ۔ متی ماتلقی من تھوی دع الدنیا و مھلھا۔ میں نے کہا مولوی صاحب، سارے پاپڑ اسی کیلئے بیلے جاتے ہیں۔ ذکر بالجہر بھی اسی کے واسطے ہے۔ مجاہدہ و مراقبہ بھی اسی کے واسطے ہے۔ اور جس کو اللہ جل شانہٗ اپنے لطف وکرم سے کسی بھی طرح یہ دولت عطا کر دے۔ اسکو کہیں کی بھی ضرورت نہیں۔

(ملفوظات)

## ۲۹۳۔ میں بھلن کی حرص کہاں کرسکتا ہوں

ایک صاحب جو حضرت اقدس مدنی نوراللہ مرقدہٗ کے متعلقین میں تھے اور مجھ سے بھی عقیدت رکھتے تھے۔ انھوں نے دیوبند جاکر حضرت کے مکان میں بجلی لگوائی۔ اس کے بعد میرے پاس آئے اور کہا میں آپ کے گھر میں بجلی لگوانا چاہتا ہوں۔ میں نے عذر کیا کہ اس کے اخراجات مجھ سے ادا نہ ہوں گے۔ انھوں نے کہا کہ یہ میرے سر رہیں گے۔ پھر بھی میں نے عذر کیا۔ انھوں نے کہا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں میں لگوا آیا ہوں۔ میں نے کہا کہ حضرت تو سال میں کئی مرتبہ جیل جاتے ہیں میں بھلن کی حرص کہاں کرسکتا ہوں۔ مگر میری معذوریوں کے بعد میرے عدم موجودگی میں مولوی نصیر اور ابوالحسن نے لگوا ہی دی۔ (ملفوظات)

## ۲۹۴۔ مجھ سے زیادہ فقیر کون ہوگا

فرمایا: الحمدللہ مجھے بیماری میں پرہیز وغیرہ کی ضرورت ہی نہیں تھی ایک مرتبہ مجھے

پھنسیاں نکل آئی تھیں اور ان سے رال بہہ رہی تھی گنگوہ سے ایک حکیم صاحب آئے انھوں نے مجھ کو کاڑھا پلایا جو تین دن پکایا گیا تھا۔ انتہائی کڑوا ہو گیا تھا۔ میں نے اس کو پیا۔ مگر کسی طرح آرام نہیں آیا۔ نمک مرچ وغیرہ میرے لئے حکیموں نے بند کر دیا اس زمانے میں حکیم ایوب اور مولوی نصیر الدین مجھ سے مقامات حریری پڑھتے تھے۔ میں باہر کے کمرے میں ان کو پڑھاتا میری والدہ نے فقیروں کے لئے میری جیب میں کچھ پیسے ڈال رکھے تھے۔ مجھ سے زیادہ ہوگا۔ میں نے مولوی نصیر کو پیسے دیئے کہ بازار سے کباب لاؤ اور میں نے خوب کھایا۔ دو ڈھائی گھنٹے تک تکلیف کی شدت سے موت یاد آنے لگی۔ اس کے بعد قضاء حاجت کی ضرورت ہوئی۔ اس وقت ساری پھنسیاں خشک ہو گئیں۔ میں جب باہر آیا۔ تو لوگوں نے پوچھنا شروع کیا۔ میں نے کہا دو دن کے بعد بتلاؤں گا۔ بھائی تم لوگوں کو ہر چیز میں میری حرص نہ کرنی چاہیے۔ (ملفوظات)

## ۲۹۵۔ کہیں قرآن میں بھی اجتہاد کیا جاتا ہے

فرمایا: حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کے پیچھے دس بارہ حفاظ قرآن سنتے تھے۔ ایک مرتبہ میں اپنی مسجد میں تراویح ختم کر کے آیا۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت کی مسجد میں تراویح ہو رہی ہے۔ میں نماز میں شریک ہو گیا۔ چنانچہ حضرت نے نماز میں سورۂ طلاق کی آیت ''یا ایھا النبی ''الخ شروع فرمائی۔ میں نے لقمہ دیا۔ ''یا یھا الذین امنوا ''تو حفاظ نے تصحیح کی۔ نماز ختم کرنے کے بعد حضرت نے دریافت فرمایا کہ تم نے اس طرح لقمہ کیوں دیا۔ میں نے عرض کیا کہ اس وقت میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ آگے کے سارے صیغے جمع کے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ کہیں قرآن میں بھی اجتہاد کیا جاتا ہے۔ (ملفوظات)

## ۲۹۶۔ میرے نانا مولوی یوسف صاحب

فرمایا: ''میرے نانا مولوی یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ان کے پاس بہت تجربات تھے۔ انہیں عملیات میں بہت مہارت تھی۔ ان کی بیاض میں نے دیکھی ہے۔

ان کے پاس ایک عمل تھا۔ جب کوئی بیمار ہوتا تھا۔ جس کے علاج سے سارے اطبا عاجز ہو جاتے۔ تو ان سے اصرار کیا جاتا۔ چنانچہ وہ عمل کرتے تھے۔ دو ڈھائی گھنٹے کے بعد یا تو وہ مریض اچھا ہو جاتا یا مر جاتا۔ اگر اچھا ہوتا تو کہتا کہ مجھے بھوک لگی ہے۔ میں نے بھی کئی مرتبہ دیکھا ہے۔ ان کا ایک عمل چور کے لئے تھا۔ جب اسکے بارے میں ان سے کہا جاتا تو انکار کرتے اور فرماتے۔ سب تمہیں کھاؤ گے۔ چور نہیں کھائے گا۔ مگر جب کبھی عمل شروع کرتے تو چور کو دست آنے لگتے۔ وہ اس کی تحقیق کراتے۔ جب پتہ معلوم ہو جاتا تو چور تک پیغام کہلواتے کہ وہ چیز واپس کر دو۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ البتہ چور کا نام نہیں بتاتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے اصرار فرمایا کہ یہ تعویذ تو عملیات میری عمر بھر کی کمائی ہیں۔ تم مجھ کو ایک مرتبہ سنا دو۔ تو میں اجازت دیدوں۔ میں طالب علم تھا۔ مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ بعد میں اپنے حضرت کے حکم و اجازت سے تعویذات لکھنا شروع کیا۔ (ملفوظات)

## ۲۹۷۔ ساری باتیں معقولات سے تعلق نہیں رکھتیں

حضرت اقدس مدنی ایک مرتبہ ۱:۳۰ بجے دن میں تشریف لائے۔ ملاقات پر میرے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ جب میں نے اس کی کوشش کی تو اس کا موقع نہیں دیا۔ حضرت کے پیچھے مولانا مبارک صاحب تھے۔ اور ان کے پیچھے اور کچھ حضرات تھے۔ جنکی تعداد گیارہ تھی۔ مصافحہ ہوا۔ میں نے عرض کیا کھانا؟ حضرت نے فرمایا کہ "اگر کھانا کھالیا ہوتا تو ہم تمہارے یہاں کیوں آتے"؟ میں ننگے پاؤں جلدی سے اندر گیا۔ میری بچیاں اب بھی تقاضہ کرتی ہیں کہ مہمانوں کا سالن ہم پکا دیا کریں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ بیس پچیس آدمی ہوں تو خیر ممکن ہے۔ مگر ان پانچسوں کیلئے دیگ پکانا مشکل ہے۔ ان کا مسلسل اصرار ہے کہ مہمانوں کا کوئی کام ہمارے ذمہ کیا جائے۔

بہر حال جب میں اندر گیا تو گھر والوں نے بتایا کہ کہ اس وقت روٹی و سالن کوئی چیز موجود نہیں۔ آٹا موجود تھا۔ میں نے کہا اس کو گوندھو۔ میں جلدی سے سالن کے قسم کی

کوئی چیز خرید کر لاتا ہوں۔ میں باہر آیا تو ہمارا صوفی گوشت والا آرہا تھا۔ اس نے کہا کہ قیمہ کا دو سیر گوشت ہے۔ میں اس کو لیکر اندر آیا۔ آٹا گوندھا جا چکا تھا۔ اور پتیلی میں گھی و مسالا ڈالا جا چکا تھا۔ انھوں نے جلدی سے اس میں گوشت دھو کر ڈالا۔ یہ میری کرامت سمجھو یا حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی میں اندر سے باہر آیا اور ان لوگوں کا ہاتھ دھلایا۔ یہ حضرات ۱۲ نفر تھے۔ ۱۱ منٹ میں دستر خوان پر گرم گرم روٹیاں و قیمہ آ گیا۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں میں نے دستر خوان پر ان حضرات کو بٹھایا دیا۔ حضرت علامہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے فرمایا کہ کیا آپ کو ہمارے آنے کی اطلاع ملی تھی؟ یا آپ کو کشف ہو گیا تھا۔ میں نے کہا کہ آپ کے اس گھر میں آنے کے بعد گوشت خرید ا گیا ہے۔ انہیں تعجب ہوا فرمایا کہ "یہ بات عقل میں نہیں آتی" میں نے کہا کہ ساری باتیں معقولات سے تعلق نہیں رکھتیں۔ روٹی کھاؤ۔ حضرت نے بھی فرمایا کہ روٹی کھاؤ۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ میں مولانا محمد اشفاق صاحب (اعلیٰ حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے دارالعلوم کے ممبر شوریٰ) کی تعزیت کیلئے رائپور جا رہا ہوں۔ تنہا آرہا تھا۔ جب ان لوگوں کو معلوم ہوا تو یہ بھی ساتھ ہو گئے۔ (ملفوظات)

## ۲۹۸۔ دیکھو محبت کی باتیں یہ ہیں

ایک مرتبہ حضرت رائپوری پنجاب سے تشریف لا رہے تھے۔ اور سہارنپور میں ایک تبلیغی اجتماع تھا۔ مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی اسلامیہ اسکول میں تقریر تھی جلسہ سے فارغ ہو کر دو بجے رات کو ہم لوگ حضرت کو لینے اسٹیشن گئے۔ میں نے شاہ مسعود سے کہا کہ صبح کی نماز سے پہلے ہی اپنی موٹر یہاں لانا۔ تاکہ نماز کے فوراً بعد حضرت رائپور تشریف لے جائیں۔ کہیں حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے سن لیا تو فرمایا کہ "میں نے تو دو تین دن قیام کا قصد کیا تھا" میں نے عرض کیا کہ بالکل نہیں، صبح کی نماز سے پہلے چائے پی کر رخصت ہو جایئے۔ بھائی الطاف کو بہت تاؤ آیا۔ حافظ عبد العزیز صاحب نے بھی دبی زبان سے ناگواری کا اظہار کیا۔ بہر حال حضرت رائپوری تشریف لے گئے۔ تو وہاں کے

حضرات سے فرمایا ''کہ دیکھو محبت کی باتیں یہ ہیں مجھے گرمی کی شدت سے سہارن پور ٹھہرنے نہیں دیا۔'' (ملفوظات)

## ۲۹۹۔ چالیس پچاس سال سے شام کا کھانا چھوٹا گیا

ارشاد فرمایا: میرا چالیس پچاس سال سے شام کا کھانا چھوٹ گیا ہے، یہ میں نے مطالعہ کتب بینی میں حرج کی وجہ سے چھوڑا تھا۔ ورنہ ابتداء میں بھوک بھی لگتی تھی۔ ایک سال تک میری بہن مولوی سلمان کی نانی میرے پاس دورانِ مطالعہ بیٹھتی تھیں۔ اور ایک ایک لقمہ میرے منہ میں ڈالتی تھیں! اپنے اکابر حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور چچا جان کی آمد پر خوب کھالیتا تھا گرانی نہیں ہوتی تھی مگر ۱۰۔۱۲ سال سے شام کا کھانا بالکل چھوٹ گیا ہے۔ اگر کبھی شام کو کسی آمد پر کچھ لیا تو گرانی محسوس ہوتی تھی۔ (ملفوظات)

## ۳۰۰۔ مہمان کا آنا گراں گزارتا تھا

میں اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں پان بغیر تمباکو کے کھاتا تھا البتہ بعد میں تمباکو کھانا شروع کیا۔ میرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بذل کے لکھنے کے وقت اچھے سے اچھے مہمان کا آنا گراں گزرتا تھا۔ جو کوئی آجاتا تھا تو میں ''شذرات الصحاح'' لکھنا شروع کر دیتا۔ میں نے خوب پان کھائے۔ مگر ان دانتوں پر والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور میرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں کبھی سرخی نہیں آئی صبح کے وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ڈاک آتی تھی اس وقت چھپ کر میں پان کھالیتا تھا۔ اور اس کا معاملہ میں نے کتب خانے کے ملازم سے کر رکھا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گنگوہ جانا ہوا۔ وہاں بڑی اماں (نانی اماں) نے ایک بڑا پان میرے لیے اور ایک چھوٹا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بنوا کر بھیجا۔ اس وقت میرے پان کھانے کا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا۔ (ملفوظات)

## ۳۰۱۔ میں مدینہ میں قاری ہوں، ہندوستان میں نہیں

ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ یہ ناکارہ مولانا عبد اللطیف صاحب ناظم مدرسہ مظاہر علوم رحمۃ اللہ علیہ

تھانہ بھون حاضر ہوئے۔ ہم لوگ حضرت کے صحن میں کھانا کھانے بیٹھے۔ حضرت مکان کے اندر سے بہت ہنستے ہوئے تشریف لائے۔ وہ منظر آج بھی آنکھوں میں ہے۔

حضرت نے فرمایا مولانا زکریا صاحب آج ایک عجیب بات معلوم ہوئی کہ آپ قاری بھی ہیں۔ میں نے عرض کیا حضرت بالکل نہیں۔ میں تو فارسی میں قرآن پڑھتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا مجھے تو یہی معلوم ہوا تھا کہ آپ قاری نہیں ہیں۔ مگر یہ عورتیں مکان میں بہت ساری جمع ہیں اور متفق اللسان ہیں کہ آپ قاری ہیں، اور آپ سے قرآن سننے کی میرے واسطے سے درخواست کر رہی ہیں، مجھے معلوم تھا کہ بھائی احمد علی صاحب مکی مع اپنی اہلیہ کے آئے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ حضرت! بھائی احمد علی کی اہلیہ تو ان میں نہیں؟ حضرت نے فرمایا کیسے سمجھا؟ میں نے عرض کیا کہ تو روایت صحیح ہے۔ پھر میں نے تحفۃ الاخوان اور شرح جزری کا سارا قصہ سنایا۔ اور میں نے کہا کہ حضرت میں مدینہ میں قاری ہوں، ہندوستان میں نہیں۔ (ملفوظات)

## ۳۰۲۔ کیا مولوی زکریا کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟

ارشاد فرمایا: ایک زمانہ میں مدرسہ قدیم کی مسجد میں بندہ نائب امام تھا، قاری محمد حسین اجراڑوی نے ایک مرتبہ میرے حضرت سے فرمایا کیا مولوی زکریا کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ میری تو ہو جاتی ہے تمہاری نہ ہوئی ہو تو اعادہ کرلو۔ (ملفوظات)

## ۳۰۳۔ مجمع میں بوریہ پر بیٹھ کر اللہ اللہ کریں

یونس سلیم صاحب (جو اس وقت نائب وزیر ریلوے تھے) کے یہاں آنے سے خوشی ہوئی اس وجہ سے نہیں کہ وہ وزیر ہیں بلکہ وہ اپنے ماحول کو چھوڑ کر کچھ کرنے کیلئے آئے تھے۔ ایک تجربہ کی بات ہے کہ اپنے ماحول میں آدمی سے کام نہیں ہوتا۔ یہاں رمضان میں کچھ کرنے کیلئے اگر کوئی آئے تو مجھے خوشی ہے۔ کیونکہ اپنے گھر پر کام نہیں ہوتا۔ اعتکاف بھی دشوار ہے ضروریات لگی ہوئی ہیں۔ کئی دن ہوئے بھائی یونس سلیم صاحب کا پیام آیا تھا کہ وہ ملاقات کے لیے آنا چاہتے ہیں، جو وقت ملے گا اس میں

ملاقات کریں گے۔ میں نے سمجھا کہ دستور کے مطابق دس پانچ منٹ کیلئے آئیں گے۔ مگر معلوم ہوا کہ اذان ظہر سے آدھ گھنٹہ پہلے آگئے۔ ظہر کی سنتوں سے فراغت کے بعد میں نے ملاقات کیلئے انہیں بلایا اور کہا کہ چمگاڈروں کی مہمانی ہے۔ آؤ اور لٹک جاؤ۔ آپ چاہیں تو ظہر سے عصر تک ذاکرین کے مجمع میں بوریا پر بیٹھ کر اللہ اللہ کریں۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ (ملفوظات)

## ۳۰۴۔ یہ وہ کتاب ہے جو نماز میں پڑھی جاتی ہے

آج علیگڑھ سے وہ غیر مسلم ڈاکٹر جنھوں نے حضرت اقدس کی آنکھوں کا علاج کیا تھا۔ اپنے رفقاء کے ساتھ گیارہ بجے دن میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاجی نصیر الدین صاحب کے ہمراہ نیاز مندانہ حاضر ہوئے۔ دوسرے دن واپس و پاس چلے گئے۔ تراویح و نماز کا منظر دیکھنے کیلئے بیٹھے رہے۔ حضرت اقدس نے اپنے دست مبارک میں قرآن مجید اُٹھا کر انہیں بتایا کہ یہ وہ کتاب ہے جو نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ صرف نماز تراویح میں ایک مہینہ کے اندر تین مرتبہ یہاں ختم کی جاتی ہے۔ اس سے وہ لوگ بہت متاثر ہوئے۔ (ملفوظات)

## ۳۰۵۔ کام اپنے ماحول سے نکلنے کے بعد ہوتا ہے

میں نے حاجی نصیر الدین کو لکھا کہ تم اپنے ڈاکٹر کو یہاں لے آؤ۔ میں انہیں ایک ایسی چیز کی سیر کراؤں گا۔ جو انہیں کہیں اور کوئی مسلمان نہیں دکھائیگا مگر یہ آمد بھائی یونس سلیم صاحب کی طرح ہو۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے یہاں کا منظر دیکھا۔ ذکر کا حلقہ دیکھا ، بالآخر تراویح کا منظر دیکھا۔ اس کے بعد یہاں سے متاثر ہو کر واپس گئے۔

علی گڑھ میں ایک نوجوان ڈاکٹر تھا۔ اس سے ہماری دوستی ہوگئی تھی۔ وہ روزانہ میر ابلیڈ پریشر دیکھا کرتا تھا اور دیر تک دیکھتا اور باتیں کرتا۔ اُس نے بھی سہارن پور آنے کیلئے کہا تھا۔ مگر کسی وجہ سے نہیں آسکا۔ بھائی میں علیگڑھ و مراد آباد والوں کا ممنون ہوں۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ آپ کیلئے سب سے بہتر کٹرے کا گوشت ہے۔ اس کے بعد مرغ کا

حاجی عظیم اللہ ونصیر وغیرہ نے مرغی کے بہت ہدایا کیے۔ ہم تمہاری خاطر کھانے سے نہیں کر سکتے ہماری خاطر یہ ہے کہ یہاں قیام کا ایک دن اور بڑھاؤ کام اپنے ماحول سے نکلنے کے بعد ہوتا ہے۔ (ملفوظات)

## ۳۰۶۔ایک آدمی میں تین آدمی

مولانا احتشام الحسن کاندھلوی کے ایک وکیل صاحب دوست تھے۔ جو میرٹھ کے رہنے والے تھے۔ وہ ایک مرتبہ کاندھلہ آئے۔ واپسی پر مولوی احتشام نے کہا کہ سہارن پور حضرت شیخ سے ملاقات ومصافحہ کے بعد میں نے کہا کہ کہاں سے آئے ہو۔ انھوں نے کہا کاندھلہ سے۔ میں نے کہا کہ اس وقت تو میں بات نہیں کر سکتا۔ ۱۱:۳۰ بجے ملاقات ہوگی۔ دوپہر کے دستر خوان پر میر طبیعت خوب چلتی ہے۔ دوپہر کے کھانے پر میں نے وکیل صاحب کو بلایا۔ وہ آئے میں نے ان سے کہا کہ تم وکیل ہو بتاؤ اگر تم مقابلہ دیکھنے میں مشغول ہو اور کوئی تم سے آکر بات کرنا چاہے تو تم پسند کرو گے؟ بہرحال دستر خوان پر ان سے خوب بے تکلفی رہی۔ کھانے کے بعد میں نے ان سے کہہ دیا کہ اب عصر کے بعد ملاقات ہوگی۔ عصر بعد کا منظر بھی انھوں نے دیکھا، وہ دوسرے دن واپس میرٹھ گئے۔ وہاں سے اسی دن انھوں نے مولوی احتشام کو خط لکھا کہ آپ نے مجھے ایک ایسے آدمی کی زیارت کرائی کہ اس ایک آدمی میں مجھے تین آدمی نظر آئے۔ جب میری پہلی ملاقات ہوئی۔ تو مجھے بڑا غصہ آیا کہ کس آدمی کے پاس مجھے بھیج دیا۔ مولویوں کے یہاں اخلاق نہیں ہوتے۔ اگر دوپہر کا وعدہ نہ کیا ہوتا تو اسی وقت وہاں سے چلا آتا، مگر دوپہر کو میں نے محسوس کیا کہ میرا بہت بے تکلف دوست ہے۔ جس سے ہمیشہ کا یارانہ رہا ہے۔ عصر کے بعد میں نے دیکھا کہ یہ دونوں باتیں نہیں ہیں۔ بلکہ ایک تیسرا آدمی ہے۔ جو شیخ وقت معلوم ہوتا ہے انھوں نے لکھا کہ میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے ایک آدمی میں مجھے تین آدمی دکھا دیئے۔ (ملفوظات)

## ۳۰۷۔ مجھے اس چکر میں پڑنے کی فرصت نہیں

ارشاد فرمایا: ہماری ایک بڑی جائیداد جھنجھانہ میں تھی۔ وہاں سے کچھ لوگ سہارن پور آئے۔ انھوں نے بتایا کہ آپ کی ہمارے یہاں ایک بڑی جائیداد ہے۔ جس پر دوسروں کا قبضہ ہے۔ اس کی ملکیت تقریباً ایک لاکھ ہوگی ہم لوگ آپ کو تیس ہزار روپے دینا چاہتے ہیں اس پر قبضہ کرنا ہمارا کام ہے۔ آپ ماسٹر محمود صاحب کے والد وغیرہ سے ہمارے حالات کی تحقیق کرلیں، صرف ایک مرتبہ بیع نامہ پر دستخط کے لئے عدالت جانا ہوگا۔ مگر میں نے انکار کیا۔ کہ یہ میرے بس کا نہیں عدالتوں کے قصے طویل ہوتے ہیں۔ مجھے اس چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ وہ لوگ اصرار کرکے واپس چلے۔

## ۳۰۸۔ کئی سال سے بہت ہی اشتیاق تھا

مجھے مولانا مناظر احسن گیلانی کی زیارت کبھی نہیں ہوئی، مگر ان کا اسم گرامی کثرت سے سنتا رہا اور ان کے علمی مکہ رہے و تالیفی حالات بھی مجھے معلوم ہوتے رہے۔ وہ دارالعلوم دیوبند کے ممبر تھے اور مجلس شوریٰ میں ہمیشہ تشریف لاتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا میرے پاس آدمی پہونچا کہ مولانا مناظر احسن تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اور وہ تجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ ان کا نام سن پر بہت مرعوب ہوا ملاقات کو بالکل جی نہی چاہتا تھا۔ اس لیے کہ میں بڑے آدمیوں سے ملاقات کرتے ہوئے ہمیشہ گھبراتا رہا۔ لیکن چونکہ پیام یہ تھا کہ وہ تجھ سے ملنے آئے ہیں اس لیے فوراً حاضر ہوا۔ مولانا مرحوم نے بڑے تپاک سے اٹھ کر مصافحہ و معانقہ کیا۔ اور فرمایا کہ تجھ سے ملنے کا کئی سال سے بہت ہی اشتیاق تھا۔ اس لیے کہ میری جسمانی ملاقات اگرچہ نہیں ہوئی۔ مگر روحانی ملاقات روزانہ ایک گھنٹہ ہمیشہ رہتی ہے جب سے ''الکوکب الدری'' طبع ہوئی ہے۔ ترمذی پڑھانے کے لیے ایک گھنٹہ اس کا مطالعہ بہت اہتمام سے کرتا ہوں۔ گویا آپ کی مجلس میں رہتا ہوں۔ یہ کتاب طالب علموں سے زیادہ مدرسین کیلئے مفید ہے۔ ترمذی پڑھانے والے کے لیے اس کے بغیر چارہ نہیں۔

(ملفوظات)

## ۳۰۹۔ کابل، پشاور، لاہور، دہلی، سہارن پور

کابل سے ایک صاحب نے انگور کی ایک ٹوکری پشاور کے ایک صاحب کے یہاں ہدیہ بھیجا۔ انھوں نے لاہور اپنے ایک دوست کو بھیج دیا، وہ صاحب میرے چچا جان رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ انھوں نے مستقل ایک آدمی کے ذریعہ چچا جان کے پاس نظام الدین بھیجا اور چچا جان نے اس کو میرے پاس بھجوادیا۔ میں نے مولوی نصیر کی پہلی بیوی کے پاس اس میں سے چند دانے بھیج دیئے۔ پھر میں نے غور کیا کہ اللہ نے اس اجنبی گمنام کے پاس بھیجنے کا کس طرح انتظام فرمایا اور اس کے مقدر کا حصہ کس طرح پہنچا۔ (ملفوظات)

## ۳۱۰۔ مولوی یوسف نے ٹھوکر ماری

بھوپال کے کرنل اقبال صاحب ایک وجیہ وخوب صورت فوجی آدمی تھے، میرا صبح کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ اس وقت کسی کا آنا گوارا نہیں ہوتا۔ سوائے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور چچا جان وحضرت رائپوری کے۔

فرقان بھاگا ہوا اوپر آیا کہ ایک بڑے آدمی آئے ہیں وہ ملاقات کرنا چاہتے ہیں، میں نے کہا بھاگ یہاں سے، ساڑھے گیارہ بجے ملاقات ہوگی، انھوں نے کہلوایا کہ مجھے ابھی رائپور جانا ہے۔ صرف ملاقات مقصود ہے۔ چنانچہ اوپر سے نیچے اتر کر مہمان خانہ میں آیا۔ میں اپنے سادہ لباس میں تھا۔ انھوں نے کہا کہ مجھے شیخ الحدیث صاحب سے ملاقات کرنی ہے میں نے کہا کہ مجھے ہی کو لوگ شیخ الحدیث کہتے ہیں۔ وہ جلدی سے اٹھے اور ملاقات کی۔ میں نے کہا کہ دوپہر کا کھانا کھا کر رائپور جایئے گا۔ بہر حال وہ کھانا کھا کر رائے پور گئے۔ دوسرے دن واپس آئے۔ اللہ کی شان اس دن دسترخوان پر کھانا خوب آیا تھا۔ کہیں ولیمہ تھا وہاں سے پلاؤ وغیرہ بھی آگیا تھا۔ میں نے کہا کھانا کھایئے۔ کھانا کھا چکے تو کہنے لگے کہ آپ کے اخلاق کو دیکھ کر ایک بات عرض کرنی ہے۔ کسی نے میری جیب کتر لی۔ کرایہ کیلئے تیس روپے کی ضرورت ہے۔ میں نے ان کو روپے

دیدیئے۔ انھوں نے جا کر تیس ۳۰ روپے یہ اور تین سو روپے مزید ہدیۃً بھیجے۔ میں نے جواب میں لکھا کہ اتنا سود نہیں ہوتا۔ بہر حال اصرار کے بعد میں نے قبول کر لیا۔ اس کے بعد مجھ سے تعلقات ہو گئے۔ انھوں نے ایک وقف سوا لاکھ کا دیوبند، مظاہر علوم، تبلیغ اور جمعیت علماء کے لئے کیا تھا۔ مدرسہ والوں نے ان کا خوب شکریہ ادا کیا۔ اور مولوی یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ٹھوکر ماردی اور کہا کہ ہمیں آپ کا وقت چاہیے۔ (ملفوظات)

## ۳۱۱۔ ڈاکٹر عبدالمنان صاحب مرحوم

ڈاکٹر عبدالمنان صاحب مرحوم جن کو تین مرتبہ قلبی دورہ پڑ چکا تھا انہیں ان کے وطن پٹنہ بھیجنا تھا۔ اسٹیشن بھیجنے کیلئے کار کی ضرورت تھی۔ حضرت نے مولوی نصیر صاحب سے کار کیلئے کہا تھا۔ انھوں نے شہر میں تین چار جگہ آدمی بھیجے۔ اتنے میں مراد آباد سے کچھ لوگ کار سے آگئے حضرت نے مولوی نصیر سے کار کے لئے منع فرما دیا اور مراد آباد والوں کی کار سے ڈاکٹر صاحب کو اسٹیشن بھیجا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ کسی کو بھیجنے کی ضرورت تھی۔ بڑودہ سے دور ریلوے کے ملازم عید کرنے سہارن پور حاضر ہوئے۔ ان دونوں کے پاس فرسٹ کلاس کا پاس تھا۔ چنانچہ وہ دونوں پٹنہ تک ڈاکٹر صاحب کو پہنچانے گئے۔ اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات ہیں، وہی مربی حقیقی ہے۔ افسوس یہ کہ ڈاکٹر صاحب کا اپنے وطن پہونچ کر چند دنوں کے بعد قابل رشک حالت میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (ملفوظات)

## ۳۱۲۔ براہ راست میرے جسم پر ہو گی

۱۹۶۳ء کے ہنگامہ کی ابتداء طلباء کے مطالبہ سے شروع ہوئی۔ جس کی سرپرستی شہر کے جاہ پسندوں شریر اور خود غرضوں نے کی، اور معاملہ بڑھ گیا۔ کافی دنوں تک اخبارات، اشتہارات، کتابچوں کی بھر مار رہی، حالات کی سنگینی کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ہندوستان کے بڑے عہدیداروں مثلاً حافظ محمد ابراہیم صاحب اور جنرل شاہنواز کو سہارن پور جانا پڑا۔ ضلع کے کلکٹر، سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اپنی خدمات پیش

کیں۔ مگر حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا یہ سب بچے میرے ہیں، ناسمجھی سے ایسا کررہے ہیں۔ ہرگز ہرگز ان پر دست درازی نہ کی جائے۔ اگر ان کے جسم پر پولیس کی ایک لاٹھی بھی پڑی تو وہ براہ راست میرے جسم پر ہوگی۔

(مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنور)

## ۳۱۳۔ ایسے واقعات بار بار پیش آئے

حضرت شیخ کا ایک قدیم معمول معلوم کرکے ناظرین کو حیرت ہوگی اگر کبھی (مظاہر علوم) کے کسی ملازم سے غفلت یا تساہل کی بناء پر کوئی مالی نقصان مدرسہ کا ہوگیا تو حضرت شیخ بسا اوقات وہ رقم بذات خود ادا کردیتے تھے اور بعض اوقات بعض دوسرے مخلص احباب کو بھی اپنے ساتھ شریک فرمالیتے۔ اور اس طرح مدرسہ کو نقصان سے اور اس بیچارے ملازم کو زیرباری سے بچالیتے۔ ایسے واقعات بار بار پیش آئے۔ اور ایک مرتبہ تو اس قسم کی ایک بہت بڑی رقم حضرت ممدوح نے بذات خود ادا کی۔

(حضرت مولانا شاہ محمد اسعد اللہ صاحب)

## ۳۱۴۔ میرا کھیل خلقت نے بنایا

۱۹۶۶ء میں میوات کے ایک مقام کامیڈہ میں اجتماع ہوا۔ آپ باوجود طویل مسافت کے وہاں تشریف لے گئے۔ ہم لوگوں کا تو یہ حال تھا کہ تھکان دور کرنے کیلئے آرام کی طرف متوجہ ہوئے۔ لیکن حضرت شیخ دامت برکاتہم کا یہ عالم تھا کہ اجتماع کی تمام مجلسوں میں بطیب خاطر شریک رہے۔ ہجوم سے بالکل کبیدہ خاطر نہ ہوئے۔ ایک دن تو ایسا اتفاق ہوا کہ جلسہ ختم ہونے کے بعد بہت سے عقیدت مند میواتی قیام گاہ میں گھس آئے۔ بہت سے کھڑکیوں اور جنگلوں پر کھڑے ہوگئے تب آپ نے یہ شعر پڑھا۔

(مولانا عزیز الرحمٰن صاحب)

مرا ایک کھیل خلقت نے بنایا — تماشہ کو بھی تو میرے نہ آیا

## ۳۱۵۔ آپ لوگ میرے لئے دعا کریں

ایک مرتبہ ایک تبلیغی بھائی نے مصافحہ کر کے دعاء کے لئے عرض کیا تو فرمایا'' بھائی آپ لوگ بڑا کام کر رہے ہیں۔ دین کے لئے ادھر اُدھر مارے مارے پھرتے ہیں، میرا کیا ہے۔ میں یہاں ایک ہی جگہ بیٹھا رہتا ہوں۔ آپ لوگ میرے لئے دعاء کریں''۔

ایک مرتبہ ایک تبلیغی بھائی نے محبت سے دو روپے پیش کئے۔ آپ نے ہاتھ کھینچ لیا ۔فرمایا ہرگز نہیں! آپ حضرات اللہ کی راہ میں نکلے ہیں مجھے ہی آپ حضرات کی مدد کرنا چاہیے۔ نہ یہ کہ آپ میری مدد کریں۔ میں آپ حضرات کی کچھ بھی خدمت نہیں کر پاتا۔ (حوالہ بالا)

## ۳۱۶۔ بڑے میاں ہم کچھ لینے نہیں آئے

ایک دن ارشاد فرمایا۔ جب میری صحت تھی اور جسمانی اعذار پیدا نہیں ہوئے تھے تو ہفتہ میں ایک دن جماعت لے کر میں بھی آس پاس کے دیہات میں جایا کرتا تھا اور چچا جان قدس سرہٗ کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق گشت کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ جب ہم لوگ ایک مقابلہ میں پہونچے ایک بوڑھے نے دور ہی سے دیکھ کر کہا بابا۔ جو تیرا حق ہوگا ہم وہی بھیج دیں گے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ بڑے میاں ہم کچھ لینے نہیں آئے ہم تو کچھ بتلانے آئے ہیں تب بوڑھا چارپائی پر بیٹھا اور نہایت غور سے باتیں سنیں۔ (حوالہ بالا)

## ۳۱۷۔ اب کوئی جگہ ایسی باقی نہیں رہی

غالباً ۱۹۶۴ء میں سہارن پور ایک تبلیغی اجتماع ہوا تھا۔ اس میں حضرت شیخ مدظلہٗ مولانا محمد یوسف صاحب اور دیگر حضرات ناشتہ والے کمرہ میں تشریف لائے، خدام اور عقیدت مندوں نے مٹھائیاں اور دیگر چیزیں پیش کیں۔ اس وقت حضرت شیخ نے فرمایا:

''مولوی یوسف کی چیزوں کو میں اپنی ہی سمجھتا ہوں۔'' اس طرح متعدد بار فرمایا۔

حضرت رائپوری کے انتقال کے بعد مولانا یوسف صاحب رہ گئے تھے۔ میں ان کے یہاں اسی عقیدت سے حاضر ہوا کرتا تھا اب کوئی جگہ ایسی باقی نہیں رہی۔ جہاں حاضر ہوا جائے۔ (حوالہ بالا)

## ۳۱۸۔ آپ حضرات کی خدمت کروں

ایک دفعہ علی گڑھ سے ایک طالب علم سہارن پور حاضر ہوا۔ دو تین روز قیام کے بعد تخلیہ کی اجازت چاہی۔ اس وقت میں بھی حاضر تھا۔ عرض کیا حضرت! بطور قرض دو سو روپیہ کی ضرورت ہے۔ حضرت شیخ نے اسی وقت حکیم محمد الیاس صاحب کو طلب فرمایا کہ کیا اس وقت دو سو روپیہ کا انتظام ہوسکتا ہے؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا۔ ان کو دیدو۔

اس طرز زندگی کے ساتھ یہ پہلو بھی قابل ذکر ہے کہ ایک صاحب تبلیغی جماعت میں حاضر ہوئے اور رخصت ہوتے وقت مصافحہ میں کچھ روپیہ خدمت میں پیش کیے۔ آپ نے فوراً ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا: آپ حضرات سفر میں ہیں اور دین کا بڑا کام کر رہے ہیں۔ اس ناکارہ ہی پر یہ لازم ہے کہ آپ حضرات کی خدمت کروں۔ نہ یہ کہ آپ حضرات مجھے کچھ مرحمت فرمائیں۔ (حوالہ بالا)

## ۳۱۹۔ یہ آپ کے اعزاز میں ہے

یہ راقم الحروف خواص تو خواص عوام میں بھی داخل ہونے کا مستحق نہیں ہے ایک دن حاضر ہوا تو مغرب کی نماز کے بعد طلب فرمایا، اور فرمایا آج مغرب کے معمولات صرف میری وجہ سے مختصر کر دیئے ہیں۔ فوراً ہی عزیزم مولوی طلحہ سلمہٗ کو یاد فرمایا۔ اور فرمایا کہ کچھ ہے؟ عزیزم طلحہ سلمہٗ نے ایک پیالہ میں دودھ اور ڈبل روٹی پیش کی۔ ہاتھ میں لے کر فرمایا یہ آپ کے اعزاز میں ہے۔ راقم الحروف جب بھی حاضر ہوتا۔ ناشتہ میں دو تین پیالیاں ضرور پلاتے فرماتے ہر خطاب کے عوض ایک پیالی۔ (حوالہ بالا)

## ۳۲۰۔ جو میری غربت کے مطابق ہو

ایک مرتبہ ضلع بجنور سے چند چوٹی کے علماء تبلیغی جماعت بنا کر حاضر ہوئے راقم

الحروف بھی ہمراہ تھا۔ اس دن کھانے کا بھی اہتمام فرمایا۔ اس وجہ سے کہ پہلے سے حضرت مولانا انعام الحسن صاحب زید مجدہم نے اس جماعت کے حاضر ہونے کی اطلاع کردی تھی۔ اس دن عشاء کے بعد مقابلہ خصوصی مجلس میں کچھ کھانے پینے کا سلسلہ شروع ہوا۔ فرمایا آج میں سوچ رہا تھا کہ آپ حضرات کیلئے کونسی چیز منگواؤں جو میری غربت کے مطابق ہو۔ مجھے بتلایا کہ بازار میں سنگھاڑے آنے لگے ہیں چنانچہ یہ سنگھاڑے آپ حضرات کے اعزاز میں ہیں۔ اس دن تقسیم کی خدمت راقم الحروف کے سپرد ہوئی۔ اور پھر نمبر وار حجرہ میں سے بہت سی چیزیں مٹھائی، پھلکیاں وغیرہ منگوانی شروع کیں۔ اس مجلس کا لطف عجیب وغریب تھا۔ پوری مجلس باغ و بہار بنی ہوئی تھی۔ کھانے سے زیادہ حضرت کی باتوں میں مزہ آرہا تھا۔ (حوالہ بالا)

## ۳۲۱۔ آئندہ حاضر ہونے کی کبھی اطلاع نکروں گا

ایک مرتبہ راقم الحروف نے عریضہ بھیجا کہ میں سیالدہ (ریل گاڑی کا نام ہے) سے حاضر ہورہا ہوں رات کو سیالدہ ساڑھے نو بجے سہارن پور پہونچتا ہے، اس دن ذرا دیر سے پہونچا۔ قریباً ساڑھے دس بجے حاضر خدمت ہوا، دیکھا تو حضرت مہمان خانہ میں بیٹھے ہیں۔ دو خادم پاس ہیں۔ روٹیوں کی ڈلیا اور کچھ سالن چبوترے پر پاس ہی رکھا ہے۔ دیکھتے ہی فرمایا۔ بہت دیر سے انتظار کر رہا ہوں۔ لو جلدی سے کھانے سے فارغ ہو جاؤ۔ راقم الحروف سے شرم کی وجہ سے ایک حرف بھی معذرت کا نہ بولا گیا۔ عہد کیا کہ آئندہ حاضر ہونے کی کبھی اطلاع نہ کروں گا۔ (حوالہ بالا)

## ۳۲۲۔ گھنٹوں معذرت کرتے رہے

ایک مرتبہ راقم الحروف حاضر ہوا۔ شدت کی گرمی پڑ رہی تھی۔ حکم ہوا باہر بیٹھ جاؤ۔ ابھی بلواتا ہوں۔ اتفاق سے آپ کسی دوسرے کام میں مشغول ہو گئے جب خیال ہوا بلوایا اور گھنٹوں معذرت کرتے رہے۔ میں اپنی جگہ شرمندہ ہوا جا رہا تھا، یا اللہ کیا کہوں۔ میں نے عرض کیا حضرت معذرت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ دیر ہو ہی جاتی ہے۔ فرمایا۔ آپ

حضرات دور دراز سے آتے ہیں۔ تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔ شرمندہ ہوں بلانے میں اتنی تاخیر ہوگئی۔

حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کو کبھی میں نے تحکمانہ انداز میں بات کرتے نہیں دیکھا۔ جب فرمایا۔ یہی فرمایا۔ میں تو بہت ناکارہ ہوں اور جب تحریر فرمایا تو یہی لکھا۔ یہ ناکارہ دل سے دعاء کرتا ہے۔ (حوالہ بالا)

## ۳۲۳ یہ امانت میں تصرف کیوں کیا

ایک مرتبہ راقم الحروف حاضر تھا۔ آپ نے اپنے ایک خادم سے ڈاک مانگی۔ ایک پوسٹ کارڈ ہاتھ میں لے کر دریافت کیا۔ اس کے ساتھ کا جوابی کارڈ کہاں ہے۔ خادم نے جوابی کارڈ علیحدہ سے پیش کر دیا۔ آپ نے ڈانٹ کر دریافت کیا میرا مطلب یہ نہیں ہے۔ خادم نے عرض کیا۔ حضرت وہ تو میں نے لکھ کر ایک جگہ بھیجدیا۔ پھر کیا تھا۔ غصہ کی وجہ سے چہرہ تمتمانے لگا۔ فرمایا نکل جاؤ میرے پاس نہ آنا اگر تمہیں کارڈ کی ضرورت بھی تھی مجھ سے لے لیتے۔ یہ امانت میں تصرف کیوں کیا؟ (حوالہ بالا)

## ۳۲۴۔ آپ کی مجلس میں شریک ہونا جائز نہیں

ایک دفعہ سہارن پور کا تبلیغی اجتماع تھا۔ حضرت مولانا یوسف صاحب حیات تھے۔ صبح کے بیان کے بعد دسترخوان بچھایا گیا۔ بہت سے حضرات موجود تھے۔ اتفاق سے میری نشست حضرت شیخ کے سامنے تھی۔ عقیدتمند ناشتہ کے لیے مختلف اشیاء لاکر پیش کررہے تھے۔ جن میں سے بعض اشیاء تو شیخ دسترخوان پر رکھ دیتے تھے۔ اور بعض خادم کو دیدیتے کہ وہ گھر پہونچائے۔ میرے دل میں خیال آیا دیکھئے! اچھی چیزیں بچا کر رکھ لیتے ہیں۔ فوراً آپ نے مولانا یوسف صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا بھائی! مولوی یوسف کے پاس جو کچھ آتا ہے۔ وہ میرا ہی ہے۔ مجھ پر بہت ہی جھیپ چڑھی، مگر میں نے بہت ہمت کر کے کہدیا کہ حضرت! آپ کی مجلس میں شریک ہونا جائز نہیں ہے۔ مولانا یوسف اور شیخ یہ سن کر خوب ہنسے۔ (حوالہ بالا)

## ۳۲۵۔زمینِ شور سنبل برنہ آید

ایک دفعہ میں گھر سے اس نیت سے چلا کر زید۔خالد کے بارے میں جا کر دریافت کروں کہ اگر وہ دونوں ہدایت پر آجائیں۔تو دین کا بہت فائدہ ہو۔چنانچہ اس خیال سے میں ان پر ایک عرصہ سے محنت کر رہا تھا۔مجلس میں حاضر ہوا اور یہ خیال دل میں تھا۔فوراً ہی شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر ذہن میں آیا۔اس سے پہلے یہ شعر مجھے یاد نہیں تھا۔(حوالہ بالا)

زمینِ شور سنبل برنہ آید ‏ ‏ ‏ ‏ دریں تخم عمل ضائع مگرداں

## ۳۲۶۔کل کو جمعہ ہے

ایک مرتبہ پنجشنبہ کو حاضر ہوا۔شیخ نے دریافت فرمایا کہ کیا نظم ہے۔میں نے عرض کردیا صبح کو ۹ بجے والے الہ آباد پسنجر سے جانے کا ارادہ ہے۔شیخ نے اتنا فرما کر سکوت فرمایا "کل کو جمعہ ہے"میں نے عرض کردیا نجیب آباد اسٹیشن پر نہایت اطمینان سے جمعہ مل سکتا ہے۔رات ہوئی ذرا سی اونگھ آئی تھی کہ شیخ کو دیکھا۔فرمارہے ہیں جانا مناسب نہیں ہے۔میں نے اُٹھ کر اس خیال کی تردید کی۔اور سوچا نجیب آباد اگر نہ سہی لکسر تو مل ہی جائیگا،رخصت ہو کر گاڑی پر سوار ہو گیا۔گاڑی نے پلیٹ فارم چھوڑا اور لو کو پہنچ کر لیٹ ہوگئی۔پھر تو ہر اسٹیشن پر لیٹ ہوئی۔جو جمعہ نجیب آباد ملنا چاہئے تھا۔وہ لکسر بھی نہ ملا۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔(حوالہ بالا)

## ۳۲۷۔فلاں سُورۃ پڑھ کر آگ جلانا شروع کرو

رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ کا واقعہ ہے کہ سینکڑوں کا مجمع تھا،حمام میں پانی بھر کر آگ جلائی گئی۔مگر آگ بجھ جاتی تھی،تمام لوگ پریشان ہو گئے،اور تمام تدبیروں کو عمل میں لے آئے۔مگر آگ جل کر نہیں دیتی تھی۔آخر کار آپ کو اطلاع کی گئی۔تو فرمایا فلاں سورۃ پڑھ کر آگ جلانا شروع کرو۔چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔تو آگ جلنے لگی۔(حوالہ بالا)

## ۳۲۸۔ کچھ کُھلوں

حضرت کے درس کے ایک ساتھی جو بڑے قابل طالب علم تھے۔ انھوں نے ایک دفعہ حضرت سے اپنے شوق کا یوں اظہار کیا کہ ''زکریا میرا جی چاہتا ہے کہ کچھ کھلوں۔

اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا ''بھائی میرا جی چاہتا ہے کہ چھپوں۔'' (یعنی گمنام رہوں) (صوفی محمد اقبال صاحب)

## ۳۲۹۔ چھ ماہ تک جوتا نہیں خریدا

ایک دفعہ میرا جوتہ گم ہو گیا تو تقریباً چھ ماہ تک مجھے دوسرا جوتہ خریدنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس مدت میں مجھے مدرسہ سے باہر قدم نکالنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ مدرسہ ہی کی مسجد میں ہوتا تھا۔ اور مدرسہ کے بیت الخلاء کے باہر ایک دو جوتے جو کسی کے پرانے ہو جائیں وہ ڈال دیتا تھا۔ جواب تک بھی دستور تھا۔ اس وجہ سے مجھے کسی ضرورت کیلئے دروازے سے نہ تو باہر قدم رکھنا پڑا نہ جوتے کی ضرورت ہوتی، اس طرح سے خلوت نشینی کی محبت دل میں بیٹھ گئی۔ اور اس میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ سے موافقت ہوگئی۔ (صوفی محمد اقبال صاحب)

## ۳۳۰۔ تربیت کے طرق عجیب اور مختلف ہوتے ہیں

جب عمر شریف تقریباً ۲۳ برس کی تھی تو ایک دفعہ حضرت حکیم الامت کی تشریف آوری پر حضرت شیخ زیدہ مجدہ' اسٹیشن پر تشریف لے گئے۔ بڑا مجمع موجود تھا۔ جب حضرت نے مصافحہ کیا تو مصافحہ کے ساتھ ہی حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اکابر کے یہاں تربیت کے بھی طریق عجیب اور مختلف ہوتے ہیں۔ اکتتاب بھی ایک طریقہ ہے یعنی حضرت سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہٗ نے کتاب لکھواتے ہی میں تربیت باطنی اور منازل سلوک طے کروادئے۔ اشتغال کا متعارف سلوک اختیار نہیں کرنا پڑا۔ (حوالہ بالا)

# ۳۳۱۔ ہمارے قلندر نے تو پہلے ہی مخالفت کی تھی

ایک مرتبہ مدرسہ کے ایک طالب علم کا اخراج حضرت قدس سرہٗ (حضرت سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ) نے طے کیا۔ میں نے مخالفت کی۔ اور عرض کیا حضرت اس کے اندر یہ اندیشہ ہے۔ حضرت ناظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبداللطیف نے اس کی تردید فرمادی کہ نہیں حضرت کوئی اندیشہ نہیں۔ حضرت نے اخراج فرمادیا۔ معاً وہی اندیشہ سامنے آگیا۔ حضرت قدس سرہٗ کو اس کا بڑا فکر ہوا اور حضرت ناظم صاحب کو بھی ندامت ہوئی۔ میرے حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا۔ ہمارے قلندر نے تو پہلے ہی مخالفت کی تھی ہم نے ہی نہ مانی۔ میں نے عرض کیا ''حضرت فکر نہ فرمائیں دعاء وتوجہ فرمائیں انشاء اللہ یہ اندیشہ جاتا رہے گا۔ حضرت کو اس جواب سے اتنی مسرت ہوئی کہ اس کی لذت اب تک مجھے معلوم ہے۔ اور حضرت کی دعاء توجہ سے فوری خطرہ جو پیش آیا تھا۔ وہ اسی طرح فوراً دور ہوگیا''۔ (حوالہ بالا)

# ۳۳۲۔ اگر تم نہ ہوتو میرے معاصرین

ایک دفعہ نظام الدین میں یہ ناکارہ اور حضرت رائپوری تشریف فرما تھے چچا جان قدس سرہٗ نے خواب دیکھا کہ سب سے آگے چچا جان چل رہے ہیں ان کے پیچھے میں چل رہا ہوں، میرے پیچھے حضرت اقدس مرشدی و مولائی سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ چل رہے ہیں۔ فرمایا کہ تعبیر دو۔ حضرت اقدس رائپوری نے تو عادت کے موافق فرمایا کہ اس کی تعبیر تو حضرت شیخ دیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ پہلا جزء تو صاف ہے۔ کہ میں تو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتا ہوں مگر چلا نہیں جاتا، مگر دوسرا جزء بالکل سمجھ میں نہیں آیا، فرمانے لگے بس! یہ خواب تو بالکل صاف اور واقعہ ہے کسی تعبیر کا محتاج نہیں۔ میری پشت پناہی صرف تم سے ہو رہی ہے۔ اگر تم نہ ہوتو میرے معاصرین مجھ کو دبالیں گے اور تمہاری پشت پناہی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے ہو رہی ہے۔ حضرت کی وجہ سے یہ حضرات تم سے دب جاتے ہیں اور یہ بالکل صحیح فرمایا، بیسیوں واقعات اس قسم کے پیش آئے۔ جن کا لکھوانا اب بے ادبی ہے۔ (حوالہ بالا)

## ۳۳۳۔ اچھے خاصے ہو۔ شور مچا رکھا ہے

ایک مرتبہ اس سیاہ کار کو معمولی سا بخار ہوا۔ کسی جاننے والے طالب علم سے حضر ت اقدس مدنی نے خیریت دریافت کی۔ اس نے کہہ دیا بخار ہو رہا ہے۔ حضرت اسی وقت اسی گاڑی سے تشریف لائے اور کچے گھر میں قدم رکھتے ہی یہ شعر پڑھا۔

تَعَالَلْتِ کَیْ اَشْجٰی وَمَا بِكِ عِلَّةٌ

تُرِیدِینَ قَتْلِی قَدْ ظَفَرتِ بِذَالِكِ

ترجمہ:۔ تو بتکلف بیمار بن گئی تا کہ میں رنجیدہ ہو جاؤں حالانکہ تجھے کوئی بیماری نہیں بے شک تو اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئی۔

میں ایک دم حضرت کی آمد پر کھڑا ہو گیا فرمایا:۔ اچھے خاصے ہو شور مچا رکھا ہے بخار کا میں نے عرض کیا میں نے حضور کی خدمت میں کون سا تار یا ٹیلیفون کیا تھا کہ میں مر رہا ہوں۔ فرمایا ساری دنیا میں شور مچکیا بخار کا بخار والا یوں نہیں کھڑا ہوا کرتا۔ میں نے عرض کیا۔

ان کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

اور واقعی ہوا بھی ایسا ہی ہے۔ حضرت کی تشریف آوری کی برکت سے بخار جارتا رہا۔ (حوالہ بالا)

## ۳۳۴۔ سچ بتاؤ

ایک دفعہ ہوشیار پور سے سہارن پور شریف کا پروگرام ان دنوں میں بنایا۔ جبکہ مولانا علی میاں مدظلہ کی لکھنؤ سے کانپور آمد کی اطلاع تھی۔ میں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حضرت والا سے بات چھپانے کی کوشش کی مگر حضرت والا روحی فداہ نے فرمایا کہ مولوی صاحب تم تو علی میاں کی مد میں آئے ہو وہ پرسوں کو آئیں گے۔ میں نے

شرماتے ہوئے انکار کرنا چاہا تو حضرت والا نے فرمایا سچ بتاؤ تم کو ان کا خط ہوشیار پور میں نہیں گیا تھا۔ مجبوراً عرض کیا جی ہاں گیا تھا۔ ان کی بھی زیارت ہو جائے گی۔ حضرت والا خوش ہوئے اور چہرہ مبارک دیکھنے لگے۔ (مکتوب جناب صوفی محمد اقبال صاحب۔ محررہ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ)

## ۳۳۵۔ تم کہاں رہ گئے تھے

یہ حقیر مہمان خانے میں غفلت کی حالت میں سو رہا تھا اچانک بیدار ہو تو دیکھا کہ سارے مہمان دوپہر کے کھانے کے لیے کچے گھر جا چکے۔ دل میں خیال آیا کہ آج تو خوب ڈانٹ پڑے گی۔ ڈرتے ڈرتے کھانے کیلئے روانہ ہو گیا کچے گھر پہنچ کر دیکھا کہ سارے مہمان کھانے میں مشغول ہیں اور حضرت شیخ بھی نوش فرما رہے ہیں، چپکے سے آہستہ آہستہ اندر جا رہا تھا کہ دفعتہً حضرت کی مبارک نگاہ مجھ پر پڑی تو زور سے فرمایا مولوی امام الدین تم کہاں رہ گئے تھے یہ سنتے ہی میں گھبرا گیا پھر آپ نے فرمایا آؤ میرے ساتھ کھاؤ۔ یہ ناکارہ ڈرتے ہوئے تھوڑا تھوڑا کھا رہا تھا۔ حضرت نے فرمایا ڈرو نہیں۔ خوب کھاؤ۔ چنانچہ خوف و ہراس دور ہو گیا اور سارے جسم میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

(مرسلہ مولانا امام الدین صاحب پورنوی)

## ۳۳۶۔ آپریشن کی نوبت نہیں آئی

یہ سیاہ کار ڈیڑھ سال تک درد شکم میں مبتلا رہا جو کبھی کبھی بہت ہی شدت کے ساتھ ہوتا تھا۔ علاج معالجہ بھی ہوا مگر کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اور بتلایا گیا کہ آخری علاج اب آپریشن ہے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ۲۸ شوال ۱۳۸۳ھ میں کٹیہار سے روانہ ہو کر ۳۰ شوال کو سہارن پور پہنچا حضرت شیخ کی زیارت ہوئی سلام مسنون اور مصافحہ ہوا اور سہارن پور میں کم و بیش ایک ہفتہ رہنا ہوا، عصر کی نماز کے بعد کی مجلس میں پابندی سے حاضری دیتا اور صبح و شام بھی کھانے میں اور چائے نوشی میں شریک دستر خوان رہا حالانکہ ڈاکٹر کی طرف سے ہدایت تھی کہ نرم غذا کھانا اس لیے بیگ میں چورا بھی لے لیا تھا کیونکہ یہ نرم بھی ہے اور زود ہضم بھی ہے ۔لیکن خدمت اقدس میں پہنچنے کے بعد بد پرہیز بن کر جو چیزیں بھی دستر خوان پر سامنے آئیں

کھاتا رہا۔اور حضرت کی باطنی مقناطیسی توجہ اور دل سے دعاؤں کا حیرت انگیز اثر و نتیجہ تریاک کا کام کر گیا۔کہ پیٹ کا درد بالکل ختم ہو گیا اور آپریشن کی بھی نوبت نہیں آئی۔اب تک صحت مند ہوں۔(مرسلہ مولانا امام الدین صاحب پورنوی)

## ۳۳۷۔ابھی جا کر شکایت کرتا ہوں

مظاہر علوم کے زمانہ تعلیم ۱۳۷۵ھ میں منجانب مدرسہ غیر مسلموں کے محلے کی مسجد کی امامت اس ناکارہ کو ملی۔میں اپنے مقتدیوں کے ساتھ اسی مسجد میں جا کر نماز ادا کرتا تھا۔محلے کا ایک غیر مسلم اپنی گائے مسجد کے دروازے کے پاس ہمیشہ باندھتا تھا۔جس سے مسجد آنے جانے والوں کو بڑی تکلیف ہوتی۔خاص کر برسات کے دنوں میں۔ایک دن ظہر کے وقت گائے والے سے ملاقات ہوئی تو میں نے کہا کہ کیا آپ کے پاس گائے باندھنے کے لئے کوئی دوسری جگہ نہیں ہے۔کہنے لگا یہاں باندھنے میں کیا حرج ہے؟ میں نے کہا گائے بندھنے سے پیشاب وغیرہ کی وجہ سے جگہ خراب رہتی ہے۔اس وقت تو وہ کچھ بولا نہیں۔عصر کے وقت جب میں مسجد گیا تو وہ غیر مسلم مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لیجانے کیلئے کھینچنے لگا۔اور کہنے لگا کہ اب تم کو بتلاؤں گا۔میں نے کہا کہ تم کیا بتاؤ گے؟ ابھی جا کر حضرت شیخ سے تمہاری شکایت کرتا ہوں میرا یہ کہنا تھا کہ وہ فوراً میرا ہاتھ چھوڑ کر واپس چلا گیا۔(تحریر مولانا عبدالرب مظاہری، پورنیہ۔بہار)

## ۳۳۸۔میں یہ سن کر پسینہ پسینہ ہو گیا

جس وقت حضرت شیخ ہجرت کی نیت سے سہارنپور سے مدینہ منورہ تشریف لیجا رہے تھے تو میں بھی ملاقات کیلئے حاضر ہوا۔جمعہ کا وقت تھا،مجھ سے حضرت نے فرمایا قاضی صاحب جمعہ کے بعد جامع مسجد سے جلدی آجانا۔لیکن نماز جمعہ کے بعد وہاں والوں نے میرا بیان رکھدیا۔میں نے بہت مختصر بیان کیا پھر بھی تاخیر ہو گئی۔واپس حضرت شیخ کے مکان پر پہنچا تو حضرت نے مجھے اپنی چارپائی کے پاس ہی بٹھالیا۔کھانے کی بے شمار قسمیں اور اعلیٰ کھانے دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ اتنے بڑے ولی اور شیخ اور اتنا عمدہ دسترخوان۔بس اتنا خیال

دل میں آیا ہی تھا کہ حضرت نے فوراً میری کمر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اجی قاضی صاحب میرے گھر کا کھانا تو بس فلاں چیز ہے۔ باقی سب آپ لوگوں کی برکت سے میرے دوستوں نے بھیج دیا ہے۔ میں یہ سنکر پسینہ پسینہ ہو گیا۔ (قاضی سید وجدی الحسینی۔ قاضی شہر بھوپال)

## ۳۳۹۔ دُعاء کی تاثیر واثرات

حضرت نور اللہ مرقدہٗ سے بیعت ہونے سے پہلے میں نے مالی دشواریوں سے پریشان ہو کر دعاء کی درخواست کی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حسب ذیل دعا پڑھنے کی ہدایت دی اللّٰھم اغننی بحلالک عن حرامک و بفضلک عمن سواک اول آخر سات سات مرتبہ درود شریف کے ساتھ ستر مرتبہ۔ بحمد اللہ اس دعاء اور حضرت کی توجہ کا یہ اثر ہوا کہ کچھ دنوں کے بعد نہ صرف مالی پریشانی دور ہو گئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری ضرورت سے زیادہ دیا۔ واضح رہے کہ کتابوں میں دعاء دوسری طرح لکھی ہوئی ہے۔ مگر ہم نے یہ جانتے ہوئے بھی اس طرح پڑھی، جیسے حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے لکھی تھی۔ (ڈاکٹر محمد خلیل انصاری، شاہ گنج جونپور)

## ۳۴۰۔ میں تقریر کا آدمی نہیں

ایک مرتبہ عصر کے بعد کی مجلس میں آٹھ دس آدمی آئے میں نے کہا کیسے آنا ہوا؟ انھوں نے بتایا کہ ہم رڑکی سے آرہے ہیں اور وہاں جلسہ ہے۔ آپ کو لیجانا چاہتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ ناظم صاحب کو لیجاؤ۔ میں تقریر کا آدمی نہیں اور نہ کبھی میرے باپ نے تقریر کی۔ مگر جب انھوں نے بہت اصرار کیا تو میں نے ناراضگی کا اظہار کیا وہ سب چلے گئے اسی میں ایک آدمی رہ گیا۔ اس نے کہا کہ ہم دیوبند سے آرہے ہیں جلسہ میں حضرت مدنی آنے والے تھے مگر حضرت کی طبیعت خراب ہے ہم نے اصرار کیا تو حضرت نے فرمایا کہ اگر شیخ الحدیث چلیں تو میں آسکتا ہوں اس لیے یہ سب لوگ آئے تھے۔

(ملفوظات)

## ۳۴۱۔ میں نے آپ کی شان میں گستاخی کی

دیوبند کی ایک اسٹرائیک کے موقعہ پر میرا دیوبند جانا ہوا۔ مدرسہ کے قریب ایک

صاحبزادے جنکا تعلق مجھ سے اور حضرت رائے پوری سے تھا وہ اسٹرائیک میں شریک تھے بلکہ اسٹرائیک کے سورما تھے۔ مجھے اس کی بالکل خبر نہ تھی کہ وہ بھی اس میں پیش پیش ہیں۔ میں جب باب الظاہر سے گزرا تو یہ بھی میرے ساتھ حضرت مدنی کے یہاں حاضر ہوئے۔ حضرت کا چہرہ ان کو دیکھ کر سرخ ہوگیا اور مجھ پر شدید عتاب فرمایا کہ یہ چناو چنیں مدرسہ میں اسٹرائیک کراتا پھرتا ہے اور آپ اس کو بغل میں لیے پھرتے ہیں؟ آپ نے اور مولانا عبدالقادر صاحب نے ان کا دماغ خراب کررکھا ہے۔ میں نے عرض کیا حضرت مجھے اس کی مطلق خبر نہیں تھی اور اس سے اشارہ کیا کہ بھاگ جا۔ بعد میں حضرت نے اس کی تلافی میں میری بہت دلداری کی۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھ پر حضرت کے ارشاد کا بالکل اثر نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے آپ کی شان میں گستاخی کی میں نے عرض کیا اب تو ہوگئی۔ حضرت نے ان اسٹرائیکیوں کیلئے سخت بددعائیں کیں جن کو سن کر میں لرز گیا۔ (ملفوظات)

## ۳۴۲۔ ہر ایک کو نہیں دیا جاتا

ایک مرتبہ حضرت مدنی کسی سفر سے آرہے تھے میں پیدل اسٹیشن گیا خیال تھا کہ مولانا منظور احمد صاحب ضرور موجود ہوں گے۔ پلیٹ فارم ٹکٹ مل جائیگا مگر جب وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ سب اندر داخل ہوچکے ہیں میں نے اسٹیشن ماسٹر سے کہا کہ اگر دے سکو تو اُدھار پلیٹ فارم کا ٹکٹ دیدو۔ اس نے دیدیا۔ میں اندر گیا۔ مولانا منظور صاحب سے پیسے لیکر ادا کیے۔ مولانا نے اسٹیشن ماسٹر سے کہا کہ کہیں ادھار ٹکٹ دیا جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ ہر ایک کو نہیں دیا جاتا۔ (حوالہ بالا)

## ۳۴۳۔ ایک ایک ادا

ہمارے بزرگوں کی ایک ایک ادا دانتوں سے پکڑنے کے قابل ہے۔ جب سے میں نے سنا ہے کہ حضرت گنگوہی قدس سرہ تیس تاریخ کو سورۃ الم ترکیف سے تراویح پڑھتے تھے تو اگر آج چاند نہ ہوتا تو میرا بھی ارادہ تھا کہ عبدالرحیم سے کہوں کہ الم ترکیف

سے تراویح پڑھائے۔ (حوالہ بالا)

## ۳۴۴۔ حضرت مدنی ہمارے دینی پیشوا ہیں

ایک مرتبہ مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی شیخ الاسلام پاکستان میرے یہاں مہمان ہوئے۔ یہ زمانہ اختلاف کا تھا۔ اتفاقاً آدمی آیا اور اس نے کہا کہ حضرت مدنی تشریف لائے ہیں۔ مجھے فکر ہوئی کہ دوپہر کو دونوں کو دسترخوان پر ایک ساتھ کس طرح جمع کروں۔ میں مولانا ظفر احمد صاحب کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ حضرت مدنی تشریف لائے ہیں۔ پہلے انھیں کھانا کھلا دوں۔ کیونکہ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس چلے جائیں گے۔ اس کے بعد آپ کیلئے دسترخوان بچھاؤں گا۔ انھوں نے فرمایا کہ ہمارا اختلاف سیاسی ہے۔ حضرت ہمارے دینی پیشوا ہیں ہم تو ساتھ کھانا کھائیں گے۔ پھر نے حضرت سے عرض کیا حضرت نے بھی فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ساتھ کھانا کھائینگے چنانچہ دسترخوان پر دونوں حضرات تشریف لائے۔ ادھر اُدھر کی بے تکلفی کی باتیں کرتے رہے مگر سیاست کا کوئی ذکر نہیں آیا۔ (حوالہ بالا)

# ماخذ ومراجع کی فہرست

پیش نگاہ کتاب کی ترتیب میں جو کتابیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں وہ یہ ہیں


| نام کتاب | مؤلف |
|---|---|
| ۱۔ ماہنامہ خدام الدین لاہور | زیرنگرانی شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب پاکستان۔ |
| ۲۔ ماہنامہ البیان پشاور | مولانا محمد اشرف سلیمانی صاحب۔ پشاور |
| ۳۔ چند سبق آموز واقعات | جناب الحاج صوفی محمد اقبال صاحب مدنی |
| ۴۔ حضرت شیخ کا اتباع سنت | جناب الحاج صوفی محمد اقبال صاحب مدنی |
| ۵۔ ماہنامہ اقراء ڈائجسٹ کراچی | زیرنگرانی مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی۔ کراچی مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی |
| ۶۔ حضرت شیخ اور ان کے خلفاء کرام | مرتب مولانا مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھ |
| ۷۔ ملفوظات فقیہہ الامت مفتی محمود صاحب گنگوہی | مرتب مولانا خلیل الرحمٰن سجاد ندوی، لکھنو حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب۔ گنگوہی |
| ۸۔ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ | حضرت شیخ مہاجر مدنی |
| ۹۔ حدود اختلاف | مولانا تقی الدین صاحب ندوی۔ مظاہری |
| ۱۰۔ الاعتدال فی مراتب الرجال | مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری |
| ۱۱۔ صحبتے با اولیاء | الحاج صوفی محمد اقبال صاحب مدنی |
| ۱۲۔ ولی کامل | |
| ۱۳۔ محبوب العارفین | |
| ۱۴۔ مختلف احباب کی تحریریں | |

# دیگر مطبوعات